جدید

بہرام کی رہائی

بہ سلسلہ "نیلی چھتری" و "بہرام کی گرفتاری"

(مرتبہ)

عالیجناب مرزا رسوا بی۔اے۔ اینڈ ڈی۔ او۔ ایس

حسب الارشاد

مینیجر صدیق بکڈپو لکھنؤ

مطبوعہ

اشاعت العلوم پریس فرنگی محل لکھنؤ

چھپا ہے

۲

دو تاریخی حیرت انگیز ناول

اسرار بالشویزم:- آنے والے خطرات کا مخبر- روس کے حالات کا آئینہ- جدید خیالات کی لہریں اور دنیا کے تمدنی اور سیاسی حالات میں حیرتناک انقلاب کا خطرہ- سرمایہ داری اور مزدور پیشہ طبقہ کے دل ہلا دینے والے معرکے- جدید روسی تہذیب اور اُسکے اثرات افغانستان اور ہندوستان پر- ہندوستان میں بالشویک پیش قدمی کا امکان اور اُسکے نتائج- بالشویزم کی تاریخ اور اُنکے افکار پر قابل قدر تبصرہ- موجودہ سیاست کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے- سچ تو یہ ہے کہ ناول کے رنگ میں موجودہ دور کی پوری تاریخ ہے انداز بیان دلچسپ اور زبان پاکیزہ ہے- ترکستان کی سرزمین کے ایک فسانہ حسن و عشق نے بہت کچھ نمک مرچ لگا دیا ہے- اِس سلسلہ میں وہاں کے رسم و رواج پر ایک حد تک روشنی پڑتی ہے- ابتدا سے انتہا تک دلچسپ فسانہ ہے- اس قدر مقبول ہوا کہ ایک ہی سال میں دوبارہ شایع کرنا پڑا- لکھائی چھپائی نفیس کاغذ عمدہ- ٹائٹل پر ایک معنی خیز تصویر- باوجود ان خوبیوں کے عہ

سیف کمال- مصطفے کمال کی شمشیر بے پناہ کے جوہر- یونانیوں کی شرارت اور انگلستان کی پرورش- ترکوں کی بہادرانہ مدافعت اور کامیابی- یونانیوں کی قابل عبرت ہزیمت اور شکستہ حالی، ترکوں کے جوش ایمانی کے نظارے- سر بکف بہادروں کی شجاعت و بسالت کے مرقعے- ایک دلچسپ عشق و محبت کی کہانی نے کتاب کو اور بھی چمکا دیا ہے

لکھائی چھپائی عمدہ قیمت عہ

ملنے [illegible] ... بک ڈپو- امین آباد پارک لکھنؤ

بہرام کی رہائی
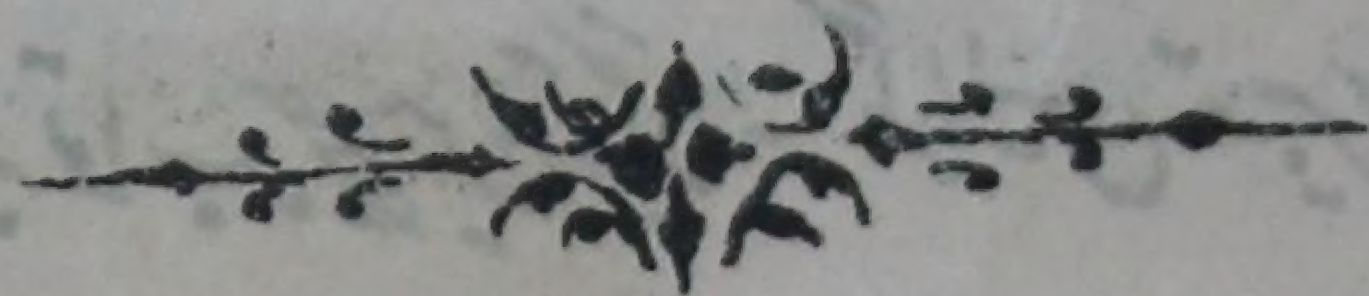
باب (۱)
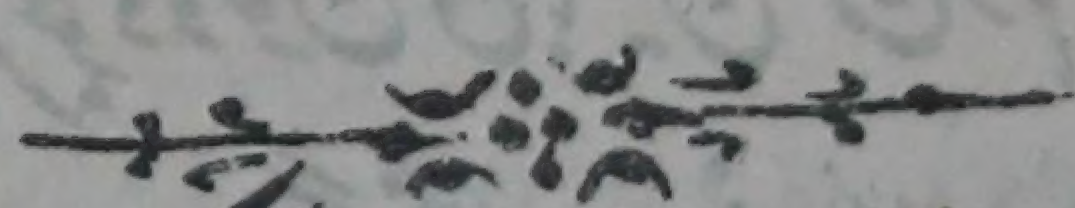
بیگم باغ - بہرام اور گنبش

ولی محمد - ارے بھئی کچھ سُنا - بہرام گرفتار ہوگیا -

محمد احسن - ہمیں تو نہیں یقین آتا - یہ بھی کوئی اُسی کا شعبدہ ہوگا - اور ہاں یہ تو بتاؤ - یہ حیدر خان کون صاحب ہیں -

ولی محمد - اہا! یہ تم کو معلوم ہی نہین - حیدر خان جو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس سمجھا جاتا تھا وہ خود بہرام تھا -

محمد احسن - اچھا تو اسکے یہ معنی ہوے کہ خود بہرام بہرام کو گرفتار کرنا چاہتا تھا -

"دونون نے زور سے قہقہہ لگایا"

ولی محمد - بھئی یہ تو کبھی دیکھا نہ سُنا کہ چور خود اپنی گرفتاری کی فکر مین ہو -

محمد احسن - آپ بھی کتنے بھولے بھالے آدمی ہین - یہ بہرام کی تدبیر تھی کہ خود خفیہ پولیس کا افسر بن کے اشتہاری چور کی گرفتاری کا بیڑا اُٹھایا تھا - اس سے پولیس کو دھوکا دینا منظور تھا "

ولی محمد - ہان ہان - یہ تو اب سمجھ مین آگیا - مگر ایسی تدبیرین سواے بہرام کے اور کوئی اور کر سکتا ہے -

ع

چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد

لکھن رام - (ایک راہگیر جو دونون کی باتین سُن رہا تھا) اچھا تو بہرام گرفتار ہو گیا "

مرزا جی مجھے تو یقین نہین آتا - بھلا بہرام گرفتار ہونے والا ہے "

محمد احسن - اجی لالہ جی سُنا تو ایسا ہی ہے - مگر تم سچ کہتے ہو - بہرام تو انسان نہین ہے کوئی جن ہے یا چھلاوہ ہے خدا جانے کیا ہے "

ولی محمد - اجی وہ بہرام نہ ہوگا جو گرفتار ہو گیا ہے - کسی کو بہرام بنا کے اُس نے خود گرفتار کرا دیا ہوگا - اِس مین بھی اسکا کچھ مطلب ہوگا "

محمد احسن - خیر جو کچھ ہو - شہر بھر مین تو یہی چرچا ہے کہ بہرام گرفتار ہو گیا -

کریم خان (ان باتون کو کچھ سُن چکا تھا) آپ لوگ کس خواب و خیال مین ہین - بہرام

واقعی گرفتار ہو گیا - اور اب قلعہ مین قید ہے - آپ یہ تو سمجھین کہ لاکھون کرورون روپیہ سرکار کا پولیس پر خرچ ہوتا ہے - ہزارون آدمی ہین ایک سے ایک لائق - ایک بہرام کیا، دس بہرام گرفتار ہو سکتے ہین "

ولی محمد - قصور معاف کیا آپ بھی پولیس مین کبھی ملازم رہ چکے ہین - مین نے تو ہزارون مین ایک مرتبہ آپکو وردی پہنے دیکھا تھا - کچھ یونہی سا خیال ہے -

کریم خان - مین اب بھی پولیس مین نوکر ہون - آج کل رخصت پر ہون - اس مین شک نہین کہ بہرام بڑا بانی کار چور ہے - اگر پولیس نے گرفتار کر لیا تو بڑا کام کیا "

محمد احسن - اجی وہ اکیلا تھا اور ادھر تیس چالیس آدمی تھے اور کسی کا ہوا و نہین پڑتا تھا کہ ایکا ایکی ہاتھ ڈال دے -

ولی محمد - اور گرفتار کس نے کیا ؟ مین تو سمجھتا ہون یہ اُس سیاہ پوش قاتل کا کام ہے جس نے بہرام پر وار کیا -

کریم خان - خیر وہ کوئی ہو - اب تو پولیس ہی کے سر بہرام کی گرفتاری کا سہرا ہے -

دلاور خان - (بہرام کے ایک دوست راستے مین ملے اور معمولی مزاج پرسی کے بعد اس گفتگو مین شریک ہو گئے) بھائی جان - بہرام کی گرفتاری سے پولیس کی عزت رہ گئی ہے ہے - یہ فقط سرکار کا اقبال ہے کہ وہ گرفتار ہو گیا - بڑے بڑے تجربہ کار افسرون کو بہرام نے ایسی جھکائیان دی ہین کہ زندگی بھر یاد کرینگے - یہ تو کبھی خواب مین بھی نہین سُنا تھا کہ چور خود ہی کوتوال بن کے اپنی گرفتاری کی فکرین کرتا ہو اور تمام پولیس اُسکے حکم مین ہو - انمین مین کسی نے نہ پہچانا کہ یہی تو بہرام ہے جو ہم پر حکومت کر رہا ہے

کریم خان - مگر اس شہر کے لوگ بھی طرفہ معجون ہین جب بہرام کی گرفتاری مین ناکامی ہوئی تھی

تو پولیس کو برا بھلا کہتے تھے اور اب جو وہ گرفتار ہو گیا ہے تو پولیس کی تعریفیں ہو رہی ہیں۔

محمد احسن ۔ ہر شہر کا یہی دستور ہے۔ جیسی ہوا دیکھتے ہیں ویسی باتیں کرتے ہیں۔ مگر بھئی بہرام کے گرفتار ہو جانے سے ہماری تو دل لگی گئی۔ روز دو چار پیسے اخبار کے مول لینے میں صرف ہوتے تھے۔ اب اخباروں میں کیا دھرا ہے۔

ولی محمد ۔ اے اخبار کیسے؟ سچ تو یہ ہے کہ دلی کی چہل پہل بہرام کے دم سے تھی۔ مگر ہم نے سنا ہے۔ بہرام کہتا ہے کہ خوب ہوا۔ کچھ دنوں آرام تو کر لوں۔ یہ تو میرے اختیار میں ہے جب چاہوں گا چھوٹ جاؤنگا۔

لکھن لال ۔ اسمیں تو شک نہیں کہ بہرام ہے عجیب شخص۔ میرا بھائی جیالال بیان کرتا ہے کہ جس کمرے میں بہرام قید ہے وہاں میں پہرے پر تھا صبح کو مسکراتا ہوا اٹھا۔ اور ایک انگڑائی لے کے آواز دی "کون ہے؟" میرا بھائی سامنے گیا۔ آپ حکم دیتے ہیں "گرم پانی لاؤ" جیالال تعجب سے منہ دیکھنے لگا کہ ہیں، یہ کیسا قیدی ہے۔ ہم پر اس طرح کی حکومت کرتا ہے جیسے ہم اسکے باپ کے نوکر ہیں۔ بہرام نے پھر ڈانٹ کے کہا "میں تم سے کہتا ہوں" منہ دھونے کے لئے گرم پانی، منجن حاضر کرو۔ کیا مجھ کو کوئی معمولی قیدی سمجھ گئے میں پولیس کا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہوں "حیدر خان"

جیالال ۔ (تیوری چڑھا کے) "میں سب جانتا ہوں۔ ابھی تک نشہ نہیں اترا"

یہ کہہ کے جیالال۔ باہر جانے لگا۔ بہرام نے دروازے کے پاس اسکا بازو تھام کے کہا "واہ بھئی اتنی جلدی بگڑ گئے۔ ارے میاں۔ ایک کام تو کرو۔ یہ تم پس و پیش کیا کرتے ہو۔ یہ لو۔ یہ سو روپیہ کا نوٹ حاضر ہے۔ اور کام بھی کچھ ایسا نہیں ہے"

جیالال ۔ آخر کہو تو کام کیا ہے۔

قیدی - لو یہ خط ذرا ڈاک مین ڈال دو"

جیالال - کیسا خط ہے؟

قیدی - (ہنس کے) جیسا خط ہوا کرتا ہے -

جیالال - اچھا لاؤ -

"قیدی نے پنسل سے کاغذ پر کچھ لکھ کے اُسے لفافہ مین بند کر دیا اور پتہ لکھ کے جیالال کو دیا - وہ لفافہ اور نوٹ لے کے روانہ ہوا"

بہرام - (ہنس کے) اچھا نامہ بر ملا - جواب بھی آیا ہی چاہتا ہے ؎

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھون

مین جانتا ہون جو وہ لکھین گے جواب مین

خیر اس قید کو تو مین کچھ نہین سمجھتا - دس بارہ دن آرام کر کے نکل جاؤن گا - مگر اب کی ہے کسی اُستاد سے مقابلہ - برابر کی چوٹ ہے - خیر دنیا مین مشکل ہی کام کرنے کے ہوتے ہین - کیا میرے دل پر مقابل کا رُعب غالب ہو گیا ہے؟ بڑا چالاک ہے کسی کے قابو ہی مین نہین آتا - قابو مین آنا کیسا نظر بھی تو نہین آتا - میرے قتل کرنے مین کوئی کسر باقی نہ چھوڑی تھی - ابھی تک اپنی فطرت سے بچا ہوا ہون - بچا کیا ہون - بے بس ہون مین دیکھ رہا ہون کہ وہ منزل مقصود تک پہونچ گیا ہے اور میرے ہاتھ پانون بندھے ہوئے ہین - غضب تو یہ ہے کہ گنیش بھی اُسی کے ہاتھ مین ہے اور ہنس راج تو خیر ایک کمزور آدمی ہے جسکا جی چاہے اُسکو اپنے بس مین کر لے - خلاصہ یہ ہے کہ میرے ہاتھ پاؤن کٹے ہوئے ہین - اور حریف کا ہر طرح زور ہے -

بہرام اسی فکر مین تھا کہ اتنے مین دروازہ کھلا - بہرام نے بغیر نظر اُٹھائے کہا،

"آئیے قلعدار صاحب تشریف لائیے"

قلعدار۔ (کمرے میں داخل ہو کے) گویا آپ کو میرے آنے کی اطلاع تھی۔

بہرام۔ (مسکرا کے) جی آپ ہی کو تو تکلیف دینے کے لئے خط لکھا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ نیاز نامہ آپ ہی کے دست مبارک مین پہونچے گا۔

قلعدار۔ واقعی تمہارا خیال درست ہے۔ جیالال ایسا ویسا آدمی نہین ہے۔ آپکے سو روپے کا نوٹ ہے جو کسی وقت مل جائیگا۔ جامہ تلاشی کے وقت آپ نے اسکو کہین چھپا رکھا تھا سختی سے آپکی تلاشی لینا ہوگی۔

بہرام۔ (نہایت متانت اور اطمینان سے) مناسب ہے۔ میری بھی یہی رائے ہے۔
قلعدار نے کمال احتیاط سے تلاشی لی۔ مگر ایک پرچہ کاغذ تک نہ نکلا۔ قلعدار نے کہا۔ "اب میرا اطمینان ہو گیا"

بہرام۔ آپ اور آپ کے ماتحت اپنے فرائض کو بہت اچھی طرح انجام دیتے ہین۔ اسکے انعام مین یہ ناچیز قیدی پانسو روپیہ کا ایک قطعہ نوٹ آپکی نذر کرتا ہے۔
"یہ کہہ کے نوٹ قلعدار کے آگے ڈال دیا۔ یہ دیکھ کے قلعہ دار سخت متحیر ہو گیا۔

قلعدار۔ این یہ اتنا بڑا نوٹ کہان چھپا تھا!

بہرام۔ یہ بھید کی باتین ہین۔ ان کو نہ پوچھیے۔ ذرا سا اشارہ بتائے دیتا ہون کہ میرے جسم پر دوہرا پوست ہے۔
یہ کہہ کے بہرام نے اپنی کلائی پر سے ایک پوست چھلکے کی طرح اُتار کے پھینک دیا۔ اور یہ کہا۔ "اب یہ غلاف خالی ہو گیا" ور قلعدار نے تمام بدن کے اکثر مقامات کے پوست کو غور سے دیکھا۔ مگر کوئی نشان نہ پایا

بہرام - اب اس کوشش سے باز آئیے فقیر کا گھڑا ہے - ابھی کیا جانے فقیر کی جھولی میں کیا کیا بھرا پڑا ہے - آپ ان فضول باتوں میں نہ پڑئیے -
قلعدار (کسی قدر برہم ہوکے) مگر بہرام اس شعبدہ بازی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مجھے زیادہ سختی کرنا پڑے گی -
بہرام (ایک قہقہہ لگا کے) کیا میں بیوقوف ہوں آپ کے فرائض کی انجام دہی میں مخل ہوں - مگر اتنا سمجھ لیجیے کہ مجھے بڑے بڑے کام کرنا ہیں - قلعہ کے اکیلے کمرے میں بیٹھے بیٹھے تو انجام کو نہ پہونچیں گے - ایک ادنی سی تو بات یہ ہے کہ میرا دفتر بہت وسیع ہے - سیکڑوں خط دوستانہ یا کاروبار کے متعلق مراسلے آتے جاتے رہتے ہیں .... اخباروں میں مضامین بھیجنا ہوتے ہیں - اور ان سب کے سوائے آپ سے رخصت ہونے کی بھی تدبیر کرنا ہے جسکو آپ اپنی اصطلاح میں قیدی کا فرار ہونا کہتے ہیں -
قلعدار - (بہت بیقرار ہوکے) فرار! غیر ممکن -
بہرام - بالکل ممکن بلکہ دشوار بھی نہیں آسان - میں تو آپکو اطلاع کیے دیتا ہوں جس دن میں کافی آرام لیچکونگا - اور جتنی رخصت میں نے اپنے لئے مقرر کی ہے اُتنے دن گذر چکیں گے اِس طرح غائب ہو جاؤنگا جیسے آگ پر پارہ یا صابن سے تار -
قلعدار - (غصہ میں قہقہہ لگا کے) خیر دیکھا جائیگا - اچھا ہوا تم نے پہلے سے آگاہ کر دیا -
بہرام - کسی کو دھوکا نہیں دیتا اور نہ کسی کی بدنامی چاہتا ہوں - خیر یہ بھی کہے دیتا ہوں کہ مجھے آپ کا بہت خیال ہے حتی الامکان آپکو بدنام نہ ہونے دونگا - یہ چند ضروری باتیں آپ سے کہنا تھیں - اسی لئے ؟ اب آپ چاہیں ٹھہریں - چاہے تشریف لیجائیں -
نوٹ کے برآمد ہونے اور بہرام کی دلیرانہ باتوں سے قلعدار بہت متاثر ہوا جب

کمرے سے باہر نکلا منہ پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں - بہرام پلنگ پر لیٹ گیا اور دل ہی دل میں کہنے لگا - "واہ رے میں ابھی تک بھاگنے کی کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آئی - مگر قلعدار پر تو ایسی دھونس ڈالی کہ وہ بیچارہ سہم گیا"

دس بجے کے قریب بہرام کو روبکاری کے لئے کوتوالی میں لیجانا تھا - اس لئے مکرجی سب انسپکٹر آیا اور بہرام کو گاڑی میں بٹھا کر لیچلا - راستہ میں پہرے کا سخت انتظام تھا - گاڑی کے ارد گرد نو دس سوار ننگی تلواریں ہاتھوں میں لئے ساتھ تھے - گاڑی کوتوالی میں پہونچی اور بہرام کو بڑے اہتمام سے اُتارا - بہرام کی نظر چاروں طرف تھی - دیکھا کہ مخبروں کے گروہ میں نھنّے منّے بھی موجود ہیں - مکرجی نے انہیں دونوں سے پوچھا کہ مرزا رحیم بیگ صاحب آ گئے -

نھنّے - جی ہاں کوتوال صاحب آ گئے - اپنے کمرے میں ہیں -

مکرجی بہرام کو لے کے سیڑھیوں پر چڑھنے لگا - نھنّے نے مکرجی کو کچھ غیر ضروری باتوں میں اُلجھایا - اس موقع پر بہرام نے منّے سے ضروری باتیں دریافت کر لیں -

بہرام "رتن بائی کا پتہ چلا ؟"

منّے "ہم اسکو ڈھونڈھ رہے ہیں"

بہرام "کہاں ہے ؟"

منّے "اپنی دادی کے پاس"

بہرام "رانی کملاپتی کہاں ہیں ؟

منّے "جہاں پہلے تھیں"

بہرام "چندن اُن کی پیش خدمت بھی ہے" ؟

منے "اس کا کہین پتہ نہین "
بہرام - گنیش کا کیا حشر ہوا ؟ "
منے " اُسے بھی ہم نکال لائے "
بہرام " شاباش - اِس سے کچھ پتہ چلا ؟ "
منے - وہ کہتا ہے سوائے راجہ مہراب جنگ کے کسی کو نہ بتاؤنگا -
بہرام - اس کا کیا سبب ؟
منے - آپ کا شکر گزار ہے - سچ پوچھیئے تو آپ ہی کے حکم سے رہائی ملی ہے -
بہرام - (کاغذ کی ایک گولی منے کے ہاتھ مین دے کے) لو اس کو پڑھ لینا -
اُس گفتگو مین زینہ ختم ہو گیا - بہرام مرزا رحیم بیگ کوتوال کے کمرہ مین داخل ہوا -
مرزا صاحب - (بہت خوش ہو کر) آؤ میان بہرام، مزاج تو اچھا ہے - مدت کے اشتیاق کے بعد آج تم کو دیکھا - تمہارے دیکھنے کو تو آنکھین ترس گئی تھین - خدا خدا کر کے یہ صورت دیکھنے مین آئی -
بہرام - مین اسے خوبی مقدر نہ کہون تو کیا کہون کہ جیسا مین ایماندار اور راستباز ہون ویسے ہی افسر کے سامنے میرا مقدمہ پیش ہوتا ہے - حضور مجھ سا خوش معاملہ بھی آپکو دوسرا نہ ملے گا "
مرزا صاحب - کیا کہنا - چوری، دغابازی، دروغ حلفی، جعل سب ملا کے چار سو اکاون مقدمے آپ پر ہین "
بہرام - بس اسی قدر ؟ یہ تعداد سُن کے تو مجھے شرم آتی ہے - مین تو سمجھا تھا کہ کوئی ہزار دو ہزار ہونگے - آپ پر بہت جلد واضح ہو جائیگا کہ مین بالکل بے قصور ہون -

مرزا صاحب۔ بے قصور ہونا تو آپ کا ظاہر ہی ہے۔ اور مقدموں کی کیا کمی ہے
دو ایک مقدمے چلنے دیجئے پھر دیکھئے شاخ در شاخ کیسے سنگین جرم آپ پر عائد ہوتے ہیں۔
مُخبر۔ ان باتوں سے کیا فائدہ؟ باضابطہ کارروائی ہونا چاہئے۔
بہرام۔ بجا ہے۔ بسم اللہ کیجئے۔
مرزا صاحب۔ اچھا تو صحیح صحیح اپنا نام بتا دیجئے۔
بہرام۔ کیا خوب! ابھی تک آپ میرے نام سے بھی واقف نہیں؟
مرزا صاحب۔ بات یہ ہے کہ ایک شخص بہرام نامی چند سال پہلے گرفتار ہوا تھا۔ مگر
قید خانہ سے فرار ہوگیا معلوم نہیں وہ بہرام تمہیں ہو۔ مگر اسکا حلیہ تم سے نہیں ملتا۔
بہرام۔ کیا عرض کیا جائے واقعی تو یہ ہے کہ میں نے سیکڑوں نام اور ہزاروں بھیس بدلے
ہیں۔ اب مجھے بھی نہ اپنا اصلی نام معلوم ہے اور نہ اپنی اصلی صورت پہچانتا ہوں۔
مرزا صاحب۔ اس طرح باتیں بنانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ تم پر جسبیر سنگھ کے قتل کا الزام ہے۔
بہرام۔ خوب! آخر اسکا ثبوت؟"
مرزا صاحب۔ تمہیں نے اُسکو قتل کیا"
بہرام۔ دعویٰ تو آپ کا بے دلیل ہے۔ میں نے تو آج ہی سُنا کہ میں نے کسی کو قتل
بھی کیا۔ یہ میرا بچپن کا عہد ہے اور آج تک اس پر قائم ہوں کہ میں کسی کو اپنے ہاتھ
سے قتل نہ کروں گا"
مرزا صاحب۔ اچھا تو پھر سوائے تمہارے وہاں اور کون موجود تھا؟"
بہرام۔ اِس سے تو مقدمہ ثابت نہیں ہوتا۔ آخر اُسکے کونسا زخم لگا تھا؟
مرزا صاحب۔ گردن پر چھری کا زخم تھا"

بہرام - وہ چُھری کہاں ہے -

مرزا صاحب - ابھی وہ دستیاب نہین ہوئی "

بہرام - اگر مین قاتل ہوتا تو گرفتاری کے وقت آلۂ قتل کیون نہ برآمد ہوتا ؟

مرزا صاحب - پھر تمہین بتاؤ کس نے قتل کیا ؟

بہرام - خون کے مقدمے محض قیاس سے ثابت نہین ہو سکتے - اچھا ! لے مین اب بتائے دیتا ہون جیسیر کا قاتل وہی ہے جس نے ہمت سنگھ، پرتاب سنگھ اور فراش کو قتل کیا - سب کے زخم ایک طرح کے ہین

مرزا صاحب - تو پھر وہ کیونکر غائب ہو گیا -

بہرام - چور دروازہ سے نکل گیا "

مرزا صاحب - (دل مین تو بہت خفیف ہوئے مگر پولیس کی افسری نے اپنے قصور کے مان لینے کی اجازت نہ دی) اور تم کیون رہ گئے ؟

بہرام - مین بھی نکل گیا تھا مگر مجھ کو پھانسنے کے لئے کسی نے دروازہ بند کر دیا تھا جو مجھ سے کُھل نہ سکا - اسی اثنا مین قاتل نے اپنے ساتھی کو جو معین ظلم بھی تھا چھوڑنا چاہا - جلد ہی جب اُسکے بند نہ کٹ سکے تو اس خیال سے کہ کہین بھید نہ کُھل جائے اسے بھی تمام کر دیا اور خود نکل گیا - اس نے کپڑون کی گٹھری بھی غائب کر دی -

مرزا صاحب - کیسے کپڑے اور کس کے کپڑے ؟

بہرام - جی - حیدر خان کے کپڑے -

مرزا صاحب - اور تم سے کیا واسطہ ؟

بہرام - تو پھر آپ کو کچھ معلوم ہی نہین - وہ جسے آپ حیدر خان کہتے ہین ! میری طرف دیکھئے - مین ہی تھا

مرزا صاحب - کیا فضول باتین کرتے ہو۔کسی کی سمجھ مین یہ بات آسکتی ہے کہ تم ہی حیدر خان تھے - یہ بھی تمہارا ایک شعبدہ تھا کہ لوگ حیران ہون اور تم بال بال بچ جاؤ۔

بہرام (ہنس کے) واقعی آپ ذہین آدمی ہین - خوب سمجھے - سوائے آپکے دماغ کے یہ بات کسی کے دماغ مین نہین سماسکتی - بس اب اس غیر متعلق بحث کو چھوڑیئے - ہمت سنگھ کے مقدمہ مین اس سے کوئی کام نہین چل سکتا - یہ بڑا پیچیدہ مقدمہ ہے - میری رائے ناقص مین صرف ایک ہی شخص ہے جس سے آپکو مدد مل سکتی ہے - مگر وہ کہان ملتا ہے ؟

مرزا صاحب - اُسکا نام تو بتاؤ ؟

بہرام - گنیش (اسکے بعد مکرجی کی طرف مخاطب ہو کے) تم نے اُسکا حیدر خان کے پاس سے غائب ہو جانا سُنا ہوگا - اب مجھ سے سنو کہ اسے کون لیگیا - ارجن سنگھ یعنی جسبیر سنگھ -

"مرزا صاحب نے مکرجی کی طرف دیکھا"

مکرجی "مین تلاش کر کے آپکے سامنے حاضر کردونگا"

مرزا صاحب - تو پھر کوئی تشویش کی بات نہین (بہرام کی طرف مخاطب ہو کے) تم بھی اپنی صفائی کی تدبیر کرو -

بہرام - اگر ضرورت دیکھون گا تو کسی بیرسٹر کو بلا لون گا"

مرزا صاحب نے بہرام کو رخصت کیا - مکرجی اسکو زینے سے لے کے اُترنے لگا - راہ مین پھر نھنفنے اور مُتنے سے ملاقات ہوئی - بہرام نے پھر اُسی ترکیب سے انہین تاکید کردی - کہ گنیش کو کسی سے بات نہ کرنے دینا - پھر ملنا - کچھ کاغذ دینا ہے - اس مین سے ایک ہدایت نامہ ہے تمہارے نام"

اسی طرح گاڑی مین بیٹھکر قید خانہ کو روانہ ہوا - جب وہان پہونچا تو اپنے کمرے مین

دیکھا کہ ایک پرزہ کاغذ کا پڑا ہوا ہے - اس پر مختلف الفاظ کسی اخبار سے کاٹ کے چپکائے گئے تھے - بہرام نے اسے پڑھا - یہ عبارت تھی - "بہرام نا کام ایک بار تو ہار چکا - اب بھی باز آ - میرے خلاف ہو کے قید سے رہائی معلوم - راقم س - ب"

بہرام - (بہت متردد ہو کے - ظالم نے بہت تنگ کیا - یہ رقعہ یہان تک کیونکر پہونچا - دربان رشوت لیتا نہین - پہلے ہی تجربہ ہو چکا ہے - سو روپیہ کا نوٹ جو مین نے دیا تھا وہ قلعہ دار کو دیدیا - پھر کیونکر یہ خط آیا - خیر جو ہوتا ہے وہ ہو گا - مگر مقابلہ سخت ہے"

دوسرے دن کوتوالی مین بہرام نے نتھنے کو کچھ لفافے دیئے - ایسا ہی روز ہوتا رہا - دس گیارہ دن گزر گئے - بارھوین دن جب بہرام سو کے اُٹھا تو آپ ہی آپ یہ کہہ رہا تھا "

"آج اپنے ذہن کی صفائی اور فہم کی رسائی کا امتحان ہو جائیگا - امید تو ہے کہ نتھنے اور منّے نے میری ہدایت کے مطابق سب کام کر لیا ہو گا - اب تو مرزا صاحب بھی کسیقدر رام ہو چلے ہین - وہ سمجھتے ہین کہ مین کوتوالی مین کوئی حرکت نہ کرونگا - اب ذرا چالاکی سے کام کرنا چاہیئے - بڑی دل لگی ہو گی"

بہرام کا قاعدہ تھا کہ صبح کو اُٹھ کے تھوڑی دیر ورزش کیا کرتا تھا - اس نے اپنا گھونسہ سخت چیزون پر مار مار کے خوب تیار کر لیا تھا - آج بھی ایسا ہی کیا - پھر سادے کاغذ کے لفافے بنانے لگا - (اس مشقت کو بہرام نے خود اختیار کیا تھا کیونکہ بالفعل تو وہ حوالات مین تھا - مقدمہ ابھی تک قائم نہ ہوا تھا"

دس بجے کے قریب بہرام گاڑی مین بیٹھ کے کوتوالی پہونچا - موقع پا کے نتھنے اور منّے سے باتین کین "

نتھنے - آج آپ کا اور گنیش کا سامنا ہو گا"

بہرام - بہتر - اور تم نے سب انتظام کر لیا ہے - مکرجی کہاں ہین -
نتھنے - کسی کام مین مشغول ہین -
بہرام کوتوال صاحب کے کمرے مین گیا تو دیکھا گنیش بھی موجود ہے - کوتوال صاحب
نے پوچھا - " بہرام تم اس شخص کو جانتے ہو ؟ "
بہرام - جی ہان - گنیش یہی ہین -
مرزا صاحب - ہان درست ہے - مکرجی نے نتھنے اور مُنّے مخبرون کی مدد سے
اسے ڈھونڈھ نکالا - یہی ہمت سنگھ کے قاتل کے نام اور پتہ سے واقف ہے -
بہرام - جی ہان - بس اب کیا ہے ؟ سب کام درست ہو گیا "
مرزا صاحب - مگر عجیب بات ہے گنیش کہتے ہین کہ مین بہرام کی موجودگی مین زبان
نہ کھولونگا -
بہرام - تعجب ہے کہ بہرام کے قدردان کہان سے پیدا ہو گئے -
مرزا صاحب - بہرام کا تو ذکر نہین - البتہ راجہ مہراب جنگ اور حیدر خان کی
تعریف ضرور کرونگا "
بہرام - اچھا تو وہ ایک ہی بات ہے -
مرزا صاحب - (گنیش سے) لو اب کہہ چلو - بہرام بھی آگئے ؟ "
گنیش - مگر تخلیہ نہین ہے "
مرزا صاحب - یہان ہم تینون کے سوا ایک میرا محرر اور ایک اور شخص جو بہرام کا
محافظ ہے اور کون ہے -
گنیش - دیکھئے میرے بیان کے بعد آپکو افسوس ہوگا "

مرزا صاحب - اچھا محافظ کو ہٹائے دیتا ہون - محرر سے تو کچھ ایسا حرج نہین ہے -
گنیش - مناسب تھا کہ یہ بھی نہ ہوتے - مگر آپ اصرار کرتے ہین تو خیر رہنے دیجئے
مرزا صاحب - تو پھر بیان کرو - اور اطمینان رکھو - تمہارا بیان شامل مسل نہ ہوگا
ہان - اور اس پر غور کر لو کہ بہرام کا موجود ہونا ضروری ہے "
گنیش - جی ہان - بہت ضروری ہے - آپ کو خود معلوم ہو جائیگا -
گنیش اپنی کرسی مرزا صاحب کے قریب کھسکا لے گیا - بہرام محرر کے قریب کھڑا ہوا گنیش نے یہ داستان کہنا شروع کی - دس سال کا زمانہ ہوا مجھکو اتفاق سے ایک عجیب واردات معلوم ہوئی - دو شخصون کو اس سے خاص تعلق ہے -
مرزا صاحب - کون کون ہے "
گنیش - دیکھئے عرض کرتا ہون - میری طرف مخاطب رہئے اور ذرا غور سے سنئیے - ان دونون مین سے ایک تو پنجابی اور دوسرا بنگالی یا مدراسی - غالبًا مدراسی تھا -
گفتگو یہان تک پہونچی تھی کہ بہرام نے ایک گھونسہ مرزا رحیم بیگ کی کنپٹی پہ رسید کیا - اور پلٹ کر دوسرا ہاتھ محرر پر صاف کیا - گھونسہ لگتے ہی دونون بیہوش ہو گئے -
بہرام (بڑے فخر کے ساتھ) واہ بہرام کیا کہنا اسیترا مقابلہ کون کرسکتا ہے - کوتوالی مین بھی اپنا کام کر گیا -

(۲)
باب

کستاور کے راز

گنیش (بدحواس ہو کے) غضب ہوا - دونون مر گئے"

بہرام - ایسے غیرت دار نہین ہین کہ ایک گھونسے مین مر جائین - دو تین منٹ مین ہوش آجائیگا - تمہارے پاس کلوروفارم ہے؟

گنیش - ہے"

یہ کہہ کے شیشی نکالی - بہرام نے وہ شیشی کھولی - مرزا صاحب اور محرر کی ناک کے پاس لگائی - پھر بند کر کے جیب مین رکھ لی اور کہا - اب ہم دس بارہ منٹ اطمینان سے باتین کر سکتے ہین - گنیش - تم نے دیکھا مین کیا کر سکتا ہون اور کیا وقت پر سوجھتی ہے -

گنیش - (ڈرا ہوا تھا) ہان جرأت کا کام ہے - مگر انجام معلوم"

بہرام - اچھا دیکھا جائیگا - اب اس راز کو تو بیان کرو"

گنیش - کہے دیتا ہون - مین نے ہمت سنگھ کو بھی اسی لئے وہ بھید بتایا تھا کہ اُنکے پاس روپیہ بھی تھا - اور وہ اس سے کام لے سکتے تھے - تم اگرچہ قیدی ہو مگر تمہاری جرات دیکھ کے مجھے اطمینان ہو گیا کہ جو کام ہمت سنگھ سے نہو سکا تم اُسکو کر سکتے ہو؟"

بہرام - اچھا مین پوچھتا جاؤن - اور تم کہتے جاؤ - اس طرح تم کو سہولت ہوگی - سب سے پہلے راجہ کے قاتل کا نام بتاؤ"

گنیش (کا مُنہ زرد ہو گیا) اس ذکر کو جانے دو۔ میری زبان سے نہین نکلتا"

بہرام۔ بس تو تم ڈرتے ہو۔ تم سے کچھ نہ ہو گا۔

گنیش۔ اچھا یہی سمجھ لو"

بہرام۔ پھر بے گھوڑے نہین سے۔ اور تمہارا وعدہ کیا ہوا کہ ہم سب بتا دینگے"

گنیش (بیقرار ہو کے) مین اپنا وعدہ پورا کرونگا۔ دیر آید درست آید۔ ابھی یہ بات نہ پوچھو"

بہرام۔ "پھر کب۔

گنیش۔ جب تم آزاد ہو جاؤ گے۔ اُس وقت ہم تم دونون اسکا پتہ لگا لین گے۔

بہرام۔ خیر یہ بات ابھی ضروری نہین ہے۔ اچھا یہ تو کہو مہنسراج کون ہے؟"

گنیش۔ دیبی سنگھ ولد مہراج سنگھ ولد پدم سنگھ ولد رام سنگھ رئیس کستاور ریاست......

بہرام یہ سُن کے خوش ہوا کہ شکار اچھا ہے۔ سونے کی چڑیا ہاتھ آئی ہے"

گنیش۔ جب انگریزون مین اور سکھون مین لڑائی ہوئی تھی اور انجام مین سکھ ہار گئے اور پھر صلح ہو گئی۔ جہان اور شرطین تھین وہان ایک یہ بھی شرط تھی کہ ایک کرور روپیہ بطور خرچۂ جنگ فریق ثانی کو دینا پڑیگا" یہان خزانہ مین حبہ نہ تھا۔ گلاب سنگھ نے کرور روپیہ دے کے حکومت گویا خرید لی۔ اس مشورے مین رام سنگھ بیچ مین پڑے تھے۔ اس خدمت کے عوض مہاراجہ...... نے رام سنگھ کو کستاور کی جاگیر مرحمت کی۔ اور وہ راجہ ہو گئے۔ راجہ کستاور کے قلعہ مین رہنے لگے۔ جب وہ مر گئے تو انکے بیٹے پدم سنگھ گدّی پر بیٹھے مگر وہ عیاش اور فضول خرچ تھے۔ ساری دولت اُڑا دی۔ پھر رعایا پر ظلم کر کے روپیہ وصول کرنے لگے۔ اِس لئے رعایا بگڑ گئی اور قلعہ لوٹ لیا۔ اسی زمانہ مین مہاراج گلاب سنگھ بھی مر گئے اور انکی جگہ ان کے نابالغ صاحبزادے تخت نشین ہوئے

اور ایک تجربہ کار مسن امیر مدار المہام ہوا۔ اس امیر سے اور راجہ کستاور سے دوستانہ تھا
راجہ کستاور تباہ ہو کر ان کے پاس جا پڑا۔ آخر ایک اتفاقی لڑائی مین زخمی ہوا۔ مرتے وقت
اپنے لڑکے کو اپنے دوست کے سپرد کیا۔ یہ بھی اولاد ہی کے برابر سمجھتے تھے۔ اس
اثنا مین مہاراجہ ...... جوان ہوئے اور ریاست کا کام اپنے ہاتھ مین لیا۔ تھوڑے
دنون کے بعد اس امیر کا بھی انتقال ہو گیا۔ مہاراج سنگھ وہین موجود تھا۔ اس نے سیاحی اختیار
کی۔ یہ تین راجاؤن کا حال ہوا۔

بہرام۔ اجی چوتھے کا تو حال بیان کرو۔"

گنیش۔ پہلے اور بعض واقعات سُن لو جو کسی کو معلوم نہین۔"

بہرام۔ اچھا تو یہ بتاؤ۔ تم نے یہ بھید کیونکر دریافت کئے؟"

گنیش۔ سنو۔ مین نے یہ حال مہاراج سنگھ کے ایک معتبر ملازم سے سنا ہے۔ مین کچھ دنون
اسکے ساتھ رہا تھا۔ اس نے مجھ سے یہ بھی کہا تھا کہ راجہ صاحب نے پوشیدہ شادی کی تھی
اس سے اولاد بھی ہوئی تھی جو ابھی موجود ہے۔ اور اسی سلسلہ مین اور بھی باتین کہین
یہ بھید مین نے ہمت سنگھ سے کہا تھا۔"

بہرام۔ ذرا ٹھہرو (رحیم بیگ اور محرر کی نبض دیکھی) ہان پھر کیا ہوا؟"

گنیش۔ جس دن مدار المہام نے انتقال کیا۔ اسی کی شام کو مہاراج سنگھ اپنے ملازم کو
لے کے سیاحی کے لئے نکلا۔ دونون مدت تک مختلف ملکون کی سیر کرتے آخر شہر......
کستاور کے راستہ مین سواری سے اُتر پڑا اور شمال کی طرف پاپیادہ سفر کیا۔ بیس بائیس
میل کے فاصلہ پر کستاور کا قدیم قلعہ تھا۔ قلعہ تو منہدم ہو گیا تھا۔ کچھ کھنڈر باقی تھے دن بھر
یہ دونون (مالک اور نوکر) جنگل مین چھپے رہے۔ رات کو پہاڑیون پر چڑھ کے قلعہ کی دیوار

کے پاس پہونچے۔ نوکر کو باہر چھوڑ کے راجہ خود ایک ٹوٹی ہوئی دیوار پھاند کے قلعہ کے اندر گیا۔ گھنٹہ بھر مین اپنا کام کیا۔ واپس آیا اور پھر اسی طرح سیاحت مین مصروف ہوگیا کچھ دن کے بعد اسلام آباد مین گیا اور وہین رہنے لگا"

بہرام۔ مگر وہ کام کیا تھا جسکے لئے راجہ نے لوگون کو دھوکا دے کے سیاحت اختیار کی۔

گنیش۔ یہ راز تو راجہ نے اپنے ملازم تک کو نہین بتایا۔ مگر اس نے خود بعض واقعات سے یہ قیاس کیا ہے اور عجب نہین کہ وہ قیاس صحیح ہو"

بہرام۔ گنیش ذرا جلد جلد کہو۔ ابھی بہت کچھ باقی ہے اور وقت کم ہے"

گنیش۔ راجہ کے اسلام آباد پہونچنے کے ایک ہفتہ کے بعد مہاراجہ کے خاص رسالہ کے سوارون کا ایک افسر بسنت سنگھ راجہ کے پاس آیا۔ اسکے ساتھ چند آدمی اور بھی تھے۔ دیر تک راجہ سے بسنت سنگھ سے گفتگو رہی اور تو کسی کو کچھ معلوم نہین ہوا لیکن نوکر نے اتنا سُن لیا تھا کہ فوجی افسر نے راجہ سے کہا "مہاراجہ کو یقین ہے کہ وہ کاغذات آپ ہی کو دے گئے تھے۔ اگر آپ خود نہ واپس کرینگے تو........ اسکے آگے نوکر نے کچھ نہین سُنا۔ پھر مکان کی تلاشی لی گئی اور کچھ برآمد نہ ہوا۔ شاید اسی کی دھمکی دی گئی تھی"

بہرام۔ تلاشی کیون لی گئی تھی ؟

گنیش۔ انہین کاغذون کے لئے"

بہرام۔ ہان تو وہ کاغذ بہت ضروری ہونگے"

گنیش۔ ضروری ؟ نہایت ضروری۔ جب مین فہرست دکھاؤنگا تو آپکو معلوم ہو جائیگا۔

بہرام۔ فہرست کہان سے ملی"

گنیش۔ کسی طرح مل گئی۔ اور لطف یہ کہ راجہ کی دستخطی ہے"

بہرام۔ تمہارے پاس ہے ؟"
گنیش۔ ہے۔مگر یہان نہین۔یہان سے فرصت ملے تو وہ فہرست تم کو دیدون"
بہرام۔ تم کو بہت احتیاط سے کام کرنا ہوگا۔چوکے اور دونون جہان سے گئے بہتر یہ ہے کہ دہلی سے نکل جاؤ اور وہ دستاویز لا کے مجھے دیدو"
گنیش۔ جو کچھ تم کہتے ہو مین خوب سمجھتا ہون بلکہ تم سے زیادہ"
بہرام۔ اچھا اِس دستاویز یا فہرست مین کون کون سا کاغذ درج ہے جلد بیان کرو"
گنیش۔ فہرست بہت بڑی ہے۔دو تین سرخیان یاد ہین۔ایک تو ولیعہد کے خطوط مدار المہام کے نام۔غالباً یہ مہاراجہ کی بیماری کے زمانہ مین لکھے گئے ہونگے۔دوسرے مہاراجہ اور قیصر ہند کے خطوط"
بہرام۔ سچ کہو۔کیا یہی لکھا ہوا ہے"
گنیش۔ ہان ہان اور پھر یہ لکھا تھا۔ریاست اور برطانیہ کے جدید عہد نامہ کی نقل" اور اسکے ساتھ ہی یہ الفاظ اور لکھے ہوے تھے۔علاقہ ہاے جدید و تخفیف افواج" معلوم نہین اسکے کیا معنی ہین"
بہرام یہ سُن کے اُچھل پڑا اور یہ کہا " تم نہین سمجھے، خیر مطلب بالکل صاف ہے"
"ہان اور بیان کرو"
"اتنے مین دروازے کے پاس کسی شخص نے پکارا۔ " دروازہ کھولو"
" بہرام نے مرزا رحیم بیگ کی آواز بنا کے کہا " ابھی باہر ہی ٹھہرو"
اگنیش کہہ چلو" مگر جی ذرا اور توقف کرو صرف پانچ منٹ" (پھر گنیش سے کہا) ابھی ہان گنیش اطمینان سے اپنا قصہ کہے جاؤ۔کس کی مجال ہے کہ کوئی کچھ کر سکے۔تو راجہ اور اُس کا نوکر

گستاور میں انہیں کا غذات کو چھپانے کے لئے گئے تھے "
گنیش ۔ اِس میں کیا شک ہے "
بہرام ۔ مگر ہو سکتا ہے کہ راجہ نکال لے گیا ہو "
گنیش ۔ یہ نہیں ہو سکتا ۔ مرتے دم تک وہ اسلام آباد سے کہیں گیا نہیں تو کیا موکلوں سے نکلوا لیتا ؟
بہرام ۔ شاید حریف نکال لے گئے ہوں "
گنیش ۔ انہوں نے کوشش تو بہت کی مگر ایک پرزہ نہیں ملا میں بھی اسی کی ٹوہ میں گستاور پہونچا تھا ۔ معلوم ہوا کہ شہر سے تلاشی کے لئے کچھ لوگ آئے تھے ۔ مگر کچھ ملا ملایا نہیں اور اب قلعہ میں پہرہ بٹھا دیا گیا ہے ۔ میں تو پھر قلعہ میں پہونچ نہ سکا ۔ اب باہر دروازہ توڑنے کی کوشش ہو رہی تھی ۔ یہاں بہرام گنیش سے باتیں کر رہا تھا اور اسکو بالکل خوف نہ تھا ۔
بہرام ۔ یہ تو بتاؤ ۔ راجہ نے مرتے وقت کچھ وصیت بھی کی تھی ۔
گنیش ۔ ہاں تخلیہ میں رانی کو ایک پرزے پر جلدی جلدی کانپتے ہاتھوں سے ایک نقش لکھا یا تھا ۔ اور کچھ اور بھی لکھا تھا مگر پڑھا نہیں گیا "
بہرام ۔ خیر جو کچھ پڑھا گیا وہ تو بیان کرو "
گنیش ۔ ایک نقش تھا (کاغذ پر نقش بنا کے بتا دیا) دیکھو یہ تھا "

۱۰	۵۰
۳۰	۲۰

بہرام ۔ اور کچھ ؟

بہرام - ہان ہان اِسکی اطلاع مجھکو ہو چکی ہے - ہوٹل مین ہمت سنگھ جس دن قتل ہوا مین حیدر خان کے بھیس مین تھا تو ایک کاغذ کا پرزہ ملا تھا - جس پر یہی نقش تھا - اس پر یہ حروف بھی لکھے ہوئے تھے - س - ب -

" دروازہ قریب قریب ٹوٹ چکا تھا - مگر بہرام جانتا تھا کہ ایسا موقع پھر نہ ملیگا - جو کچھ پوچھنا ہے اسیوقت پوچھ لینا چاہیئے "

بہرام - پھر راجہ کے اہل و عیال پر کیا گزری ؟"

گنیش - بیوی تو شوہر کے غم مین چندہی روز کے بعد مر گئین - ایک لڑکا رہ گیا تھا -

دیبی سنگھ - اسکی پرورش کون کرتا - راجہ کا کوئی عزیز موجود نہ تھا - ایک نوکر نے اُسکو پالا - اور ہنسراج کے نام سے مشہور ہوا - یہ لڑکا بڑا نیک مزاج تھا - ایک دن لڑکے گھر سے نکل گیا - آج تک پتہ نہ چلا "

بہرام - اچھا اس کو اپنی حقیقت معلوم تھی "

گنیش - ہان اور اس نے وہ کاغذ بھی دیکھا تھا جس پر نقش تھا "

بہرام - اور کچھ کہو گے "

گنیش - بس "

بہرام - دیکھو مین پھر کہتا ہون بہت ہوشیار رہنا - وہ دستاویز مجھے لاکے دو - اور جو کچھ مین کہون اُس پر عمل کرتے رہو - یقین ہے کہ ہم تم اسی مہینے مین ریاست ...... کی سیر کرینگے - اور گستاور کے کھنڈر سے اِن کاغذون کو ڈھونڈھ نکالین گے -

گنیش - اور جو مین حراست مین لے لیا گیا ؟"

بہرام - مین چھڑا لون گا -

گنیش - خوب خود تو گرفتار ہو۔ مجھے کیا چھڑا لوگے ؟
بہرام - دیکھنا مین ابھی نکل جاؤن گا۔ تم سے باتین بھی کرتا جاتا تھا۔ اور رہائی کی فکر بھی۔ آخر ایک تدبیر سوجھ گئی۔ اچھا مین اب دروازہ کھولتا ہون "

بہرام نے دروازہ کھول کے مکرجی کو سلام کیا اور کہا " معاف کرنا۔ تم کو بہت انتظار کرنا پڑا " دروازہ کھلتے ہی مکرجی اور بہت سے لوگ کمرے مین گھس آئے۔ بہرام ابھی معذرت کر رہا تھا۔ مکرجی نے گھبرا کے کہا "

" کیا مار ڈالا دونون کو "

بہرام - نہین بھئی۔ بیٹھے بیٹھے تھک گئے۔ مین نے ذرا سلام دیا ہے کہ تھوڑی دیر آرام کر لین "

مکرجی - بس خاموش۔ ہان جوانون لیجاؤ۔ اسے پکڑ کے۔ مگر خوب ہوشیار رہنا - مین اس دوسرے بدمعاش کا بھی انتظام کیے دیتا ہون "

سپاہی بہرام کو کھینچتے ہوئے کمرے کے باہر لے گئے۔ معلوم نہین گنیش کا کیا انجام ہوا - ؟ زینے پر ملتے ملا اور چپکے سے بہرام کے کان مین کہا "

" مکرجی سے کسی نے کہدیا تھا کہ گنیش اور بہرام آپس مین باتین نہ کر سکین - بلکہ ایک جگہ بھی نہ ہون - ایک رقعہ اس مضمون کا آیا تھا - اس پر دستخط کی جگہ س - ب لکھا تھا "

بہرام نے کہا اب کیا ہوتا ہے - جو تدبیر کی تھی وہ چل گئی - بھید مل گیا - اور کہان ملا علین کو توالی مین "
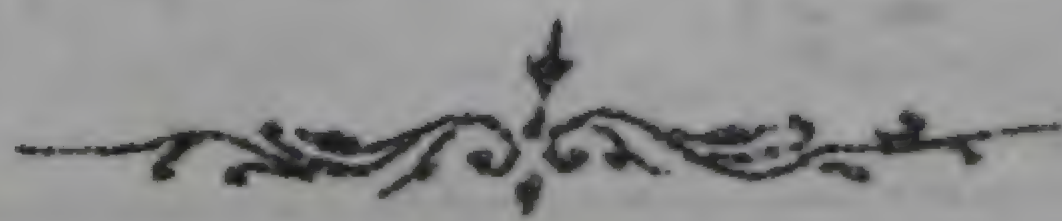
باب (۳)

رہائی کی تدبیر

دو روز گزر گئے بہرام قید خانہ مین آرام سے ہے - خیال تھا کہ کوتوال صاحب کو گھونسہ مارنے کا اب خمیازہ اُٹھانا پڑیگا - مگر ایسا نہ ہوا - چوتھے دن مرزا صاحب خود تشریف لائے -

بہرام
وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

مرزا صاحب - بہرام - مین اُس دن کے واقعہ کو آگے نہ بڑھاؤن گا"

بہرام - مناسب ہے"

مرزا صاحب - دیکھو مین نے تمہاری اس شرارت کو معاف کر دیا کیونکہ میرا ذاتی معاملہ تھا

بہرام - آپ بڑے مہذب اور رحمدل بھی ہین - مین بھی آپکے خیال سے اخبار مین یہ ذکر نہ آنے دون گا - ورنہ آپکی ہنسی ہوگی"

مرزا صاحب (خفیف ہوکر) خیر مین اب یہین مقدمہ کیا کرونگا"

بہرام - زہے نصیب کہ عدالت خود میرے دروازے پر آئی"

اُس دن بہرام ہنسنے اور رمنے سے نہ مل سکا - مگر اس نے خط بھیجنے کا انتظام کر ہی لیا تھا - بہرام کے پاس سادے کاغذ لفافہ بنانے کے لئے آتے تھے شام کو چپراسی جتنے لفافے تیار ہوتے تھے لیجاتا تھا - کاغذ کے رم پر ایک نمبر درج ہوتا تھا - معلوم ہوتا

تھا کہ ہر قیدی کے لئے خاص نمبر ہے اور ننھے منے کے ذریعے سے اس کمپنی کو ملالیا جسکے کارخانہ سے کاغذ آتے تھے اور لفافہ بن کے جاتے تھے۔ اب کیا تھا سلسلہ خط وکتابت کا چھڑا۔ کئی دن کے بعد پیکیٹ جو کھولتا ہے تو ایک کاغذ ذرا موڑا ہوا دیکھا۔ خوش ہو کے کہنے لگا۔ "وہ مارا" فوراً ایک شیشی سے عرق نکال کے اُس پہ لگایا، فوراً حروف نمودار ہوئے۔ یہ لکھا تھا:-

"گنیش کو ہم نے رہا کر دیا۔ کہین روپوش ہے۔ رتن بائی بالکل اچھی ہین۔ کبھی کبھی رانی کملاپتی سے ملنے کو جاتی ہین۔ رانی کا مزاج ناساز ہے۔ ہنسراج سے بھی رتن بھائی ملتی رہتی ہین۔" اسی ذریعہ سے جواب دیدیا گیا کہ۔ "کوئی خوف نہین ہے۔"

"بہرام کو اتنی تو کامیابی ہوگئی۔ اب وہ وقت آیا کہ اپنی تدبیر کو کام مین لائے۔ پہلے تو اخبار مین یہ اعلان چھپا کہ م........ کے مدار المہام نے کچھ کاغذات اپنے دوست کے پاس چھپا دیئے تھے۔ اب اُن کا پتہ لگا ہے۔ اب یہ کاغذات بہت جلد شایع کر دیئے جائینگے۔ اس خبر کے چھپنے سے ایک عجیب بے چینی پیدا ہوگئی۔ دوسرے دن اسی اخبار مین یہ خط نکلا:-

"ایڈیٹر صاحب۔ تسلیم"

یہ بات صحیح ہے کہ ریاست........ کے متعلق کچھ خفیہ کاغذ موجود ہین۔ جن کی تلاشی مین ریاست حیران ہے۔ مگر اُن کاغذون کا مضمون کسی کو نہین معلوم۔ نہ یہ معلوم کہ کہان ہین۔ ہم نے اپنے خاص خفیہ پولیس کے ذریعہ سے ان کاغذات کو تلاش کرنے کا قصد کیا ہے،

اور مین کسی حد تک کامیاب بھی ہوگیا - دو تین دن مین اس بھید کو معلوم کرلون گا“

راقم بہرآم

”اُس کے تین دن کے بعد یہ خط چھپا“

”جناب من -

مدارالمہام نے یہ کاغذ جسکے سپرد کئے تھے اُس کا نام مہاراج سنگھ ہے یہ شخص کستاور کا تیسرا راجہ تھا - مگر زمانہ کی ناموافقت سے تباہ ہوگیا تھا - مہاراجہ کے حکم سے ..... سنگھ نے اسلام آباد مین جہان راجہ رہتا تھا اُسکے مکان کی تفتیش کی - مگر کوئی کاغذ نہ نکلا - کسی کی عقل ابھی تک نہین پہونچی کہ وہ کاغذ کہان ہین - اس سراپا قصور بے شعور نے یہان تک پتہ لگالیا کہ وہ کاغذ قلعہ کستاور مین کسی جگہ دفن ہین - یہ قلعہ دوسرے راجہ کے زمانہ مین منہدم کردیا گیا تھا - اب صرف دو امر حل طلب ہین - اول تو کاغذات کے دفن ہونے کا مقام، دوسرے اُن کا مضمون - مین چار دن مین حل کرکے جواب دونگا“

راقم بہرآم

چوتھے دن اخبار خریدنے کے لئے لوگون کا ہجوم تھا - مگر پرچہ مین کہین اسکا ذکر نہ تھا - پھر دو تین دن انتظار کیا - کوئی خط بہرام کا نہ چھپا - اب لوگون کو فکر پیدا ہوئی - یاران طریقت نے ٹوہ لگائی تو معلوم ہوا کہ قلعہ اور بہرام کی خط و کتابت کا راز کھل گیا - اور لفافے بننے کے لئے کاغذ آنا موقوف ہوگیا - اب بہرام نے بیکاری سے گھبرا کے اپنے مقدمہ کی طرف توجہ کی - تھامس صاحب بیرسٹر کو بلوایا - دوسرے دن وہ تشریف لانے

بہت سن رسیدہ بزرگ تھے۔ کمر خم آنکھون کی بصارت کم۔ پہلے ٹوپی اُتار کے میز پر رکھی
کرسی پر جلوس کیا۔ عینک کو رومال سے صاف کر کے لگایا۔ میز پر کاغذ پھیلا دئیے
اور بہرام سے گفتگو شروع کی۔ بہرام میز پر کہنیا ٹیکے کھڑا تھا اور ہر سوال کا جواب متانت
سے دے رہا تھا۔ بیرسٹر صاحب نوٹ لیتے جاتے تھے۔ بہرام نے نظر بچا کے بیرسٹر صاحب
کی ہیٹ سے ایک چھوٹا سا پرزہ جو چمڑے کے نیچے دبا تھا، نکال لیا۔ کچھ لکیرین سی بنی
تھین۔ مگر بہرام نے پڑھ لیا۔ مطلب یہ تھا۔

"مین ٹامس صاحب کا خدمتگار بنا ہوا ہون۔ اسی ترکیب سے جواب
لکھئے۔ مجھکو مل جائیگا۔ پہلی خط و کتابت کا بھید قاتل س۔ ب نے ظاہر کیا
تھا۔ خیریت ہوئی ہم نے پہلے ہی سے دوسری ترکیب سوچ لی تھی"۔

"اسکے بعد اہل شہر کے انتظار کی کیفیت تھی۔ جو بہرام کے خطون نے پیدا کیا تھا
بہرام نے ویسا ہی ایک اور رقعہ جیب سے نکال کے ٹوپی مین رکھ دیا۔ ٹامس صاحب
کو خبر بھی نہ ہوئی۔ وہ مقدمہ ہی کی فکر مین تھے"۔

"دوسرے دن "انیس ہند" مین یہ خط نکلا"۔

"جناب من۔

مین نہایت شرمندہ ہون کہ اپنا وعدہ بروقت پورا نہ کر سکا۔ مگر میرا قصور نہین
ہے۔ قلعہ مین ڈاک کا انتظام اچھا نہین ہے۔ خیر۔ دیر آید درست آید۔
اب یہ معاملہ بھی قریب ختم ہے۔ ایک دستاویز ہاتھ لگ گئی ہے جس سے
میرا قیاس صحیح ثابت ہوا۔ دستاویز کو تو ابھی شایع نہ کرونگا۔ مگر اتنا ظاہر
کئے دیتا ہون کہ ان کاغذون مین کچھ خطوط ہین۔ بعض تو وہ، جو ولی عہد

(جواب راجہ ہین) نے اتالیق کو اپنے باپ کی علالت کے زمانہ مین لکھے تھے۔ انکی اہمیت اسی سے ظاہر ہے کہ یہی اتالیق راجہ متوفی کے بعد مدار المہام ہوئے"۔

راقم بہرام

"اس کے تیسرے دن یہ خط نکلا"

"جناب من۔

میری کوشش خدا کا شکر ہے کہ ٹھکانے لگی۔ میرے ملازم قلعۂ کستاور کی طرف روانہ ہو گئے۔ میرے موکلون نے مجھکو بتا دیا ہے کہ وہ خط کہان دفن ہین۔ اب میرے نوکر کسی کے روکے نہ رکین گے۔ اور ان کاغذون کو لے کے واپس ہون گے۔ مین ان کاغذات کے مضمون سے بھی آگاہ ہون۔ مگر بہتر یہ ہے کہ نقل مطابق اصل ناظرین کے ملاحظہ کے لئے پیش ہو۔ آئیندہ پچیسوین تاریخ ماہ حال کو یہ کاغذ شایع کر دیے جائینگے۔ امید تو ہے کہ دنیا اُلٹ جائے مگر یہ تاریخ نہ ٹلے"۔

راقم بہرام

"اسکے بعد انیس ہند مین کوئی خط نہین بھیجا گیا۔ مگر دوستون سے مراسلت جاری رہی۔ ٹامس صاحب کی ٹوپی کیا تھی ڈاکخانہ کا تھیلہ تھا۔ مگر کسی نے قلعدار کو خبر کر دی کہ غالباً بیرسٹر صاحب نادانستہ ڈاکیہ کا کام کر رہے ہین۔ اُس دن سے ٹامس صاحب جب آتے تھے تو ان کا محرر بھی ساتھ آتا تھا۔ اب بہرام کو دقت ہوئی۔ جبکہ رفیقون سے نامہ و پیام کی شدید ضرورت تھی اُسیوقت مین یہ سلسلہ منقطع ہو گیا"۔ بڑے اُستاد کا سامنا

چھٹی کا دودھ یاد آگیا"

ایک دن بہرام بیرسٹر صاحب سے باتین کر رہا تھا کہ ایک اخبار کے کاغذ پر نظر پڑی جسمین ٹامس صاحب کے کاغذات لپٹے ہوے تھے ۔ اِس پر جلی قلم سے یہ چھپا ہوا تھا ۔ "کچھ قاتلون کا پتہ اور لگا ۔ کشمیر ریاست مین ہنگامہ"

یہ دیکھ کے بہرام کا چہرہ زرد ہو گیا ۔ سخت مایوسی تھی ۔ انہین سُرخیون کے نیچے لکھا تھا "پایہ تخت کے قریب ایک پیر مرد کی لاش ملی ۔ جس کے گلے مین باریک ساز خم تھا ۔ بدقت شناخت ہوئی کہ یہ لاش گنیش کی ہے ۔ جسکا ذکر ہمت سنگھ کے مقدمہ مین آیا تھا ۔ دوسرے تار سے معلوم ہوا کہ م ...... نے کلکتہ کے مشہور ڈٹیکٹو سریش چندر کو بلوایا ہے ۔ سُنا ہے کہ سریش چندر نے اقرار کیا ہے کہ وہ کاغذات ڈھونڈھ نکالون گا ۔ اگر انکو کامیابی ہوئی تو بہرام کے خطوط فضول ثابت ہونگے ۔

بیرسٹر صاحب تو چلے گئے ۔ بہرام بڑی تشویش مین تھا ۔ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے مین بالکل بے دست و پا ہون ۔ دشمن آزاد ہے ۔ اب جہان مین جوڑ لگاتا ہون وہ توڑ دیتا ہے ۔ کہین میرے قیاس نے دھوکا تو نہین کھایا ۔ یہ سریش چند کہان سے آکودا ۔ اگر وہ ناکامیاب رہے تو کچھ اُمید ہوسکتی ہے ۔ مگر حال یہ ہے کہ وہ موقع پر کام کر رہا ہے اور مین قید مین ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھا ہون" ۔ اِس فکر مین ۲۳ ستمبر آگئی ۔ اور یہان ہنوز روز اول تھا ۔ بہرام کی پریشانیان بہت بڑھ گئی تھین ۔

باب (۴)

کامیابی کی شکل

"آہ - اندھیری رات ہے - تارون مین بھی چمک نہین گویا شب دیجور کے پردے مین ہے یا آب سیاہ چھایا ہوا ہے - میرے نصیبے کا ستارہ کدھر ہے - شاید اسکو بھی وقت سیاہ نے گل کر دیا"۔

کبھی کبھی بجلی چمک جاتی تھی تو بہرام کو بھی امید کی ایک جھلک نظر آجاتی تھی - پھر اندھیرا چھا جاتا تھا - قلعہ مین چارون طرف سناٹا تھا - مگر بے فائدہ - دس بج گئے - بہرام نے کہا "یہ رات تو وصل کی رات سے بھی جلد تمام ہو رہی ہے - کاش میرا اس پر قابو ہوتا - اے تقدیر کچھ مہلت دے کہ ذرا ہاتھ پاؤن ہلا سکون - اے خدا اس رات کی سحر نہ ہو" ان باتون سے کچھ حاصل نہ تھا - انتظار سب سے زیادہ سخت تھا - واقعی موت کا نمونہ تھا (مایوسی کے عالم مین بہرام پیشانی پر ہاتھ رکھکر بیٹھ گیا) کاش اب بھی وہ آجاتا جسکا انتظار ہے - ابھی بہت وقت ہے - بہرام یہی باتین دل سے کر رہا تھا - اُلجھن بڑھتی جاتی تھی - باہر کسی نے دروازے کے قفل مین کنجی ڈالی - بہرام اپنے خیالات مین غرق تھا - یہ آواز اسکے کانون مین نہ آئی - یکایک دروازہ کھل گیا اور تین آدمی کمرے مین آئے - انکو دیکھتے ہی بہرام اُچھل پڑا - وہی کیفیت ہوئی جیسے کسی عاشق زار کو انتظار بسیار کے بعد اپنے معشوق سے ملنے کا اتفاق ہوا ہو"۔

ان تینون مین سے ایک تو قلعہ دار تھا - اور دو اجنبی تھے - ایک کے ہاتھ مین لالٹین تھی

یہ ذرا بلند قد کا جوان تھا"
قلعدار - مجھے حکم ہوا ہے کہ آپ کے کہنے پر عمل کرون"
اجنبی - تو پھر آپ ذرا باہر تشریف رکھین"
قلعدار باہر چلا گیا - دونون نووارد دون مین آہستہ آہستہ گفتگو ہونے لگی - بہرام دونون کی صورت دیکھنا چاہتا تھا خصوصًا دوسرے اجنبی کی جو اب تک خاموش تھا مگر دونون مین سے کسی کا چہرہ بھی نظر نہ آیا کیونکہ دونون ڈھیلے ڈھالے کوٹ پہنے ہوے تھے اور ٹوپیان ماتھون پر جھکی ہوئی تھین آخر جسکے ہاتھ مین لالٹین تھی اُسنے بہرام کے منہ پر روشنی ڈال کے پوچھا "کیا تمھین بہرام ہو؟"
بہرام - جی ہان - اِس حقیر کا نام بہرام ہے"
اجنبی - تمھین نے کسی اخبار مین کچھ خفیہ کاغذات کا اعلان کیا تھا"
بہرام - معاف فرمائیے - آپکا قطع کلام ہوتا ہے - مین جناب کی گفتگو کا رُخ نہین سمجھا - دوسرے آپ نے ابتک اِس حقیر کو اپنے اسم گرامی سے آگاہ نہین کیا"
اجنبی - اِس کی کیا ضرورت ہے"
بہرام - درست - میرے نزدیک تو بہت ضرورت ہے"
اجنبی - آخر کیون ؟"
بہرام - اخلاق یہ چاہتا ہے کہ جس طرح میرا نام آپنے پوچھا اور مین نے بتا دیا - اسی طرح مجھے بھی حق ہے کہ مین آپکے نام سے واقف ہون - امید ہے کہ آپ مجھے دولت دینے کے لئے نہ آئے ہونگے -
اجنبی - قلعدار خود ہمین اپنے ہمراہ لایا ہے - اس سے صاف ظاہر ہے . . . .
بہرام - وہ بڑا بے تہذیب ہے اُسکو چاہئے تھا کہ ہمارا ایک دوسرے سے تعارف کرا دیتا - اور دوسرے یہ کون سا ڈھنگ ہے کہ آپ (دوسرے اجنبی کی طرف اشارہ کر کے) ٹوپی سے

سرِ مبارک کو چھپائے ہوئے ہیں۔ ملاقات کے وقت تہذیب یہ ہو کہ ہیٹ اُتار لی جائے۔"

اجنبی (جھلاکر) ہم انگریز نہیں ہیں۔"

بہرام۔ نہ سہی۔ جب آپ انگریزی لباس میں ہیں۔ تو وہی تہذیب بھی آپکے لئے موزون ہے۔"

اجنبی نے قریب آ کے کچھ کہنا چاہا مگر بہرام نے پھر وہی بات کہی "جناب قاعدے سے ملاقات کیجئے یہ کوئی تہذیب ہے"

اجنبی۔ (جھلاکے) تمہیں میری بات سُننا پڑے گی۔"

بہرام۔ مین نہیں سُنتا۔"

اجنبی۔ سُننا پڑے گی۔"

بہرام۔ ممکن نہیں۔"

ان باتوں مین زیادہ دیر ہوئی۔ مگر دوسرا شخص جو اب تک خاموش تھا آگے بڑھا اور اپنے ساتھی سے کہنے لگا "اب تم باہر جاؤ مین خود گفتگو کر لونگا"۔ اسنے کہا "اور آپ یہان تنہا رہینگے؟ جواب دیا۔ "ہان" اسنے پوچھا "دروازہ؟ کہا "بند کردو"۔ اس شخص نے پھر کہا "آپ جانتے ہین کس شخص سے آپ باتین کر رہے ہین۔ یہ بہرام ہے" جواب دیا "مین کہتا ہون جاؤ" آخر مجبور ہو کے لالٹین رکھدی اور کچھ بکتا ہوا۔ باہر چلا گیا۔ حکم ہوا "دروازہ بند کردو"..........."اور بند کردو۔ بس؟"

اب اس شخص نے لالٹین ہاتھ مین اُٹھائی۔ اور بہرام سے "اب مین بتاؤن کون ہون۔"

بہرام۔ جی نہین۔"

اجنبی۔ کیون۔"

بہرام۔ کیا ضرورت۔ مین خود حضور کو جانتا ہون۔ اور مجھے آپ ہی کا تو انتظار تھا۔"

اجنبی۔ میرا۔"

بہرام۔ جی ہان مہاراج۔"

باب (۵)

سوتے ہوئے نصیب مرے جاگتے ہیں اب

بہرام کے مُنہ سے مہاراج کا لفظ نکلتے ہی اجنبی نے ٹوک کے کہا۔

"یہ نام نہ لو"

بہرام۔ تو پھر حضور کو کیا کہوں"

اجنبی۔ کسی خاص خطاب کی ضرورت نہیں"

تھوڑی دیر تک دونوں چُپ رہے۔ بہرام دل میں خوش ہو رہا تھا۔ کیوں نہ ہو۔ آج م...... بہرام کی ملاقات کو تشریف لائیں۔

آخر خود م...... نے گفتگو شروع کی۔ کل پچیسویں ستمبر ہے۔ کیا تم ان خطوط کو ضرور شایع کر دو گے؟"

بہرام۔ جی ہاں۔ آج رات کو تین چار گھنٹہ کے اندر میرے آدمی سب خط معہ فہرست انیس ہند کے دفتر میں لیجائیں گے"

م...... خیر۔ اب یہ چیزیں وہاں نہ داخل کیجائیں"

بہرام۔ بہتر"

م۔ یہ سب کاغذات میرے حوالہ کر دو"

بہرام۔ بہت خوب"

م .... اور کسی کاغذ کا عکس نہ لیا جائے"۔

بہرام۔ کیا مجال"۔

یہ گفتگو اس طرح ہو رہی تھی گویا معاملہ طے ہو چکا۔ معاوضہ کا تعین باقی ہے"۔

م ..... تم نے ان خطوط کو پڑھا ہے؟"

بہرام۔ جی نہیں"۔

م ...... تمہارے کسی دوست نے؟"

بہرام۔ جی حضور کسی نے نہیں۔ البتہ راجہ مہاراج سنگھ کی بابتہ لکھی ہوئی فہرست میرے پاس ہے اور وہ مقام معلوم ہے جہاں وہ کاغذات دفن ہیں"۔

م ..... تو پھر تم نے نکال کیوں نہیں لیا؟"۔

بہرام۔ حضور پہلے وہ جگہ معلوم نہ تھی۔ یہیں آکے دریافت ہوئی۔ اب میرے رفیق انہیں نکالنے گئے ہیں"۔

م ...... مگر قلعہ پر تو میں نے پہرہ بٹھا دیا ہے۔ دو سو نوجوان کمر باندھے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

بہرام۔ دو سو کیا دس ہزار بھی ہوں تو روک نہیں سکتے"۔

م ...... (کچھ سوچ کے) اچھا تمہیں خود یہ بھید کیونکر معلوم ہوا؟"

بہرام۔ اٹکل۔ سمجھ بوجھ"۔

م ..... بڑے تعجب کی بات ہے کہ میں نے قلعہ کا کونا کونا نہیں چھوڑا۔ جسے کھدوایا نہ ہو۔ مگر وہ کاغذ نہ ملنا تھا نہ ملے۔ اچھا تمہیں یقین ہے کہ تمہارا قیاس صحیح ہے؟

بہرام۔ بالکل"۔

م ...... جہان تک ممکن ہو ان کاغذون کو جلد ہٹا دینا چاہئے (پھر کچھ سوچ کے) اچھا بتاؤ اسکے معاوضہ مین کتنی رقم لو گے؟ (بہرام خاموش رہا۔ خود ہی م ...... نے کہا پانچ ہزار۔ پچاس ہزار۔ ایک لاکھ۔ دو لاکھ اچھا دس لاکھ سہی۔

بہرام۔ حضور جتنی قیمت کہی جائے کم ہے مگر مجھے روپیہ کی ضرورت نہین مین اس سے بھی قیمتی چیز مانگتا ہون"

م ...... (حیران ہو کے) وہ کیا؟"

بہرام۔ آزادی"

م ...... کیا یہ میرے امکان مین ہے۔ یہ تو میرے بس کی بات نہیں"

بہرام (قریب جا کے) کیون نہین یہ بھی کوئی بڑی بات ہے حضور جس بات کو چاہینگے کون رد کر سکتا ہے۔

م ...... تو کیا صاحب چیف کمشنر سے کہون؟

بہرام۔ حضور"

م ...... مگر یہ تو خلاف قانون ہے۔ اُنکے اختیارات سے بھی باہر ہے"

بہرام۔ مین اسکی تدبیر سوچ چکا ہون۔ وہ کوئی صورت ایسی پیدا کردین کہ عوام یہ سمجھین کہ بہرام خود کوئی چال کر کے نکل گیا۔ اگر وہ ایسا کرین تو اُن پر کسی کو ذرا شک بھی نہ ہوگا"

م ...... مگر چیف کمشنر صاحب میرا کہنا کیون مانین گے"

بہرام۔ آپ سے آپ مانیں گے کہ یہ معاملہ ایسا ہے کہ اس مین دو سلطنتون کا قدم درمیان مین ہے۔ اور تیسرے خان صاحب بھی"

م ...... کون"

بہرام۔ افغانستان"

م ...... یہ کیونکر؟"

بہرام کچھ کہنا چاہتا تھا مگر رُک گیا۔ م ..... نے کہا وہ صاف صاف بیان کرو آخر کچھ معلوم تو ہو۔"

بہرام۔ تین برس کا ذکر ہے۔ ان تین سلطنتوں مین ایک عہدنامہ کا مسودہ لکھا گیا تھا

م ...... (بات کاٹ کے) غیر ممکن۔ بھلا افغانستان سے کیا بحث ؟"

بہرام۔ حضور جب قلعہ کستادہ مین وہ کاغذ نکلین گے تو حضور پر خود روشن ہو جائیگا۔"

م ...... گھبرا کر کمرے مین ٹہلنے لگے۔ پھر پوچھا " یہ عہدنامہ کس کی تحریک سے ہوا تھا۔"

بہرام۔ مہاراج متوفی کی تحریک سے۔"

م ...... اور مسودہ کس نے لکھا تھا ؟"

بہرام۔ خود آنجہانی مہاراجہ کے ہاتھ کا۔"

م ...... اِس کا مضمون کیا ہے ؟"

بہرام۔ ریاست کو کچھ جدید علاقے دیئے جانے کا وعدہ ہے۔ اور .....

م ...... اور اس کا معاوضہ کیا طلب کیا گیا ہے ؟"

بہرام۔ فوجی قوت کی ترمیم۔"

م ...... اور ؟"

بہرام۔ بعض اضلاع جو ہندوستان سے متصل ہین ...... جملہ مدارج طے ہو چکے تھے۔ معاہدہ کی پختگی ہو چکی تھی کہ راجہ آنجہانی کا انتقال ہو گیا اور یہ آپ کے مدار المہام کی نمک حلالی اور وفاداری تھی جو ایسے کاغذات کو جو سلطنت کے لئے سخت مضر تھے اس طرح چھپا دیئے۔"

اتنا کہہ کے بہرام نے سکوت کیا اور یہ دیکھنے لگا کہ میری تقریر سے م .....

کس حد تک متاثر ہوئے - پھر کہا "اب یہ فیصلہ آپ کے ہاتھ مین ہے کہ یہ راز دنیا پر ظاہر ہو یا نہو - تاریخ کے صفحون مین لکھا جائے یا نہ لکھا جائے"

م..... سر جھکائے کھڑے تھے - چہرے سے فکر ظاہر ہوتی تھی - بہرام کو یہ چند لمحہ کی خاموشی شاق تھی - کبھی امید کی صورت نظر آتی تھی کبھی نا امیدی کی - مہاراجہ کی زبان ہلانے پر فیصلہ تھا - آخر م..... نے کہا "بہرام اچھا کسی نہ کسی طرح تمہاری رہائی کا انتظام ہو جائیگا - اسکے سوائے اور کیا چاہتے ہو ؟

بہرام - حضور ایک تو یہ کہ مین نے راجہ مہاراج سنگھ کے بیٹے کو ڈھونڈھ نکالا ہے موروثی علاقہ اُس نوجوان کو دیدیا جائے"

م..... اور کچھ ؟"

بہرام - ایک لڑکی پر عاشق ہے - وہ لڑکی بھی اُسکو چاہتی ہے - دونون کی شادی کی اجازت دی جائے"

م..... کچھ اور ؟"

بہرام - بس اور یہ خط انیس ہند کے ایڈیٹر تک پہونچا دیا جائے - اسے دیکھ کر وہ میرے مضمون کو پھاڑ ڈالے گا"

یہ کہکر بہرام نے ایک لفافہ م..... کی طرف بڑھایا - م..... نے کسیقدر تردد کے بعد وہ لفافہ لے لیا - اب بہرام کو اطمینان ہوا کہ کام بن گیا م..... لفافہ لے کے کمرے کے باہر چلے گئے - بہرام بہت خوش ہوا -
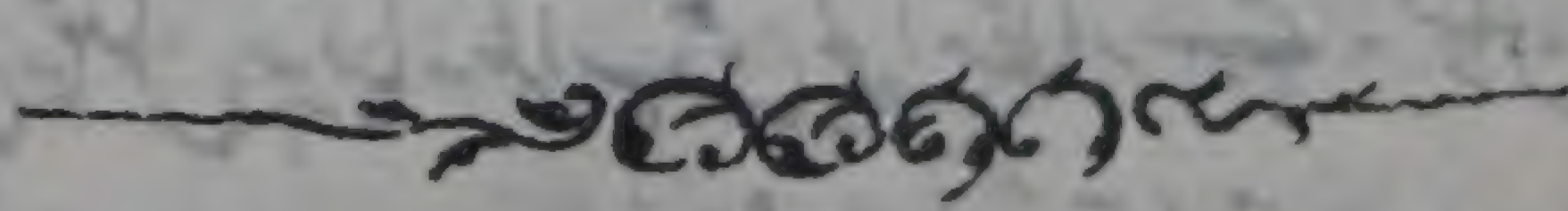
باب (۶)

رہائی اور پھر اسیری

کبھی کبھی زمانہ آنکھ جھپکتے ہی بدل جاتا ہے۔ یون تو ہر آن مین بدلا ہی کرتا ہے مین ایسی تبدیلی کو کہتا ہون۔ جس سے انسان عموماً یا خصوصاً دو متضاد طریقون سے متاثر ہو۔ بہرام اِس وقت اپنی رہائی سے مایوس تھا۔ تمام رات بیتابی مین گزر جاتی تھی۔ اندھیری رات تھا اور بھی ڈرا رہی تھی۔ شب ہجران کی سیاہی مشہور ہے مگر یہ رات بہرام کے لئے ایک کالی ناگن کا کام دے رہی تھی۔ جو لمحہ لمحہ کے بعد کسی کو ڈسے۔ مگر سخت جانی سے اسے موت نہ آئی۔

اب بہرام خوشی کے مارے اُچھل رہا ہے۔ خون کی روانی سے ایک خوشگوار لہر تمام جسم مین دوڑ رہی ہے جس سے رگ رگ مین تازگی اور توانائی محسوس ہوتی ہے شبِ تاریک ہے مگر اب وہ ناگن کا کام نہین دیتی بلکہ کسی محبوب کی زلف سیاہ کی طرح گویا بہرام کے شانے پر لہرا رہی ہے ؎

نیند اُسکی ہے دماغ اُسکا ہے راتین اُسکی ہین
جسکے شانے پر تری زلفین پریشان ہو گئین

مطلب دلی حاصل ہو گیا۔ مگر اب بھی کچھ انتظار ہے۔ لیکن یہ انتظار خوشگوار ہے کیونکہ امید کا پہلو لئے ہوے ہے۔ بہرام بڑے اشتیاق سے دروازہ کی طرف دیکھ رہا ہے

اور دل میں کہتا ہے۔ "اب کاہے کی بیتابی۔ تھوڑی دیر کی اور کسر باقی ہے۔
ایک بجے کے قریب حجرے کا دروازہ کھلا۔ دربان نے بہرام کو باہر بلایا۔ یہاں
قلعدار موجود تھا۔ چند قدم آگے بڑھا تھا کہ مکرجی سے مڈبھیڑ ہوئی۔ مکرجی نے بہرام کو
ایک موٹر پر بٹھا لیا۔ اس میں ایک اور شخص بھی پہلے سے بیٹھا تھا۔ پہلے تو بہرام نے
مکرجی سے مذاق کیا کہ مجھ کو تمہاری حالت پر رحم آتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو ہر افسر کو اپنے
ماتحت کی خراب حالت پر رنج ہونا ہی چاہیئے۔" میرے فرار کی ذمہ داری گویا تمہارے
نامۂ اعمال میں لکھی تھی۔ پھر میری ہی وجہ سے تمہاری نیکنامی اور اب میں پھر تمہاری بدنامی
کا سبب ہوتا ہوں۔ مگر اسمیں میرا کچھ قصور نہیں۔ معاف کرنا۔"

مکرجی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ بہرام نے دوسرے شخص کو جو غور سے دیکھا
تو معلوم ہوا کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس ہیں۔ جھک کے سلام کیا اور کہنے لگا۔" حضور نے کیوں
تکلیف کی۔ خادم کو شرمسار کیا۔ مکرجی اس کام کے لئے کافی تھے۔ آپ ناحق اس معاملہ
میں پڑے۔ خیر اختیار بدست مختار۔"

موٹر ابھی کوئی دو میل چلی ہو گی کہ بہرام کو معلوم ہوا کہ یہ راستہ کملاپتی کے مکان
عشرت منزل اور" اندر بھون" کی طرف جاتا ہے فوراً سمجھ گیا کہ مکرجی اور سپرنٹنڈنٹ
صاحب نے یہ بہانہ سوچا ہے کہ ہم دونوں بہرام کو اندر بھون کے تہ خانہ میں تقامی
تحقیقات کے واسطے لیگئے تھے مگر بہرام کو کسی خفیہ راستہ کی اطلاع تھی جس سے وہ
نکل گیا۔ اپنے خیال کو اپنے محافظوں سے بیان کر کے کہا۔" یہ بھی کوئی ترکیب
ہے۔" اگر کوئی بہانہ نہیں سمجھ میں آتا تھا تو مجھ ہی سے پوچھ لیا ہوتا۔ کیا بیوقوفوں سے
پالا پڑا ہے۔ کسی نے بھی بہرام کے طعنوں کا جواب نہ دیا۔ موٹر اندر بھون کے پھاٹک

پہرہ کی اور بہرام دونوں پولیس افسروں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ پہلے چور دروازے پر پہونچکر یہ دروازہ بہرام ہی کی مدد سے کھولا گیا۔ مکرجی اور سپرنٹنڈنٹ سرنگ پر ساتھ تھے۔ یہاں پہونچکر مکرجی نے کہا " جاؤ تم آزاد ہو "

بہرام۔ اس حماقت سے کیا فائدہ تھا؟ خواہ مخواہ یہاں تک آنا کیا ضرور تھا۔ اسے جنون کہتے ہیں "

مکرجی اور سپرنٹنڈنٹ پچھلے پانوں ہٹ گئے۔ بہرام آگے بڑھا اور زینے سے چڑھ کے چھت کے پاس ہاتھ سے تختہ اٹھایا اور باہر نکلا۔ ابھی دم نہ لیا تھا کہ کسی نے زور سے کاندھے پر ہاتھ رکھدیا۔ ہٹ کے جو دیکھتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ راجہ صاحب کے ساتھ جو شخص قلعہ مین گیا تھا وہ سامنے کھڑا ہے۔ اس کے سوا اور دو آدمی داہنے بائین کھڑے ہو گئے "

بہرام (غصہ کی آواز سے) کیون صاحب۔ بھلا یہ کون سی انسانیت ہے کیا یہی اقرار ہوا تھا ؟ "

وہی شخص۔ گھبراؤ نہین تم آزاد ہو۔ مگر ابھی تمہین نگرانی مین رہنا پڑیگا۔ ہم سب ایک ساتھ کشمیر چلینگے "

بہرام کے دل مین تو رہ رہ کے آتا تھا کہ ان کی اچھی طرح مرمت کر دون۔ مگر مصلحت نہ تھی۔ کہا " بہتر چلئے " باہر ایک موٹر کھڑی تھی۔ اسمین دو آدمی اور بیٹھے تھے۔ یہ چارون بھی جا کے اسی مین بیٹھ گئے۔ موٹر چلنے لگی۔ رات کا جاگا ہوا تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو لگی تو نیند آ گئی۔ مگر محافظ باری باری سے جاگتے رہے۔ صبح ہوتے موٹر تقریباً دو سو میل طے کر چکی تھی۔ یہان تھوڑی دیر قیام کیا۔ ناشتہ پہلے ہی سے ایک مقام پر تیار تھا۔

اِس سے فراغت کی - پھر موٹر روانہ ہوگئی - دوسرے دن صبح ہوتے موٹر سرحد......
پہونچ گئی - بہرام کی آنکھ کھلی تو عجب سہانا سماں نظر آیا - فوراً کچھ سوچ کے اشنے م...... کے
مصاحب سے کہا "آپ بسنت سنگھ ہیں م...... کے خاص مصاحب اور محافظ فوج کے
افسر - آپ ہی نے اسلام آباد میں راجہ مہاراج سنگھ کے مکان کی تلاشی لی تھی" بہرام یہ کہہ کے
جواب کا منتظر تھا مگر خلاف امید کوئی جواب نہ ملا - اب تو بہرام برہم ہوا - دل میں کہا عجب
بیہودہ آدمی ہے - کس قدر مغرور ہے - خیر اسکا عوض نہ لیا ہو تو بہرام نہ کہنا - پھر ذرا بلند
آواز سے کہا "کیا خدانخواستہ ثقل سماعت ہے ؟ معاف کیجئے گا - بندے نے آپ سے
کچھ دریافت کیا تھا مگر جواب نہ ملا" اُس شخص نے بہرام کو گھور کے دیکھا اور پھر کچھ نہ کہا"
بہرام - واہ ! کیا ترچھی چتون بنائی ہے - انگریز بھی غضب کے صناع ہیں - کیا پتلا بنایا
ہے - ان آنکھیں بھی گردش کرتی ہیں مگر زبان نہ بنا سکے - یہی تو کسر رہ گئی ہے -
بولتا تو آدمی میں اور اس میں فرق کیا ہوتا"-

یہ پھبتیاں سُن کے اسکا چہرہ سرخ ہو گیا - بہرام نے کہا "حضور غصہ کو تھوک
دیجئے - اسے میرا تو دل نکلا جاتا ہے کچھ منہ سے بولئے - سر سے کھیلئے - ؎

بت بن گئے محفل میں رقیبوں سے نہ بولے   کیا بات ہے خالق کی قسم واہ تمہاری

ادھر غصہ کے مارے منہ سے کوئی بات نہ نکل سکتی تھی - بہرام نے کہا - "میری بلا سے
آپ بولیں یا نہ بولیں ، میں آپ ہی کے فائدہ کے واسطے کچھ کہنا چاہتا ہوں - ابھی تھوڑی
دیر ہوئی - میں نے دور سے ایک موٹر کو دیکھا تھا - نہیں معلوم آپ نے بھی نظر کی یا
نہیں " یہ سنتے ہی اُسکا غصہ فرد ہو گیا اور منہ سے بولنے ہی لگا"

"نہیں - کیوں ؟"

بہرام۔ کچھ نہیں "
اجنبی۔ آخر کچھ تو ؟"
بہرام ۔ کچھ نہیں ۔ ایک موٹر کا خیال سا ہے ۔ آپ سے اسکا ذکر کر دیا ۔ کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہے ۔ ہماری موٹر بہت تیز جاتی ہے "
اب موٹر ایک پہاڑی پر چڑھنے لگی ۔ جب بلندی پر پہونچی تو اجنبی نے دیکھا در اصل وہی تھا جو بہرام نے کہا تھا ۔ جھک کر اپنے پیچھے دیکھا اور گھبرا کے کہنے لگا "غضب ہو گیا ۔
بہرام ۔ کیوں ! کیوں ؟"
ب ۔ (دھمکی دے کے) اگر کوئی واقعہ ہو تو بہرام تمہاری جان کی خیر نہیں "
بہرام ۔ معلوم ہوتا ہے موٹر ہمارے پاس پہونچ گئی مگر اسمیں خوف کی کون سی بات ہے ۔ کوئی سیاح ہو گا
ب ۔ کوئی بھی ہو "
پھر جھک کے جانب پشت دیکھا ۔ موٹر دو تین سو گز کے فاصلہ پر آ گئی تھی "
جوانو ۔ ہوشیار ! بہرام کی مشکیں کس لو ۔ اور اگر مزاحمت کرے تو ..... جیب سے تپنچہ نکال کے بہرام کے سامنے کر دیا ۔ بہرام نے چپ چاپ ہاتھ بندھوا لئے اور کہا "مجھے مزاحمت کی کیا ضرورت ؟ لوگ احتیاط کو تو سمجھتے نہیں ، اور فضول احتیاط کو عقلمندی سمجھتے ہیں ۔ تم لوگ سمجھتے ہو یہ موٹر مجھے چھڑانے کے لئے آ رہی ہے "
ب ۔ (شوفر سے) موٹر کی رفتار کم کر دو ۔ اور بائیں پٹری پر لگانا ۔ اگر وہ موٹر بھی کم رفتار کر دے تو ٹھہر جاؤ "
اتنے میں دوسری موٹر قریب آ گئی ۔ رفتار کم کرنا کیسا اور تیز ہو گئی ۔ جب "ب" کے موٹر کے پہلو پر آ گئی تو بہرام نے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش موٹر پر جھکا کھڑا ہے ۔ بہرام کی پلک جھپکنے

پائی تھی - دو گولیاں چلیں اور وہ موٹر فوراً گولی بھر کے ٹپے پر ہو گئی - ادھر تو آواز آئی اور موٹر کی گردین پہنچنے کی چپک دکھائی دی - ادھر "ب" دھم سے گر پڑا اور اپنے موٹر میں تڑپنے لگا۔

اب سنیئے - بہرام کے محافظ نہین معلوم کیا سمجھے بہرام کی مشکیں زور سے کس دین اور موٹر کو بھی روک لیا۔

بہرام (جھلا کے) ارے بیوقوفو! یہ کیا غضب کرتے ہو - ارے جلدی مجھے کھول دو - ہائین ہائین یہ کیا اندھیر کیا - موٹر بھی روک لی - جلدی چلو" ارے اسکا پیچھا کرو - اسے یہ تو وہی سفاک قاتل ہے جس نے ....

ارے رے رے رے ہا بیوقوفو! اُنھ کیون .... ان چارون نے کچھ نہ سنی - بہرام کے منہ مین زور سے کپڑا ٹھونس دیا - شاباش - کیا کام کیا یہی تو عین دانائی اور مصلحت اندیشی ہے -

اسکے بعد یہ لوگ "ب" کی طرف متوجہ ہوئے - زخم پر پٹی باندھی - ذرا ہوش آیا - تو غضب کی نگاہ سے بہرام کو دیکھا، یہ لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ یہ سب اسی کا کرشمہ ہے "ب" کے گھورنے پر بہرام کو غصہ آیا اور ہنسی بھی آئی - گولی کے صدمہ سے اسکو بخار آگیا - اور اس زور سے بخار آیا کہ اول خول بکنے لگا - بہرام نے کہا "چلو آن دفتر راگاؤخورد - اب اسکو تو سرسام ہوا -

دوپہر آگئی "ب" بیہوش پڑا ہے - اور کسی کو یہ بھی نہین معلوم کہ جانا کدھر ہے - موٹر جہان تھی وہین کھڑی ہے - ناچار آپس مین مشورہ کر کے ایک جنگل کے پاس قیام کیا - سارا دن اسی طرح گزرا - شام کے قریب کستاور کے قریب سے ایک دستہ سوارون کا موٹر کی تلاش مین آیا - اُنھون نے راہ دکھائی - موٹر روانہ ہوئی - رات کو بارہ بجے قلعہ مین پہونچ گئے بہرام کو ایک چھوٹا سا کمرہ ملا - باہر قفل لگا دیا گیا -

باب (۷)

لاعلمی

قلعۂ کستا ورکے ایک بڑے کمرہ مین م ..... کاغذات کے معائنہ مین مصروف ہین - کمرہ کی آرایش دیکھ کے معلوم ہوتا ہے - بہت جلد سب سامان کیا گیا ہے - اتنے مین ایک افسر بہرام کو لئے ہوے حاضر ہوا -

م ...... (افسر سے) بس اب تم جاؤ -- (بہرام سے) ہان وہ کاغذ لاؤ "

(بہرام کو چپ دیکھ کے) آخر کہو تو کاغذات کہان ہین ؟

بہرام (نہایت اطمینان کے ساتھ) اسی قلعہ مین "

م ..... قلعہ مین تو ہم بیٹھے ہوئے ہین "

بہرام - یہین وہ کاغذ بھی ہین "

م ..... چلو نکال لائین (بہرام کو خاموش دیکھ کر) کیون ؟"

بہرام - حضور سمجھ سکتے ہین یہ کام بہت آسان نہین ہے - آخر تلاش کرنے مین بھی مہلت دیجائیگی یا نہین "

م ...... (بیتاب ہو کے) یہ تو تم نے نئی بات کہی - پہلے تم نے یہ کب کہا تھا ؟

بہرام - حضور درست فرماتے ہین - مگر یہ بھی تو اقرار نہین کیا گیا تھا کہ آزادی کے بعد حضور کے خاصے کے چار پانچ جوانون کی نگرانی مین رہنا پڑیگا - آپکو کسی نہ کسی طرح کاغذات ملجائے -

م...... مین تمہین ان کاغذون کے ملنے سے پہلے کیونکر چھوڑ دیتا- دور اندیشی کے خلاف تھا"
بہرام - حضور دنیا کا کام اعتبار پر چلتا ہے- آپ کو مجھ پر بھروسہ کرنا چاہئے تھا- اِس صورت مین کاغذات کے برآمد کرنے کی حد سے زیادہ کوشش کرتا- یہ جو کچھ آپنے کیا- آپ ہی کے حق مین بُرا ہوا- ایسے معاملات مین حتی الامکان جلدی کرنا چاہئے ایک لمحہ مین خدا جانے کیا سے کیا ہو جاتا ہے- خیال تو فرمائیے- پورا ایک دن ضائع ہوا اگر مین آزاد ہوتا تو کاغذات ابتک آپ کے ہاتھ مین ہوتے-

م...... (کچھ سوچ کے) اب کتنی مہلت چاہتے ہو"

بہرام - کم سے کم چوبیس گھنٹے"

م...... اوہو"

بہرام - جو وقت ضایع ہوا ہے اُسی کا یہ نتیجہ ہے"

م...... نے کچھ جواب نہ دیا- گھنٹی بجائی "ب" حاضر ہوا"

م...... "ب" اب کیسے ہو؟"

ب - حضور کے اقبال سے اب تو کچھ اچھا ہون"

م...... بہرام چوبیس گھنٹہ کی مہلت مانگتا ہے- تم اپنے معتبر جوانون کے ساتھ کل تک اسکی نگرانی کرو- کل آٹھ بجے بلکہ دس یا بارہ بجے تک اگر اس نے کاغذ نہ پیدا کئے تو موٹر مین سوار کر کے سیدھے دہلی کے قلعہ مین پہونچا دو- کل بارہ بجے تک جو کچھ یہ کہے اُسی پر عمل کرنا سر مو فرق نہ ہو"

ب - بہت خوب مگر...... جو اس نے بھاگنے کی کوشش کی"

م ۔۔۔۔ تمہیں اختیار ہے۔"
یہ حکم دے کے م ۔۔۔۔ تو چلے گئے۔ بہرام نے بڑی بے تکلفی سے ایک سگار میز پر سے اُٹھایا اور آرام کرسی پر لیٹ کے پینے لگا۔ اتنے مین "ب" اپنے سپاہیون کو لے آیا اور بہرام سے کہا "چلو" بہرام نے جواب نہ دیا اور اسی طرح سگار پیتا رہا۔
"ب" نے سپاہیون سے کہا "ہتھکڑی ڈال دو"۔ ہتھکڑیاں ڈال دی گئین۔ بہرام چپکا لیٹا رہا۔"
ب ۔ چلو اُٹھو۔"
بہرام (اطمینان سے) کہان چلون؟
ب ۔ تلاش کے لئے۔"
بہرام ۔ کیا؟"
ب ۔ تم تو ٹالتے ہو۔ سیدھی طرح چلتے ہو تو چلو نہین ۔۔۔۔۔

(دو سپاہی زنجیر کھینچنے لگے)

بہرام ۔ اجی ذرا کمر سیدھی کر لینے دو۔ کیسا چلنا اور کہان چلنا۔"
ب ۔ تو تم نہین چلوگے؟"
بہرام ۔ مجھے فرصت نہین ہے۔"
ب ۔ آخر کون سا کام کر رہے ہو۔"
بہرام ۔ فکر مین ہون۔"
ب ۔ کیا؟
بہرام ۔ یہی تو سوچ رہا ہون کہ وہ کاغذات کہان چھپے ہین۔ کیا منہ کا نوالہ ہے۔ بندہ درگاہ کو خود بھی نہین معلوم کہ ان کاغذون کا مردہ کہان دفن ہے؟ بہتر ہے کہ تمہین سے اُنکے نام پر فاتحہ پڑھوا دون "کیون دوست "ب" کیسی کہی۔"

باب (۸)

قلعہ کستاور کی سیر

قلعہ کستاور عجیب فضا کا مقام ہے۔ ایک تو ہندوستان کی سرحد جو کشمیر سے ملی
ہے خود ہی جنت کا نمونہ ہے۔ دوسرے قلعہ کے سامنے دریاے چناب لہرین لے رہا ہے
اب تو شاید اس قلعہ کے آثار باقی نہ رہے ہوں۔ کیونکہ زمانہ نے اسے اچھی طرح برباد کیا
اسکی بنا کشمیر کے مسلمان بادشاہوں کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی تھی۔ اور بربادی
راجہ پ . . . . کی باغی رعایا نے کی۔ بہرام اسی قلعہ کو عبرت کی نگاہ سے دیکھ رہا
تھا اور کاغذات کے تجسس کی بھی فکر تھی۔ دیواروں پر جا بجا گولیوں کے نشان تھے کسی
کمرے مین قدیم ساز و سامان نہ تھا۔ بہرام نے گارد کی نگرانی مین قلعہ کا کونہ کونہ چھان ڈالا
لیکن کاغذات کا پتہ نہ ملا۔ بہرام اپنی پریشانی کو مذاق کے پہلو مین دوسروں سے چھپا
رہا تھا۔ دیکھنے مین تو "سب" پر سارا الزام لگا رہا تھا۔ مگر دل ہی دل مین کہتا تھا "یا الٰہی
کیا کرون۔ دو گھنٹے حیران رہا۔ مگر کچھ کام نہ نکلا۔ دعویٰ تو کیا تھا، مگر خدا ہی نگہبان ہے
پھر بہرام کو اس سیاہ پوش کا خیال آیا۔ دل مین کہتا تھا۔ اس شیطان کو میری رہائی اور
یہان کی روانگی کا حال کیونکر معلوم ہو گیا کس نے بتا دیا؟ یہ محض اتفاق ہے یا ہمزاد
اسکے قبضے مین ہے۔ ایک ہی وقت دونون یہان آئے ہین۔ خدا ہی خیر کرے۔ یہ ظالم
بری طرح میرے پیچھے پڑ گیا ہے۔ جہان جاتا ہون ساتھ ساتھ" بہرام نے ایک مرتبہ

پھر تمام قلعہ کی گشت کی۔کبھی پتھر اُٹھا اُٹھا کے دیکھتا تھا۔کبھی دیوارون کے آثار ناپتا تھا۔
جب سب کچھ کر کے تھک چکا تو "ب" سے پوچھا۔
"غدر ۱۸۵۷ء کے بعد "ب" کا کوئی ملازم یا کوئی عزیز یا ان میں سے کسی کی اولاد سے
کوئی زندہ ہے۔یہان کے رہنے والون مین کسی کا ان لوگون سے کچھ تعلق ہے؟"

ب ۔سب چلے گئے صرف ایک بڈھا رہ گیا تھا۔"

بہرام ۔پھر وہ کہان ہے؟"

ب ۔وہ بھی مر گیا۔

بہرام ۔اچھا اُسکی اولاد مین سے کوئی موجود ہے"۔

ب ۔ہان اُسکی ایک پوتی یہان رہتی ہے۔رادھا بائی نام ہے۔بڈھے کے بیٹے نے ایک عورت سے باپ کی مرضی کے خلاف شادی کر لی تھی۔اِس لئے باپ سے بگاڑ ہو گیا اُس نے گھر سے نکال دیا۔اُسی لڑکے کی یہ سب سے چھوٹی لڑکی ہے"۔

بہرام ۔اور یہ رہتی کہان ہے؟

ب ۔قلعہ کے ایک سرے پر۔اسکا دادا سیاحون کو قلعہ کی سیر کرادیا کرتا تھا۔اسی زمانہ سے وہ یہان رہتی ہے۔بیچاری ایسی غریب ہے کہ ترس آتا ہے۔مگر کچھ دیوانی سی ہے کچھ باتین بھی کرتی ہے تو اسکا مطلب سمجھ مین نہین آتا۔

بہرام ۔کیا بچپن ہی سے ایسی ہے"۔

ب ۔نہین بچپن مین تو بڑی سمجھ دار تھی۔کوئی دس برس کے سن سے یہ حالت ہو گئی ہے۔

بہرام ۔غالبًا کوئی صدمہ پہونچا ہوگا؟"

ب ۔یہ تو مجھے معلوم نہین۔یہ جانتا ہون کہ اسکا باپ شرابی تھا اور ماں دیوانی تھی۔اسی

دیوانہ پن مین افیون کھا کے اُس نے جان دیدی "

بہرام - (کچھ سوچ کے) کیا مین اِس لڑکی کو دیکھ سکتا ہون ؟

ب - (مُسکرا کے) چلیئے مین لئے چلتا ہون " ب " بہرام کو لے کے رادھا بائی کے کمرے مین گیا - یہ لڑکی دن رات اسی کمرے مین پڑی رہتی تھی - صورت اچھی تھی - دُبلی پتلی چھریرا بدن پتلے پتلے ہونٹھ - سُتوان ناک - کھڑا کھڑا نقشہ - لمبے لمبے بال - بہرام نے اِس لڑکی سے چند امور دریافت کئے - اس نے کسی کا جواب دیا - معلوم ہوتا تھا کچھ سمجھتی ہی نہین - بہرام نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے کے بڑے پیار سے اسکے بچپن کا حال پوچھنا شروع کیا - پھر بھی کچھ جواب نہ دیا - آخر بہرام نے پنسل سے ایک کاغذ کے پُرزے پر کوئی نقش لکھ کے اسکے آگے رکھا -

ب - یہ دیکھ کے ہنسا - بہرام نے بگڑ کے کہا " یہ آپ بار بار ہنستے کیون ہین ؟ " اور پھر لڑکی کی طرف دیکھا - اس نے مُنہ پھیر لیا -

ب - دیکھئے وہ آپ کے نقش نے بھی کوئی اثر نہین کیا - کوئی منتر یاد ہو تو پڑھیئے -

بہرام نے اسکا جواب نہ دیا - اسی نقش کے سرے پر (قوت) لکھ کے لڑکی کے سامنے رکھا - اور بغور اُسکو دیکھنے لگا - جب اُسکا بھی جواب نہ پایا تو انہین حرفون کو ذرا علیٰ لکھ کے دکھایا - وہ اسے اوپری نظر سے دیر تک دیکھا کی - پھر بہرام کے ہاتھ سے ان حرفون مین دو حرف اور بڑھا دیئے اور لفظ کو پورا کر دیا (یاقوت) یہ دیکھ کے بہرام کو کچھ اُمید ہوئی رادھا بائی پنسل ہاتھ مین لئے کاغذ پر کچھ اور لکھنے کی کوشش کرتی تھی اور کچھ سوچ رہی تھی - جیسے کوئی کچھ لکھنا چاہتا ہو - مگر یاد نہ آتا ہو - بہرام نہایت شوق سے انتظار کرتا رہا - بڑی دیر کے بعد اس نے ایک لفظ اور لکھا (زمرد) بہرام نے بیتاب ہو کے کہا

دو کچھ اور....... کچھ اور" اُس نے پنسل زور سے دبا کے کچھ لکھنا چاہا صرف (م)
لکھ چکی تھی کہ پنسل ٹوٹ گئی - اِس نے ہاتھ سے پنسل رکھ دی - بہرام نے اس کی صورت دیکھ
کے معلوم کر لیا کہ اب اِس سے اور کچھ کہنا بیکار ہے - پھر بیہوش ہو گئی - بہرام مایوس ہو کے
پلٹا ہی تھا کہ وہ دوڑتی ہوئی آئی اور سامنے کھڑی ہو گئی - اور کمر میں ہاتھ ڈال دیا - بہرام
سمجھ گیا کچھ مانگتی ہے - پیار سے پوچھا - کیا چاہیے ؟
اس لڑکی نے ساری کے آنچل سے دو اشرفیاں کھول کے کھنکھنائیں اور دیوانوں
کی طرح ہنستی جاتی تھی - بہرام کو معلوم ہوا کہ یہ نئے گھن کی انگریزی اشرفیاں ہیں بیچین ہو کے
پوچھا - یہ تمہیں کس نے دیں اور کب دیں - آج ؟ کچھ تو کہو ؟ پھر جب جواب نہ ملا تو کہا
یہ بیچاری تو کچھ بول نہیں سکتی - میں بیکار اس سے پوچھ رہا ہوں - "ب" سے کہا - ذرا
دو ایک اشرفیاں قرض عنایت کیجیے .... "تسلیم" لڑکی کے ہاتھ میں اشرفیاں
دیدیں "لو یہ بھی لیجاؤ" اِس نے اشرفیاں ہاتھ میں لے کے خوشی خوشی کھنکھنانا شروع
کیں - پھر ہاتھ اُٹھا کے قلعہ کے کھنڈر کی طرف اشارہ کیا - بہرام نے دیکھا کہ بائیں جانب کو
اُنگلی سے بتا رہی ہے - یہ دیکھ کے بہرام نے "ب" کی طرف نگاہ کی - یہ حضرت مُسکرا
رہے تھے - بہرام یہ دیکھ کر سخت برہم ہوا - واہ رے آپکا مذاق - گویا آپ ہنس ہنس کے
ہمکو جلا رہے ہیں - حضرت یہ اپنے بڑے بڑے دانت بند کیجیے - مجھے ڈر لگتا ہے "
"ب" جھینپ گیا اور ہنسنا موقوف کیا - بہرام پھر کھنڈر کی طرف چلا - قلعہ کی
پہلی منزل میں برابر دس کمرہ تھے - دوسری منزل پر بھی کئی کمرے تھے - دونوں منزلوں کے کمروں
کے آگے برآمدہ تھا - ادھر کے کمرے آگ سے جل کے برباد ہو گئے تھے - پہلی منزل میں اب کئی
کمرے باقی تھے بعض کمروں میں کچھ ٹوٹا پھوٹا سامان بھی تھا بہرام گھنٹہ بھر تک ان کمروں میں مارا

مارا پھرا کیا مگر کچھ سُراغ نہ ملا۔ قریب شام کچھ خیال کر کے پھر پہلی منزل کے ایک کمرے میں گیا تو دیکھا کہ م ۔ ۔ ۔ ۔ ایک آرام کرسی پر بیٹھے سگار پی رہے ہیں۔

بہرام نے م ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کا کچھ خیال نہ کیا اپنے کام میں مصروف رہا۔ جیب سب کونے دیکھ چکا تو م ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے قریب آ کے کہا حضور ذرا تکلیف فرمائیں تو میں اس آتشدان کو بھی دیکھ لوں۔

م ۔ ۔ ۔ ۔ کیوں کیا میرا یہاں سے اُٹھنا ضروری ہے آخر اس جگہ کی کیا خصوصیت ہے جس طرح اور کمرے ہیں ویسے یہ بھی ہے۔

بہرام ۔ مگر اس کمرے میں ایک ایسی خصوصیت ہے جو اور کمروں میں تو نہیں۔

م ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ کیا ہے۔

بہرام ۔ خصوصیت یہ کہ اسی میں کاغذات موجود ہیں۔

بہرام کی امید کے خلاف م ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ برہم ہوئے کرسی سے اُٹھے یہ فرمایا کہ بہرام تم نے اچھی دل لگی کی۔

بہرام (حیران ہو کے) حضور میری کیا مجال۔

م ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اول تو ہمیں بنایا۔ اس پر طرہ جیسے کچھ جانتے ہی نہیں۔ معلوم ہوا کہ تم کو خود معلوم نہیں کاغذات کہاں ہیں۔ فقط فریب ہی فریب تھا۔

بہرام کیا حضور کا یہ خیال ہے۔

م ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرا خیال بالکل صحیح ہے۔ اگر تم جانتے ہوتے تو پھر مارے مارے کیوں پھرتے سارا دن گزر گیا مگر کچھ نتیجہ نہ ہوا۔ آفتاب بھی غروب ہو رہا ہے اور تم ابھی پہلی ہی منزل میں بھٹکتے پھرتے ہو۔ سارا قلعہ چھان ڈالا مگر خاک پتہ نہ ملا۔ بس! ابھی قید خانہ کو پھر روانہ کر دونگا۔

بہرام (نہایت حیران ہو کے) مگر حضور نے مجکو کل بارہ بجے تک کی مہلت عنایت فرمائی ہے۔
م .... لیکن اس سے کیا حاصل؟"
بہرام ۔ مطلب کا سراغ"۔
م .... مجھے تو خاک اُمید نہین ۔ ابھی تک تو اس کی کوئی صورت نظر نہ آئی"۔
بہرام ۔ حضور مجھے تو نظر آتی ہے لیلی کے دیکھنے کے لئے مجنون کی آنکھ درکار ہے"۔
م ...... تو مجھے بھی دکھاؤ کہ کل تک پھر انتظار کیا جائے"۔
بہرام (کچھ دیر تک اندیشہ مین رہا) مین حضور کے حکم سے سرتابی کرنے کی مجال نہین رکھتا ۔ ارادہ تو یہ تھا کہ منزل پر پہونچ کے حضور کو آگاہ کرون مگر آپکی بدگمانی سے چارہ نہین، کہ اپنے ٹھیک راستہ کے پا جانے کو ثابت کرون"۔ اب حضور توجہ فرمائین ۔ اسی منزل مین دس کمرے ہین ۔ ہر کمرے پر فارسی خط نستعلیق مین کچھ کندہ ہے ۔ اکثر کتبے آگ لگنے سے ضایع ہو گئے ہین ۔ مگر ایک کمرے کا کتبہ کچھ محفوظ ہے ۔ مین نے غور سے پڑھا تو معلوم ہوا کہ "مرجان" لکھا ہے ۔ اور کمرون کے کتبون کو غور سے دیکھا ۔ ہر ایک مین کچھ حروف مٹ گئے ہین ۔ مگر جو اب تک باقی ہین اُن سے جواہر کے نامون کا پتہ چلتا ہے ۔ ایک پر "مرد" لکھا ہے ۔ مین سمجھ گیا یہ "زمرد" تھا ۔ کہین کہین سے کمرے کے رنگ کی سنہری باقی ہے ۔ اسی طرح ہر کمرہ پر کسی جواہر کا نام موجود ہے ۔ ایک پر "قوت" کو یاقوت بنایا تھا وہ اسی کمرہ کی طرف اشارہ تھا اور وہ کمرہ یہی ہے جسمین حضور تشریف فرما ہین وہ خطوط اسی کے گوشہ مین دفن یا پوشیدہ ہین ۔ تھوڑی دیر مین نکلے آتے ہین"۔
م .... (بے اختیار ہنس کے) تھوڑی دیر ۔ ابھی دو چار صدیان کہو کچھ تمہاری بات قیاس مین بھی آئے"۔

م ..... بڑی دیر تک ہنستا کئے۔ آنکی دیکھا دیکھی "ب" بھی دل کھول کر ہنسا۔

بہرام (حیرت سے دونوں کو دیکھ کے) میں حضور کا مطلب نہیں سمجھا"

م ..... تمہاری دل شکنی کسی طرح منظور نہیں۔ مگر کیا کریں کہنا ہی پڑتا ہے۔

"لے اب سنو میاں بہرام سریش چندر کا ذہن بھی یہاں تک پہونچ گیا تھا مگر ٹھیک اسی طرح جیسے سکندر بحر ظلمات سے بے نیل مرام واپس آیا وہ بھی اپنا سا منہ لے کے چلا گیا"

"یہ سُن کے بہرام کا رنگ اُڑ گیا۔ متحیر ہو کے پوچھا تو کیا سریش چندر اس کمرے تک پہونچ گیا تھا"

م ..... جی جناب چار دن تک وہ بھی غلطاں پیچاں رہا۔ آخر رادھا بائی کے اشارے سے اس کمرے تک پہونچا۔ کونہ کونہ ڈھونڈھ ڈالا۔ مگر کاغذات نہ ملے"

"بہرام (دیر تک دریائے حیرت میں غرق رہا پھر اپنے تئیں سنبھال کے) حضور ہی انصاف فرمائیں۔ سریش چندر نے تو چار دن تلاش میں صرف کر کے اس کمرے تک رسائی کی۔ میں نے آٹھ دس گھنٹہ میں پتہ لگا لیا اگر میری راہ میں رکاوٹیں نہ ہوتیں تو خدا جانے اب تک کیا کر لیتا"

م ..... مگر وہ رکاوٹیں کس نے پیدا کیں۔ کیا "ب" نے ؟"

بہرام۔ جی نہیں ایک شخص نے جسکے خیال سے میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں یہی وہ سفاک ہے جو اپنے ساتھی اور مددگار ارجن سنگھ کے قتل سے بھی باز نہ رہا"

م ..... (کسی قدر گھبرا کے) تو کیا وہ یہاں بھی آ پہونچا"

بہرام۔ کیا عرض کروں وہ تو انسان نہیں ہے۔ کوئی جن یا بھوت ہے۔ کسی کو دکھائی نہیں دیتا، ورنہ کانوں کان خبر ہوتی ہے اور ہر جگہ پہونچ جاتا ہے۔ اِس نے مجھے پریشان کیا۔ خیر

جیتا رہا تو سمجھ لونگا"۔ اسی نے میرے منصوبے خاک مین ملا دیئے۔ مخبری کر کے گرفتار کرا دیا
پرسوں یہی میرے پیچھے لگا ہوا چلا آیا۔ اور چلتی موٹر سے مجکو گولی ماری تھی۔ مگر تقدیر سے مین
بچ گیا۔ بیچارے "ب" نے ناحق چوٹ کھائی۔ خیر خدا نے جان ہی بچالی"۔

م...... مگر یہ تمہین کیونکر معلوم ہوا کہ وہ یہان موجود ہے

بہرام۔ یہان کیسا بلکہ اسی قلعہ مین موجود ہے' مین نے اس بچی کے ہاتھ مین دو اشرفیاں
دیکھین جس سے صاف ظاہر ہو گیا۔ ہو نہ ہو ان اسی نے دی ہوں"۔

م...... مگر وہ یہان کیون آیا؟ آخر اسکی غرض کیا ہے"۔

بہرام۔ یہ تو خدا ہی جانے یا وہ خود۔ مگر حضور کو بہت احتیاط کرنا چاہئے"۔

م...... ہشت۔ میری بلا اس سے ڈرتی ہے! قلعہ کے گرد دو سو آزمودہ کار سپاہیون
کا پہرہ ہے۔ پرند پر تو مار نہین سکتا۔ آخر آدمی مجھے کوئی تو دیکھتا"۔

بہرام۔ اور دیکھا نہیں تو اسکا حال کیونکر معلوم ہوا"۔

م...... کس نے دیکھا؟"

بہرام۔ اِس بچی نے جسکو دو اشرفیان دین"۔

م...... تو اس لڑکی سے پھر پوچھنا چاہیئے"۔ "ب" بہرام کو اسکے پاس لیجاؤ۔
بہرام نے اپنے ہتھکڑی سے بندھے ہوئے ہاتھ دکھا کے کہا "حضور نے تو مجھے
بیکار کر دیا بھلا ایسے سخت مقابلہ کے وقت اسکی کیا ضرورت"۔

م...... کے حکم سے بہرام کے ہاتھ کھول دیئے گئے۔ دل میں کہنے لگا چلو فال
تو اچھی ہے۔ وقت بھی ہے شاید مین کامیاب ہو جاؤن"۔

باب (۹)

دُوسرا نقش

بہرام رادھا بائی کے کمرہ مین پہونچا تو دیکھا کمرہ خالی ہے۔ "ب"..... نے دو آدمی اُسکے ڈھونڈھنے کو بھیجے۔ ان کو بھی نہ ملی۔ اور لطف تو یہ کہ کسی نے اسکو کمرے سے باہر جاتے بھی نہ دیکھا تھا۔ تھوڑی دور پر پہرے والے موجود تھے۔ "ب" نے کہا "بڑی حیرت کا مقام ہے۔ آخر یہ کہاں اور کیونکر نکل گئی"۔

بہرام نے پوچھا "کیا اس کمرے کے اوپر کوئی اور منزل بھی ہے"۔

ب۔ ہان ہے تو۔ مگر جانے کا رستہ نہین معلوم"۔

بہرام۔ (ایک اندھیری کوٹھری کی طرف دیکھکر) اسی کوٹھری مین زینہ ہوگا"۔

"ب" نے آگے بڑھ کر چاہا زینہ پر چڑھے۔ بہرام نے روک لیا۔ اور کہا "جناب سمجھ بوجھ کے چلئیے۔ ایسی بہادری نہ دکھائیے"۔

ب..... کیون ؟

بہرام۔ یہ خطرہ کا مقام ہے۔ مجھے جانے دیجئے۔ مین سمجھتا ہوں اور آپ نہین سمجھتے۔ یہ کہہ کے بہرام بہت جلد زینہ پر چڑھ گیا۔ "ب" بھی پیچھے ہولیا"۔

ابھی وہ زینہ پر ہی تھا کہ بہرام کے مُنہ سے ایک چیخ نکلی۔

ب۔ کیا ہے کیا ہے، کہتا ہوا ایک ایک سیڑھی چھوڑ کے قدم رکھتا ہوا ادھر پہونچ گیا

دیکھا کہ رادھا بائی مردے کی طرح پڑی ہے۔ ہاتھوں پر ناخن کے کھرونچوں کے نشان ہین۔ مگر کوئی زخم نہیں۔ مُنہ میں ایک رومال ٹھنسا ہوا تھا۔ بہرام نے مُنہ سے رومال نکالا۔ اور "ب" سے کہا۔ کہئے آپ تو کہتے تھے کوئی آ نہین سکتا۔ اور نہ م...... کو یقین تھا۔" دیکھئے وہ ابھی اِس لڑکی کے پاس سے گیا ہے۔ اسکے مُنہ مین رومال ٹھونس دیا تھا کہ چیخنے نہ پائے ہماری آہٹ پا کے بھاگ گیا۔ اسی وقت اگر دوڑ جائیے تو یقین ہے گرفتار ہو جائیگا۔"

ب۔ مگر وہ یہان آیا کیونکر؟ آتا تو کوئی تو دیکھتا۔"

بہرام۔ پھر وہی حماقت کی باتین کئے جاتے ہو۔ ثبوت سامنے موجود ہے اور یقین نہین آتا۔

ب۔ نہین نہین مجھے خود تعجب ہے کہ......

بہرام۔ تعجب بعد کو کیجئے گا اسوقت تو چند سپاہی اسکے تعاقب مین دوڑائیے۔ دیر اچھی نہین ہے۔ چند آدمی اُسکی تلاش مین بھیجے گئے۔ بہرام چاہتا تھا خود بھی جائے۔ اتنے مین لڑکی کے ہاتھ پاؤں کو حرکت ہوئی۔ بہرام اُسکے پاس گیا۔ سر پر ہاتھ پھیرا پہلے تو اُس نے آنکھین کھولین، پھر اُٹھ کے بیٹھ گئی۔ بہرام نے دیکھا۔ اسکے ہاتھ سے پانچ چھ اشرفیاں گر پڑیں۔ یہ سب انگریزی سکے تھے۔ بہرام فکر کرنے لگا۔ میرا خیال صحیح تھا۔ مگر اس قدر بھاری انعام کس بات کا ہے۔ فرش پر ایک کتاب پڑی دیکھی۔ بہرام نے چاہا اُٹھا لون۔ لڑکی نے دیکھتے ہی بیتاب ہو کے کتاب اُٹھائی اور سینے پر رکھ کے دونوں ہاتھوں سے دبالی۔

بہرام۔ بس یہی وہ چیز ہے کہ جس کے لئے وہ کوشش کر رہا تھا۔ اسی کی قیمت وہ اشرفیاں دی گئی تھین۔ یہ چھینا جھپٹی مین ناخنون کے نشان پڑ گئے ہین۔ دیکھنا ہے کہ اس کتاب مین کیا لکھا ہے۔ جسکے لئے دشمن اس قدر بیتاب تھا۔ اور کیا تعجب ہے کہ اسی مین اپنے مطلب کی بات نکل آئی ہو۔ "ب" سے کہا۔ آپ اپنے سپاہیون کے ذریعہ سے یہ کتاب حفاظت سے بمبئے بھجوا د

"ب" کا اشارہ پاتے ہی دو آدمیوں نے ہاتھ پکڑ لئے - ایک نے کتاب چھین لی -
رادھا بائی بہت بیقرار ہوئی مگر بس نہ چل سکا - بہرام نے تسلی دی اور یہ کہا ہم تمہین نقصان
نہین پہونچائینگے تم کیون ڈرتی ہو؟" سپاہیوں سے کہا تم ذرا اس لڑکی سے خبردار رہو
ذرا مین کتاب پر ایک نظر ڈال لوں - یہ کتاب فارسی مین تھی قلمی اور نہایت خوشخط - سرورق
پر لکھا تھا - "روزنامچہ یعقوب صاحب" - بہرام نے کتاب کھولی - ایک عجیب بات نظر آئی -
یعنی ہر دو ورقے کے درمیان ایک ورق لگا تھا اور اُسپر کہین کہین کچھ کچھ عبارت بھی لکھی ہوئی تھی
بہرام نے اُسکے شروع مین پڑھا "روزنامچہ کرشن ولی ملازم راجہ رام سنگھ"
ب - (متعجب ہو کے) بس یہی اسمین لکھا ہے"
بہرام - تو اس مین تمہین تعجب کیا ہے"
ب ...... یہ اس لڑکی کے پردادا کا نام تھا"
بہرام - بس اب معلوم ہوا یہ کتاب اسی سلسلہ مین رادھا بائی تک پہونچی - کسی اور کو
اسکی خبر نہ تھی - مگر ہمارے دشمن کو کیونکر معلوم ہو گیا - خیر - ذرا اب دیکھنا چاہیئے - اور کیا
لکھا ہے؟ معلوم ہوتا ہے ملازم بھی لائق اور فارسی دان تھا - ضرور راجہ ہو گا - پہلے غلط
مراتب کے خیال سے بادشاہ کا روزنامچہ پڑھنا چاہیئے (چند ورق اُلٹ کے) اچھا یہاں
شہنشاہ دہلی سے لڑائی کا حال لکھا ہے "ب صاحب" مین آپ کو سناتا جاتا ہوں -
بادشاہ کہتے ہین - مین سرحد پر محمد قاسم سپہ سالار کے مقابل خیمہ مین موجود تھا - کئی دن تک
جنگ ہوتی رہی - کسی طرح کی فتح یا شکست نہین ہوئی - اسی اثنا مین دارالسلطنت مین
بغاوت ہو گئی - خیر (ورق اُلٹ کے) یہاں کوئی بات نہین ہے - ایک اور ورق مین
ایک نقش بنا ہوا تھا اسے دیکھنا ضرور ہے ذرا تم لوگ اس لڑکی سے خبردار رہنا کہ یہ اس

مقام کا ذکر ہے کہ سپہ سالار کو یعقوب شاہ نے قلعہ میں محصور کر لیا تھا۔ اور دہلی سے فوج آئی تھی جس سے یعقوب شاہ کو بھاگنا پڑا۔ دو سال تک پہاڑوں میں مارا مارا پھرا۔ اور یوسف خاں شہنشاہی سردار اُسکے تعاقب میں تھا۔ آخر یعقوب شاہ نے اسی قلعہ میں پناہ لی یوسف خاں بھی یہاں پہونچا۔ لکھا ہے " جب میں بالکل مایوس ہو گیا تو میں نے اپنے جواہرات کو ایک ڈبے میں بند کر کے ایک جگہ چھپا دیا یہ کام آدھی رات کو انجام پا پایا۔ امید نہیں کہ یہ قلعہ کل تک میرے قبضہ میں رہے صبح تک شہنشاہی فوج قلعہ میں ضرور گھس آئیگی۔ میں اپنے خزانہ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں اگر میری اولاد سے کوئی اس کا پتہ لگائے تو یہ سب اُسی کا حصہ ہے۔ اور اس لئے پوشیدہ کر دیا گیا ہے۔ اگر موقع ملے اور زمانہ مہلت دے اور عنانِ حکومت پھر ہمارے ہاتھ میں آجاوے تو خیر اور اگر کوئی اور اسی کا پتہ پا جاے تو اُسے چاہیئے کہ آدھا ہماری اولاد سے جو کوئی ہو اُسکو دے اور آدھا خود لے بغیر اسکے یہ جواہرات اُس پر حرام ہیں خدا سے ڈرے اور امانت میں خیانت نہ کرے۔ ورنہ خدا کا غضب نازل ہوگا۔ اِس خزانہ کی کنجی یہ ہے ....

۱۰	۵
۳	۲

بہرام ۔ لیجئے بادشاہ کا روزنامچہ تو ختم ہو چکا (دل میں)، یہ نقش تو اسی نقش کا سا ہے بہت ہی کم فرق ہے (بآوازِ بلند) اب کرشن دلی کا روزنامچہ بھی پڑھنا چاہیئے (چند ورق اُلٹ کے) یہاں یہ لکھا ہے " ایک کمرے میں یہ پُرانی قلمی کتاب ملی ہے۔ راجہ نے اسکے مضمون سے آگاہ ہو کے جستجو شروع کی اور یہ کتاب میرے حوالے کی " پھر ایک جگہ لکھا ہے راجہ نے خزانہ ڈھونڈھ لیا۔ اب بادشاہ کے وارثوں کے جستجو میں ہے۔ (چند ورق کے بعد) پھر لکھا ہے " کوئی وارث نہ ملا " راجہ نے خزانہ اُسی جگہ چھپا دیا ہے اور اسی مقام کو ایک نیا طلسم بنا دیا ہے یعنی .... ارے ہائیں کیا پھرتی سے چھین لیگئی

سپاہیوں کو ڈانٹا۔ تم کیا اونگھ رہے تھے۔ روکا بھی نہیں۔ جاؤ جلدی اسکا پیچھا کرو۔ تم
زینہ سے جاؤ اور میں اس طرف سے آتا ہوں۔ رادھا بائی کتاب چھین کے ایک طرف
بھاگی۔ بہرام بھی پیچھے دوڑا۔ وہ ایک کمرے میں گھس گئی۔ دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ یہ لوگ
کچھ ایسے بدحواس تھے کہ یہ بھی نہیں جانتے کس کمرے میں بھاگی ہے۔ کئی کمرے دیکھ ڈالے کسی
میں نہ تھی۔ آخر ایک کمرہ توڑا گیا اسی میں ایک چور دروازہ نکلا اسے توڑ کے اندر گئے۔ دیکھا
تو اڑکی موجود ہے اور اسکے آگے آگ جل رہی ہے۔ اور کتاب اسی میں ڈال دی گئی ہے
وہ بھی جل رہی ہے۔ بہرام نے جلدی سے آگ میں ہاتھ ڈال دیا۔ کتاب نکالی مگر سوائے
راکھ کے کچھ نہ تھا۔ وو ب " بھی آگیا اور یہ کہا۔ انکو معلوم تھا کہ اِس کتاب میں کیا ہے
اور اسکا جلا دینا ضروری جانتی تھی "۔

بہرام ۔ جی نہیں اسکے دادا نے کتاب اسکو دی تھی اور یہ کہہ دیا ہوگا کہ حفاظت سے
رکھنا کسی کا ہاتھ نہ لگے ۔ اِس بیوقوف نے اسکو جلا دیا "۔

ب ۔ پھر اب کیا ہوگا ؟ "

بہرام ۔ کیوں ؟ "

ب ۔ اب ان کاغذات کا کیا پتہ لگے گا "۔

بہرام ۔ اچھا اتنا تو تم سمجھے کہ میں کچھ کام کر رہا ہوں ۔ اطمینان رکھو ناکام ہونے والا نہیں
ہوں ۔ کاغذ مل جائیں گے "۔

ب ۔ کل دوپہر تک "۔

بہرام ۔ اجی آج دوپہر سے پہلے ۔ مگر اب تو بھوک کے مارے بُرا حال ہے آپکو کاغذوں کی
پڑی ہے ۔ سارا دن ہو گیا اور ایک دفعہ کے سوا رزق پیٹ میں جانے کی نوبت نہیں آئی ۔ واہ آپ لوگ یوں ہی

مہمانوں کو رکھتے ہیں"۔
ظاہر میں تو بہرام بڑھ بڑھ کے بول رہا تھا مگر دل میں کتاب کے جل جانے سے
نا اُمیدی سی ہو گئی۔ مگر اپنے دل کا حال ظاہر نہ ہونے دیا "ب" نے اسکے کمرے میں
اسے پہونچا کے کھانا لانے کا حکم دیا۔ اور "م"..... کے حضور میں سب حال بیان کرنے گیا۔

باب (۱۰)

قسمت کی کم نصیبی سے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

کھانے سے فراغت ہوئی تو بہرام کو آرام لینے کی فکر ہوئی۔ کرسی پر ذرا لیٹ گیا۔ ایک
گھنٹہ اسی حالت میں گزرا نیند آرہی تھی کہ ایک نوکر سے چاے منگوائی۔ بہت گرم تھی۔
دو ہی چار قطرے پیئے ہونگے کہ بہرام نے پیالی ہاتھ سے رکھ کے کہا "ہائیں" یہ اسمیں تیزی
کیسی؟ "ب" صاحب سے۔ آپ لوگ "م"..... بھی چاے نوشی کرتے ہیں۔ کچھ عجب
مزہ ہے۔ بکٹھی بکٹھی اور اس کے ساتھ تلخ بھی"۔
بہرام نے غرارہ کر کے منہ صاف کیا اور پھر کرسی پر لیٹ کے سگار پینے لگا۔ "ب"
نے کہا چلو اب وقت کو ہاتھ سے نہ دو۔ مگر اس نے کچھ توجہ نہ کی۔ اسی اثنا میں م بھی کرے
میں تشریف لائے اور پوچھا۔ کہو کہاں تک کامیابی ہوئی"۔
بہرام۔ آپ کے اقبال سے تھوڑی ہی اور کسر باقی ہے"۔
م..... کیا تم کو وہ مقام مل گیا جہاں کاغذ پوشیدہ ہیں"۔

بہرام۔ حضور دو تین امر ابھی حل طلب ہیں۔ موقع پر پہونچ کے وہ بھی حل ہو جائینگے۔"

م...... تو کیا ہم سب یہیں ٹھہریں۔"

بہرام۔ جی نہیں حضور بھی قدم رنجہ فرمائیں۔ مگر ابھی بہت وقت ہے۔ اجازت ہو تو ان امور پر ذرا غور کر لوں۔"

یہ کہہ کے بہرام بیٹھ گیا "ب" کو یہ گستاخی بُری معلوم ہوئی مگر چپ ہو رہا۔

م...... "ب" کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے وہاں سے سرک گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آکے بہرام سے کہا۔ "لو بہت سوچ چکے۔ اب تیار ہو۔" مگر کوئی جواب ملا م...... نے پھر پکارا۔ کوئی آواز نہ آئی۔ آخر "ب" نے جھلا کے بہرام کا شانہ ہلایا "اُٹھو کیا سانپ سونگھ گیا؟" مگر بجائے اُٹھنے کے گر پڑا۔ ہاتھ پاؤں میں تشنج تھا تھوڑی دیر میں حرکت بالکل رک گئی۔

م...... (حیرت زدہ ہو کے) ہائیں! یہ کیا ہوا؟" مر گیا۔ (لالٹین سے صورت دیکھی) اف وہ دیکھنا تو چہرہ کیسا زرد ہے۔"

ب۔ (سینے پہ ہاتھ رکھ کے) قلب تو برابر حرکت کر رہا ہے۔ حکم ہو تو ڈاکٹر کو بلا بھیجوں۔

م...... ہاں بہت جلد۔"

ڈاکٹر نے بہرام کو دیکھا اور پلنگ پر لٹایا۔ غور سے اسکی شکل دیکھتا رہا۔ پھر یہ دریافت کیا "مریض نے کھایا کیا تھا۔

م...... تو اسکو کسی نے زہر دیدیا؟"

ڈاکٹر۔ جی نہیں زہر تو نہیں لیکن میرے خیال میں......

یہ پیالی کیسی ہے؟"

ب۔ چائے کی ہے۔"

ڈاکٹر۔ آپکی۔

ب۔ نہیں مریض نے اسی میں چائے پی تھی "

ڈاکٹر۔ (تھوڑی سی چائے زبان پر لگاکے) اِس میں کوئی مسکر شئے ضرور تھی "

م...... (بہت غصہ ہوکے) یہ کس کا کام ہے؟ اور حیرت تو یہ ہیکہ ہمارا انتظام کیسا ہے "

ب۔ مگر حضور "

م...... بس بس بیہودہ نہ بکو۔ یقین ہوگیا یہ شخص سچ کہتا تھا کہ اسی قلعہ میں کوئی غیر موجود ہے۔ اسی کی یہ کارستانی ہے "

ب۔ حضور والا اگر کوئی غیر اِس قلعہ میں داخل ہوتا تو ضرور ظاہر ہوجاتا۔ یہاں تو کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں کوئی چھپ رہے "

م...... مگر ثبوت کافی موجود ہے۔ یہ چائے نہ میں نے بنائی اور نہ تم نے "ب" جلد اُسے گرفتار کرکے لاؤ ؛ ورنہ اچھا نہ ہوگا "

حکم حاکم مرگ مفاجات "ب" بیچارہ نئی مصیبت میں گرفتار ہوا۔ سارا قلعہ چھان ڈالا کسی غیر کا نشان بھی نہ پایا۔ آخر تھک کے بے نیل مرام واپس آیا۔ بہرام رات بھر بے حس و حرکت پڑا رہا۔ صبح کو نو بجے ذرا کُلبلایا اور کچھ بولنا چاہا۔ زبان میں لکنت تھی۔ بمشکل اتنا پوچھ سکا۔ کیا بجا ہوگا؟

ب۔ ساڑھے نو "

بہرام نے چاہا اُٹھے، مگر پھر چکر سا آیا اور گر پڑا۔ تھوڑی دیر میں دس بجے۔ بہرام نے چونک کے کہا۔ مجھے لے چلو۔ قلعہ کے کھنڈر میں لے چلو۔ ڈاکٹر کی اجازت کے بعد بہرام کو ڈولی میں ڈال کے کھنڈر کی طرف لے چلے۔ راستہ میں اِس نے کہا پہلی ہی منزل پر چلنا۔ بائیں جانب کے اخیر کمرے میں" یہ کمرہ دسواں تھا۔ بہرام کرسی پر بیٹھا مگر اونگھ رہا تھا

نشہ ابھی تک نہ اُترا تھا۔ اتنے میں م ...... بھی آ گئے مگر بہرام نے بالکل نہیں دیکھا گویا خبر ہی نہ ہوئی۔ تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھولیں اور چاروں طرف نظر ڈال کے ڈاکٹر سے کہا "چائے میں کوئی منشی چیز ضرور ملی ہوئی تھی"۔

ڈاکٹر۔ ہاں"۔

بہرام۔ پھر اُس شخص کا پتہ چلا؟"

ڈاکٹر۔ نہیں"۔

بہرام غور کرنے لگا مگر نشہ کے اثر سے دماغ کام نہ دیتا تھا"۔

م ...... کو شک ہوا کہ بہرام نے شاید بہانہ کیا ہے "ب" کو حکم دیا موٹر منگاؤ"۔

ب۔ اے حضور ابھی تو بارہ ....

م ...... دیر کرنے سے کیا حاصل۔ یہ بہانے کر رہا ہے موقع پا کے کہیں نکل نہ جائے"۔

"ب" نے باہر جا کے ایک نوکر کو موٹر لانے کا حکم دیا اور فوراً پلٹ آیا"۔

م ...... نے پوچھا۔ "ب" .... اِس کمرے کا نام گوہر ہے؟"

ب۔ حضور یہی نام ہے"۔

م ...... غور سے دیکھو باہر دروازہ پر یہ نقط کندہ ہے۔ اور اندر دروازے کے قریب دیوار پر یہ لکھا ہوا ہے"۔

(دروازے کی طرف اشارہ کر کے دکھایا)

ب۔ جی ہاں مگر یہ نہ سمجھ میں آیا کہ اِن دونوں میں کیا تعلق ہے؟ اتنے میں بہرام نے آنکھیں کھول کے پوچھا۔ "بارہ بجنے میں کتنی دیر ہے؟"

ب۔ چالیس منٹ"۔

بہرام - خیر ابھی تو کافی وقت ہے ۔ مگر کیا کہوں آنکھ تو کھلتی نہیں - دماغ بے قابو
ہے - خیالات کا سلسلہ نہیں جمنے پاتا - افوہ (آہستہ آہستہ) دس پھر بچاپس نہیں پچاس
نہیں صرف پانچ - ہاں اسی طرح دو اور تین مگر اس میں کوئی خاص بات ہے - اور پھر جلدی
طلسم کی صورت ساڑھے گیارہ ہو گئے - پونے بارہ - م ...... برابر گھڑی دیکھے جاتے ہیں
ہیں - لو اب صرف پانچ منٹ رہ گئے"
م ...... ب - اب صرف پانچ منٹ ہیں - موٹر حاضر ہے"
ب - حضور حاضر ہے"
آخر ایک منٹ رہ گیا - اب سکنڈ گنے جانے لگے - بہرام اُسی طرح آنکھیں بند کئے
خمار میں بیٹھا تھا - م ...... نے "ب" کو اشارہ کیا - "ب" بہرام کے قریب گیا -
شانے پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ گھڑیال نے بارہ بجانا شروع کئے - جیسے ہی دسویں ضرب پڑی
بہرام نے آنکھیں کھول دیں - بڑی بے تکلفی سے بہت اطمینان کے ساتھ "سردار صاحب یہ
گھڑی جو سامنے ہے اسکا لنگر تو ہلا دو - اور سوئی کو دس پر لگا دو"
"ب" کو یہ گستاخی بُری معلوم ہوئی مگر م ...... نے کہا جو کہے وہ کرتے جاؤ
چھوٹے کو گھر تک پہونچانا ہے"
"ب" نے لنگر کو حرکت دی - گھڑی چلنے لگی گویا کوک بھری ہوئی تھی بہرام سنبھل
کے بیٹھ گیا - "ہاں اب ذرا سوئیوں کو دس سے کسی قدر پہلے لگا دو" یہ کہکے بہرام خود
گھڑی کے پاس جا کھڑا ہوا اور اُسے دیکھنے لگا - دو منٹ تک گھڑی نہ چلی - ہر شخص کو انتظار
تھا کہ دیکھیں کیا ہو؟ م ...... بھی شوق سے انتظار کر رہے تھے - "ب" بھی آنکھیں
پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہا تھا - گھڑی نے دس بجائے اور کچھ بھی نہ ہوا - بہرام اپنی جگہ پر آ گیا -

"اب میں سمجھا یہ بات ہے (کرسی پر بیٹھ کے)" "ب" صاحب ذرا اور تکلیف کیجئے۔ سوئیوں کو پھر دس سے تین چار منٹ پہلے لگا دیجئے...... پیچھے کی طرف نہیں آگے کی طرف۔ ع ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی "کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست" سیدھی راہ چلنا چاہیئے نہیں تو کسی دن زور سے گر پڑیگا" بہرام کا یہ قول یاد رکھئے"

"ب" کو بہرام کے ان فقروں پر غصہ آ رہا تھا۔ مگر اس وقت بہرام کی بات بنی ہوئی تھی۔ اچھی طرح جھنجھوڑیاں دے رہا تھا سوئیاں گھومیں اور پونے دس پر آ گئیں۔ بہرام نے کہا "ب" صاحب سنیے اور ذرا غور بھی کیجئے۔ دو اور تین اور پانچ کے ہندسوں کے آگے صفر لگا ہوا ہے جس سے دہائیاں ہو گئیں۔ ذرا غور سے دیکھئے تو یہ نقطے لوہے کے معلوم ہوتے ہیں ذرا انہیں اندر کی طرف دبا تو دیجئے تو یہ ہندسے اپنی حقیقی صورت پر آ جائیں"

ب۔ (دو کے ہندسے کا صفر دبا کے) یہ تو نہیں دبتا"

بہرام۔ نہیں دبتا؟ اچھا ذرا پانچ کا صفر تو دبائیے۔ دبا؟ ہاں دبا تو۔ اب دو کا نقطہ۔ ہاں۔ دبا۔ اب تو وہ بھی دب گیا۔ مار لیا۔ اب تین کا نقطہ بھی دبا دیجئے۔ یہ...... بس اب قدرتِ خدا کا تماشہ دیکھئے"

"ب" اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اتنے میں منٹ کی سوئی بارہ پر پہونچ گئی۔ بہرام جیسا امید و بیم کے دوراہے پر بیٹھا تھا۔ گھڑی نے دس بجانا شروع کئے۔ دسویں آواز پر گھڑی میں ایسی گھڑگھڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی کہ گویا کمانی ڈھیلی ہو گئی۔ یکایک لنگر تھم گیا۔ گھڑی بند ہو گئی۔ گھڑی کے روکار پر ایک کالے سانپ کی تصویر بنی تھی۔ گھڑی کے رکتے ہی وہ تصویر جدا ہو کے زمین پر آ رہی۔ اسکی جگہ پر دیوار میں ایک سوراخ نظر آیا۔ بہرام نے آگے بڑھ کے دیکھا اس میں ایک چاندی کا ڈبہ رکھا ہوا تھا۔ بہرام نے اسے نکال کے نہایت ادب سے

م ...... کے سامنے پیش کیا۔ اور کہا "حضور خود دست مبارک سے اِسے کھولیں۔ دیکھیئے اس میں کیا ہے؟" م ...... نے ڈرتے ڈرتے ڈبہ کھولا تو خالی پایا۔ بہرام کی صورت دیکھنے لگے۔ بہرام کے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگیں مگر سنبھلا۔ جیب سے رومال نکال کے ماتھے کا پسینہ پونچھا۔ پھر ڈبہ کو اُلٹ پُلٹ کے ہر طرف سے دیکھا کہ شاید پیندا یا ڈھکنا دوہرا ہو۔ مگر اسمیں بھی ناکامی ہوئی۔ بہرام مایوس ہو گیا۔ اسکے غم و غصہ کی قدر کس کو ہو سکتی ہے اسقدر خون دل پیا اور انجام میں خالی ہاتھ مل کے رہ گیا م ...... نے پوچھا یہ کسکا کام تھا"

بہرام۔ اُسی موذی بدانجام کا"

م ...... بڑا تعجب ہے اسکو اتنی جرأت کیونکر ہوئی اور کس وقت موقع پا کے اپنا کام کر گیا"

بہرام۔ کل رات کو۔ اب حضور نے دیکھ لیا مجھے اس طرح قید رکھنے کا یہ نتیجہ ہوا۔ اگر میں آزاد ہوتا تو حریف سے پہلے یہاں پہونچتا۔ رادھا بائی سے روزنامچہ لیکے دیکھ لیا ہوتا تو یہ انجام کاہے کو ہوتا؟"

م ...... کیا تم سمجھتے ہو کہ اس نے اسی کتاب کے ذریعہ سے اس راز کو دریافت کر لیا"

بہرام۔ بیشک مجھ سے پہلے وہ کتاب اسے ملگئی اور کسی مقام پر ہمارے حال کو دیکھا گیا۔ موقع پا کے رات کو کوئی ایسی چیز مجھے پلوا دی کہ میں ہوش میں نہ رہا۔ بس اس قدر مہلت اسکے لئے کافی تھی۔ مطلب نکال لے گیا"

م ...... حیرت ہے۔ میرا گارد جگہ جگہ مقرر تھا۔ شب کو اُسکی تلاش بھی جاری تھی۔ اتنے سپاہیوں اور نگہبانوں کی آنکھ میں خاک جھونک دی"

بہرام۔ ادھر تو سپاہی کھنڈر میں خاک چھانتے پھرتے تھے۔ ادھر وہ بدکار اطمینان سے اس کمرے میں اپنا کام کر رہا تھا"

م ...... (کچھ سوچ کے) مگر گھڑی کی آواز تو کسی کو سنائی دیتی"

بہرام - واہ ! آواز کو دبا دینا کیا مشکل - دیکھئے جس تار پر موگری گر کے آواز پیدا کرتی ہے
اسکو ایک طرف ہٹا دیجئے تو نہ دستہ کسی چیز پر گریگا نہ آواز ہوگی - اور یہ عمل کر کے
م...... کو دکھا دیا - اور کہا دیکھا آپ نے ؟ "
م...... اچھا یہ تو سب سچ ہے - مگر یہ تو عقل میں نہیں آتا کہ اتنے آدمیوں کی نظروں سے کیونکر چھپ سکا ؟
بہرام - اسمیں تعجب کی کون سی بات ہے - اِس نے دو ایک کو کچھ دے کے ملا لیا "
ب - واہ کبھی ایسا ہو سکتا ہے "
بہرام - سب کچھ ہو سکتا ہے - روپیہ عجب چیز ہے - اگر ضرورت ہوتی تو آپکو بھی کچھ نذر دکھاتا -
دو ب " بگڑ کے اِسکا جواب نہ دینے پایا تھا کہ م...... نے ایک افسر کو حکم دیا
کہ گاڑی تیار رہے ہم سوار ہونگے - پھر پلٹ کے غور سے بہرام کی صورت دیکھی اور دو ب " کو
الگ بلا کے کہا - تم بھی دہلی جاؤ "
ب - مگر حضور کچھ لوگ اور حفاظت کے لئے ساتھ ہونا چاہئے یہ شخص بہت چالاک ہے -
" یہ سن کے بہرام کے کان کھڑے ہوئے "
م...... اچھا تو دس آدمی اور لے لو - مگر آج ہی رات کو اسے دہلی لے جاؤ "
بہرام - (آگے بڑھ کے) حضور والا - ذرا سمجھ بوجھ کے حکم دیجئے اب تک مجھے
قید رکھ کے آپ نے نتیجہ دیکھا - پھر قید خانہ بھیج کے آپ ہی پشیمان ہونگے "
م...... کیوں ؟ "
بہرام - کیا آپ ان کاغذات کو بھول گئے - یا اُن کی ضرورت نہ رہی "
م...... ابھی تک ہمارے سر میں ان کا سودا ہے "
بہرام - میں ایسا شخص نہیں ہوں جو ایک ناکامی سے مایوس ہو کے ہری بول دوں

میں نے اسی کام کے انجام دینے کا ارادہ کیا ہے، جبتک کامیابی نہو ہاتھ نہ اُٹھاؤنگا۔
ع یا دل رسد بجاناں یا جاں زتن برآید۔ کیا آپ اس کوشش سے دست بردار ہوتے ہیں؟
م ...... میں پولیس کو اس کام پر متعین کرونگا۔"
بہرام (ہنس کے) جی پولیس سے تو کچھ بھی نہ ہوگا۔ بڑی بڑی سرکاروں کے ہاتھ کا کھلونا ہے۔ پھر میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں کہ پولیس سے کچھ نہ ہوگا۔ اگر کچھ کرسکتا ہے تو یہی آپ کا خانہ زاد۔ بہرام قید سے نہیں ڈرتا۔ اس سے نکل آنا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ مگر وقت بہت ضایع ہوچکا ہے۔"
م ...... مگر ابھی تو تم کو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ یہ شخص ہے کون؟"
بہرام ۔ حضور میں قیدخانہ میں کیا کرسکتا تھا؟ آزاد ہوتا تو اب تک میرے ہاتھ سے بچ کے نکل جاتا؟ اچھا میرا اسکا تو مقابلہ ہے۔ میں مانے لیتا ہوں کہ مجھے ایک بار ناکامی ہوئی مگر ابھی جنگ کا خاتمہ نہیں ہوا ہے۔"
م ...... کو بہرام کا یہ استقلال دیکھ کے کسی قدر اطمینان ہوا پھر کچھ سوچ کے کہنے لگا بھلا یہ تو بتاؤ تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ وہ خط کل رات کو نکالے گئے ہیں۔"
بہرام ۔ حضور دیکھیے اس ڈھکنے کی پشت پر کل کی تاریخ اور وقت درج ہے۔"
یہ کہ کے بہرام نے وہ سانپ کی تصویر م...... کے ہاتھ میں دیدی۔
م ...... اور میں نے ابتک اس پر کچھ غور نہیں کیا۔"
بہرام یہ وہی کمرہ ہے جسمیں یعقوب شاہ نے قیام کیا تھا۔ میں نے غور کیا تو یہ بات سمجھ میں آئی کہ جس کمرے میں بادشاہ آرام کرتے تھے اُسی میں وہ مقام ہوگا جہاں کاغذ پوشیدہ ہیں۔"
م ...... مگر تمہیں یہ کیونکر معلوم ہوا کہ یعقوب شاہ کا کمرہ یہی تھا۔"

بہرام ۔ اول تو اس پر "ی" لکھی ہوئی ہے ۔ یہ یعقوب شاہ کے ہاتھ کی لکھی ہے دوسرے یہ کہ دسواں کمرہ ہے "ی" کے دس ہوتے ہیں ۔ مجھے جو نقش ملا تھا اُسکے دس کے ہندسہ پر "قوب" لکھا ہوا تھا جو حقیقت میں یعقوب کی طرف اشارہ تھا اِس سے میں سمجھ گیا کہ دسویں کمرہ میں یعقوب شاہ کا قیام تھا اور اسی کمرے میں شاہ کھویا ہوا لعل بھی ہے جس کی ہمیں ضرورت ہے ۔ تیسرا سبب لطف سے خالی نہیں ۔ ع قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری ۔ اس کمرے کا نام گوہر ہے ۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب شاہ ہمیں رونق افروز ہوے ہونگے میں نے اور سریش چندر نے یہی دھوکا کھایا کہ ہم دونوں "قوب" کو یاقوت سمجھا کیئے ۔

م .... سچ کہتے ہو اچھا اِس گھڑی کو کیونکر بھانپ لیا ۔

بہرام ۔ اِسی پہ غور کرنے میں تو اتنا وقت صرف ہوا ۔ ادھر تو مشکل مسئلہ ۔ دوسری میں گھر گیا ۔ خیالات منتشر ہو گئے ۔ رادھا بائی کی کتاب سے اتنا معلوم ہوا تھا کہ راجہ رام سنگھ نے اِس بے بہا خزانے کے مقام کو ایک طلسم کی حفاظت میں دیا تھا اور خزانہ کا طلسم سا تب ہوتا ہے جو اِس گھڑی پر موجود تھا ۔ اب آپ خود بھی سمجھ لیں کہ میرا قیاس کہاں تک ٹھیک ہے ۔ خیر اِس کمرے میں آ کے اِس گھڑی کو دیکھا تو ایک نئی بات یہ تھی کہ گھڑی کے ہندسے انگریزی میں نہ تھے بلکہ اُردو میں لکھے ہوئے تھے ۔ پھر نقش پہ جو خیال کیا تو دیکھا یعقوب شاہ کے روزنامچہ میں جو نقش لکھا تھا اُس میں اور راجہ مہاراج سنگھ کے نقش میں یہ فرق تھا کہ راجہ کے نقش میں بجاے دو تین و پانچ کے بیس تیس پچاس لکھے ہیں ۔ گھڑی کے قریب جا کے جو دیکھا ۔ تو اس میں بھی بجاے دو تین و پانچ کے بیس تیس پچاس لکھے ہوئے ہیں پھر اسی سے پتہ چلا کہ نقطے لوہے کی کیلیں ہیں ۔ میں نے "ب" سے کہا تھا کہ اُنھیں دبا کے اندر کر دیجیئے پہلے اُنہوں نے دو کی کیل دبائی گھڑی کی سوئیوں کا رُخ دیکھا تو دہنی طرف سے اُتر کے بائیں طرف کو جاتی ہے

اِس حساب سے نقش میں دیکھا تو پہلے پانچ کا ہندسہ ہے۔ پھر دو کا پھر تین کا۔ اِس لئے پانچ کی کیل کو پہلے دبانا چاہئیے پھر دو کی پھر تین کی۔ آپ نے ملاحظہ فرما لیا کہ اسی ترکیب سے کامیابی ہوئی یہ بات دل میں کھٹک رہی تھی کہ دس کو کچھ نہ کچھ خصوصیت ضرور ہے۔ اِسی لئے خیال ہوا کہ دس بجنے پر کوئی نہ کوئی بات ظاہر ہوگی اِس طلسم کی لوح اِسی گھڑی کا ڈائل تھا"

م...... غور سے بہرام کی تقریر سُنا کئے۔ دل میں اسکی ذہن کی رسائی اور جودت کی تعریف کرتے تھے۔ بہرام چپ ہوا تو م...... "ب" کی طرف مخاطب ہو کے کچھ کہنے کو تھے کہ برآمدہ میں ایک شور ہوا "ب" دوڑ کے باہر گیا۔ پلٹ کے کہنے لگا "حضور رادھا بائی اندر آنے کے لئے مچل رہی ہے اور دربان نہیں آنے دیتے۔ م...... نے اشارہ کیا "ب" جا کے رادھا بائی کو لے آیا۔ اسکی حالت دیکھ کے م...... حیران ہو گئے" رنگت زرد تمام چہرہ پر نیلے نیلے دھبے پڑے ہوے۔ ہاتھ پیروں میں رعشہ سانس اُکھڑی ہوئی" دونوں ہاتھوں سے دل کو تھام کے کچھ کہنا چاہتی تھی مگر کہا نہیں جاتا تھا"

بہرام۔ غضب ہو گیا"

م...... کیوں ؟"

بہرام۔ اِس بیچاری کو زہر دیدیا۔ غریب کی قضا بھی آگئی"

م...... (بہرام کی طرف دیکھ کے) پھر ؟"

بہرام۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا (رادھا بائی کے قریب جا کے) کچھ کہنا چاہتی ہو ؟ تم نے کچھ دیکھا ہے ؟ بولو جلدی بولو"

اِس نے پھر کچھ کہنے کی کوشش کی مگر کوئی لفظ سمجھ میں نہ آیا۔ بہرام نے پھر کہا۔ رادھا بہری کے اشارے سے کچھ بتاؤ۔ تم نے اُسے دیکھا ہے ؟ کچھ جانتی ہو۔ جب کچھ جواب ملا تو بہرام بہت

جز بز ہوا۔ پہلا نسخہ یاد آیا۔ دیوار پر دو حرف لکھے "س۔ب" اور اُنکی طرف اشارہ کیا یاد ہو؟
یہ حرف قاتل کے نام کے ہیں۔ رادھا بائی نے ان حرفوں کو دیکھ کے اشارہ کیا ہاں "ہاں"

بہرام۔ پھر تم بھی کچھ لکھو۔"

یکایک اس نے ایک چیخ ماری۔ زمین پر گر پڑی۔ ایڑیاں رگڑیں۔ ہاتھ پاؤں
ذرا پھیلے اور پھر کچھ نہ کہا۔

بہرام نے حسرت سے اسکو دیکھا اور کہا "او ظالم، خونخوار اس بے زبان بچی کو بھی نہ چھوڑا"۔

م ...... کیا مر گئی؟"

بہرام۔ حضور اِسکو زہر دیا گیا۔ آپ نے چہرے کے نیل نہیں دیکھے؟ یہ اسی کمبخت کا کام ہے
یہ اُسے پہچانتی تھی اسی سبب سے افشائے راز کا خوف ہوا اور اسکا کام تمام کر دیا"۔

م ...... "ب" بڑے افسوس کی بات ہے تم سے ابھی تک وہ گرفتار نہ ہو سکا۔ ہم
سب کو حیران کر رہا ہے خیر اب بھی تلاش کرو اور سرحدی مقامات کو تار دیدو۔ کوئی جانے نہ پائے۔
(بہرام کے قریب جا کے) بہرام تم کتنے عرصے میں ان کاغذوں کو اپنے قبضہ میں لا سکتے ہو؟

بہرام۔ ایک مہینہ۔ زیادہ سے زیادہ دو"۔

م ...... بہتر۔ جو ضرورت ہو گی "ب" مہیا کرینگے"۔

بہرام۔ مجھے حضور کسی چیز کی حاجت نہیں۔ صرف اپنی آزادی کی ضرورت ہے۔

م ...... اچھا یہ بھی سہی، آج سے تم آزاد ہو"۔

یہ کہہ کے م ...... ایک طرف چلے گئے۔ بہرام خوشی کے مارے جامہ
سے باہر تھا۔ "ب" پر پھبتیاں کس رہا تھا۔

(۱۲)
باب

کملاپتی اور بہرام

رانی کملاپتی آج بہت بے چین ہے اپنے کمرے میں اکیلی لیٹی ہوئی کروٹیں بدل رہی ہے ہمت سنگھ کے قتل کے بعد کچھ ایسے امور درپیش ہوئے کہ یہ بیچاری گور کنارے ہوگئی۔ اوّل تو شوہر کا قتل ہونا۔ پھر قاتل کی بے رحمی و سفاکی سے بہت پریشان تھی۔ پریشانی سے خفقان بڑھ گیا تھا۔ اپنی زندگی کی بھی امید نہ تھی اس لئے دنیا اور دُنیا کے لوگوں سے نفرت سی ہوگئی تھی ع۔ دُنیا ہیچ است وکارِ دنیا ہمہ ہیچ ؎
خدا جانے اِس غریب کے دل کا کیا حال تھا کہ وہ دو تین تین دن تک کمرے کی کھڑکیاں اور دروازے تک نہ کھولتی تھی۔ جن لوگوں کو اس سے محبت تھی وہ سب اسکی حالتِ زار پر افسوس کرتے تھے۔ ہائے یہ دن اور یہ سن ابھی عمر ہی کیا تھی۔ صرف بائیس برس ۔ اِس پر غم و الم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ رانی اپنے خیالات میں غرق تھی اتنے میں ایک ملازم نے دروازہ کھولا اور اندر آکے ایک کارڈ پیش کیا۔

رانی۔ (کارڈ کو پڑھ کے) کون جسونت سنگھ؟ میں تو انہیں نہیں جانتی۔

ملازم۔ حضور وہ کہہ رہے ہیں کہ رانی صاحبہ نے مجھے خود بُلایا ہے۔

رانی۔ (کچھ سوچ کے) مجھے تو یاد نہیں آتا ایسا ہی ہوگا۔ اچھا لے آؤ۔

ملازم یہ حکم پاکے باہر گیا اور ایک نوجوان کو کمرے میں پہونچا کے پچھلے پاؤں پلٹ گیا

رانی - آپ ہی کا نام جسونت سنگھ ہے؟"

نو وارد - جی ہاں "

رانی - مگر مجھ سے اور آپ سے تو شاید یہ پہلی ہی مرتبہ سامنا ہوا ہے "

نو وارد - جی نہیں - آپ مجھے خوب جانتی ہیں - آپ ہی نے تو ضعیفہ یعنی رتن بائی کی دادی کے ذریعہ سے مجھے خط بھیج کے بلایا تھا "

رانی (متحیر ہو کے) اوئی تو کیا آپ .... ؟"

نو وارد - (مسکرا کے) جی ہاں میں .... بس سمجھ جائیے؟"

رانی - اے ہے تو کیا آپ وہی ہیں؟"

نو وارد - واہ رانی صاحبہ - آپ نے مہراب جنگ کو نہیں پہچانا؟

رانی - بالکل نہیں .... کوئی بات ملتی ہی نہیں - پہچانے کوئی کیونکر - رنگ نقشہ آنکھیں - انتہا ہو گئی کہ جو حلیہ آپ کا قید کے زمانہ میں اخباروں میں دیکھا تھا وہ بھی اور ہے "

بہرام - اور لطف یہ ہے کہ وہ حلیہ بھی اصلی نہ تھا - خیر جو کچھ ہو، میں وہی مہراب جنگ ہوں، اور امید ہے کہ آپ مجھے اسی نگاہ سے دیکھیں گی "

رانی - ضرور، اسکے کہنے کی کیا ضرورت ہے؟"

تھوڑی دیر تک دونوں خاموش رہے - پھر بہرام نے سلسلہ چھیڑا - رانی صاحبہ فرمائیے آپ نے حقیر کو کس لئے یاد فرمایا ہے؟"

رانی - رتن بائی نے آپ سے نہیں کہا؟"

بہرام - رتن بائی سے میں ابھی نہ مل سکا - البتہ بڑی بی سے اتنا معلوم ہوا کہ آپکو مجھ سے کچھ کام ہے "

رانی - جی ہاں اسی لئے تو تکلیف دی "

بہرام - پھر ارشاد ہو - میں آپکی خدمت کے لئے بسر و چشم حاضر ہوں "

رانی (ذرا تامل کے بعد) مجھے یہاں ڈر لگتا ہے "

بہرام - کیوں کیوں ؟ "

رانی - کیا کہوں - ہر شے سے خوف آتا ہے کسی شخص کا تو کیا ذکر، خود اپنے سائے سے جھجکتی ہوں - صدمے اُٹھانے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے - اے ناصح ناداں ع

" اب درد کلیجے میں چھپایا نہیں جاتا "

رانی نے ایسی بے کسی سے اپنی حالت بیاں کی کہ بہرام کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو ٹپک پڑے - بہرام کو پہلے رانی کملاپتی کی طرف ایک خاص توجہ تھی آج جو اس نے خود اسکی پناہ چاہی تو بہرام کے دل میں ایک جوش پیدا ہو گیا -

رانی - (تھوڑی دیر ٹھہر کے) میں یہاں بالکل اکیلی ہوں - نوکر بھی نئے ہیں - انکا کیا بھروسہ - اور مجھ کو بے کس اور اکیلا دیکھ کر دشمن نرغہ کئے ہوئے ہیں - لوگ میری فکر میں لگے رہتے ہیں "

بہرام - مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ آپ کے دشمن کیوں ہیں ؟ اچھا آپ نے بھی کسی کو دیکھا ہے یا خدانخواستہ کوئی واقعہ گزرا "

رانی - واقعہ تو کوئی نہیں گزرا - البتہ یہ دیکھا کہ دو آدمی کئی بار مکان کے آگے سے گزرے اور ادھر غور سے دیکھتے رہے "

بہرام - اُن کی صورت آپکو یاد ہے "

رانی - ایک کو میں نے اچھی طرح دیکھا تھا - قد نہ بہت لمبا تھا نہ ٹھنگنا سڈول - لباس سے کسی ہوٹل کا خانساماں معلوم ہوتا تھا - میں نے اُسکے پیچھے آدمی بھیجا تو معلوم

ہوا کہ ہوٹل میں گیا ہے - پھر دو تین راتیں گزریں میں نے کھڑکی سے جھانک کے دیکھا - کسی کا سایہ باغ میں دکھائی دیتا تھا"

بہرام - (تھوڑی دیر سوچ کر) اچھا آپ کی اجازت ہو تو میں اپنے دو جوان آپ کی حفاظت کے لئے مقرر کردوں"

رانی کو تردد ہوا - بہرام نے کہا اس میں حرج ہی کیا ہے - معتبر آدمی ہیں - کوٹھے پر رہیں گے - مجھے کبھی کبھی خیر و عافیت سے بھی خبر دیتے رہیں گے - میرا یہاں کم آنا آپ کے لئے مناسب ہے ورنہ جی تو چاہتا ہے کہ اکثر حاضر ہوا کروں - بہرام کا جی نہیں چاہتا تھا کہ وہاں سے اُٹھ کے آئے - دیر تک بیٹھنے کے بہانے ڈھونڈھتا تھا

دلِ ناداں سے کیا فریب کروں — اُسکے پہلو سے اُٹھ کے آنا ہے

زیادہ ٹھہرنا بھی مناسب نہ تھا آخر رخصت ہو کے محل سے نکلا ....

ہوٹل کی طرف جا رہا تھا - راہ میں ایک نوجوان کو دیکھا کہ جلد جلد قدم بڑھائے ایک طرف جا رہا تھا - بہرام نے اس بے تکلفی سے اسکے شانے پر ہاتھ رکھدیا کہ جیسے مدتوں کی ملاقات ہے اِس نے پلٹ کر بہرام کی صورت دیکھی اور کہا وہ جناب معاف کیجئے گا میں تو آپ کو نہیں پہچانتا"

بہرام - واہ یار اتنی جلدی بھول گئے - اچھا اے ہنسراج ذرا یاد تو کرو وہ ہوٹل والا معاملہ یاد نہیں آتا"

ہنسراج - (حیرت سے) ہائیں کون کون ؟ اچھا آپ ہیں ؟

بہرام - جی میں وہی راجہ مہراب جنگ یا بہرام ہوں - خیر پہچانا تو - کیا تم سمجھتے تھے کہ میں اب تک قید ہی میں ہوں - بھائی مجھ سے آدمی کے لئے تھوڑا سا آرام کافی ہے"

اب پھر اپنے کام میں مصروف ہوگیا (ہنسراج کی پیٹھ ٹھونک کے) ڈرو نہیں دل مضبوط رکھو۔ چند ہی روز میں وہ دن آنے والا ہے کہ تم اطمینان سے شعر گوئی کرتے ہوگے۔ ارے بھئی ایک مثنوی میری شان میں بھی لکھ دینا مضمون سوچ لو۔ شاعری کا مزہ کیا جب تک دولت اور اطمینان نہ ہو۔ ایسی حالت میں شعر خوب نکلتے ہیں۔ اچھا آج تک میں نے تم سے کوئی کام نہ لیا تھا۔ اب ذرا کام کا وقت آگیا۔ تم کو اپنی جرأت و ہمت کا ثبوت دینا ہوگا۔ ذرا دل کڑا کر لو۔ ذرا سا مرحلہ جھیل جاؤ پھر فراغت ہی فراغت ہے۔

"بہرام یہ کہکے ہنسراج کو حیرت میں ڈال کے ہنستا ہوا آگے بڑھا۔ تھوڑی دور پر ہوٹل تھا جسکا پتہ رانی کملا پتی نے دیا تھا۔ اُس ہوٹل کے مالک سے ملا۔ دیر تک باتیں کیں۔ پھر کرایہ کے موٹر پر سوار ہوکے شاہی ہوٹل پہونچا۔ اِس ہوٹل میں اسکا قیام تھا۔ اور جسونت سنگھ کے نام سے مشہور تھا۔ یہاں ننھے اور منے اسکی راہ دیکھ رہے تھے۔ ننھے (بہرام کی تعریف کرتا ہے) مگر اُستاد واللہ آپ نے بھی حد کر دی۔ کوتوالی کی کچہری کھلی ہوئی۔ آپ نے کوتوال اور محرر کو ایک ہی ہاتھ میں گھونسہ مار کے بیہوش کر دیا۔ اور گنیش سے پورا حال پوچھ لیا۔ پھر قید سے ایسے نکل گئے جیسے صابن سے تار یا پھول سے خوشبو۔"

بہرام (ہنس کے) واہ ننھے تم خوب باتیں بنانے لگے (ایک سگار دے کے) لو پیوگے؟

ننھے۔ جی نہیں۔ اِس وقت تو جی نہیں چاہتا۔"

بہرام۔ ارے میاں یہ سگار پی لو۔ بڑے شخص کا دیا ہوا ہے اور ہے بھی تحفہ۔ تم جانتے ہو کہ میں ایسے ویسوں سے نہیں ملتا۔"

منے۔ بھلا اُستاد ہم بھی تو سنیں وہ کون ہیں۔

بہرام۔ کیا تم م...... کو نہیں جانتے؟ تم کو تو حیرت ہوگئی۔ اچھا کبھی فرصت سے

سُن لینا۔ بڑی ہے داستاں میری۔ مگر اس وقت یہاں کی رپورٹ تو پیش کرو۔ بہت دن سے میں نے اخبار بھی نہیں دیکھا۔ میرے غائب ہو جانے کے بعد لوگ کیا کہتے رہے۔ اور پولیس نے کیا واقعہ بیان کیا"۔

منے۔ پولیس نے کہا کہ ہم بہرام کو ایک مقام پر تفتیش کے لئے اپنے ساتھ لے گئے تھے وہاں سے ایک کمرہ میں گیا اُس میں چور دروازہ تھا جس کا ہم کو علم نہ تھا وہیں سے نکل کے غائب ہو گیا۔ مگر اخباروں نے تو اسکو سُنا نہیں بلکہ تردید کی۔ اہل شہر کا حال آپ جانتے ہی ہیں۔ پولیس پر خوب خوب آوازے کسے گئے۔ مُنھ دکھانا مشکل تھا"۔

بہرام۔ اور مکرجی پر کیا بنی؟ کیا انجام ہوا؟"

ننھنے۔ جو فریبیوں کا انجام ہوتا ہے"۔

بہرام۔ اچھا سب کچھ تو ہوا۔ یہ کہو قاتل کا پتہ چلا۔ اور جیسیر سنگھ عرف ارجن سنگھ کون شخص ہے"۔

منے۔ نہیں ہنوز روز اول ہے۔ واللہ اعلم کون ہے"۔

بہرام۔ لاحول ولا قوۃ۔ پولیس میں بھی کیسے کیسے احمق بھرے ہوئے ہیں مفت خور ہزاروں روپے سرکار سے پاتے ہیں اور کام کے وقت بہانے بتاتے ہیں۔ اچھا ننھنے ایک خط تو لکھو وہ انیس ہند کے نام لکھنا ہے"۔

دو ننھنے نے ذرا تامل کیا"۔

بہرام۔ کیا کودوں دے کے پڑھے ہو۔ اخبار کو ایک معمولی خط نہیں لکھ سکتے؟

ننھنے۔ تو کیا مجھے علم غیب ہے آپ کا مطلب کیا ہے؟ کیا لکھوں؟ بریسول محرری کی۔ خط بھی لکھنا نہیں آتا"۔

بہرام - پولیس کے محرروں کو تو میں خوب جانتا ہوں جیسے ہوتے ہیں اور پڑھتے بھی خوب ہیں - خوگیر کہنہ لکھا تھا - جو گرگھنٹہ پڑھتے تھے - کہیں ۱۱ اکتوبر لکھا تھا ایک صاحب ناظر سے پوچھتے ہیں وہ ۱۱ اکتوبر کہاں گئے قرقی میں آئے ہیں اور سنیئے ایک عورت کا حلیہ لکھوایا جاتا ہے - ہلاس کی جورو جوان سانولا رنگ سبزہ آغاز ہے - اور سنیئے گا محرروں کے حالات ؟ مگر اس وقت فرصت نہیں ہے -

اچھا تو میں لکھواتا جاتا ہوں تم لکھو"

جناب اڈیٹر صاحب - تسلیم -

آپ کے ناظرین میری نسبت نہیں معلوم کیا کیا خیال کرتے ہونگے - ضرور ہے کہ اُن کو اب تک انتظار ہو - واقعہ یہ ہے کہ سرکاری گیسٹس ہاؤس (مہمان خانہ) سے رخصت ہوئے میں کچھ ایسے مخمصے میں پڑ گیا تھا کہ دم لینے کی فرصت نہ تھی - آزاد ہو کے اس راز کو معلوم کر لینا چنداں مشکل تھا جسکے افشا کا میں نے اعلان کیا تھا - خیر " دیر آید درست آید " - اب میری تحقیق کامل ہوگئی ہے - کچھ امور مانع ہیں اس لئے ہنوز بھید کو کھول نہیں سکتا - اہل دہلی کو پولیس کی ابتری اور غفلت پر افسوس ہوگا - اور یہ بجا بھی ہے - ابھی تک ہمت سنگھ اور جبیر سنگھ وغیرہ کا مقدمہ پیش نہ کر سکے - اور سنیئے گنیش کا قتل ان سب پر طرہ ہوا - پھر بھی خیال نہ ہوا کہ اب بالادست حکام کو حیدر خاں کی قدر ہوتی ہوگی - ناظرین بددل نہ ہوں - مگر جی کو یکطرف کر کے کل کام اپنے ہاتھ میں

لیتا ہوں - خدا چاہے تو جلد کامیابی ہو-

خادم دیرینہ بہرام مہتمم پولیس

شام کا وقت تھا- مطلع گرد و غبار اور ابر سے صاف تھا- بہرام ٹہلتا ہوا ہوٹل کی طرف روانہ ہوا نھنے ساتھ تھا- ہوٹل کے احاطہ میں ایک تنہا مقام پر سب سے الگ بیٹھ گیا- ایک ملازم ہوٹل کی وردی پہنے ہوئے کتاب لے کے کھانے کا آرڈر لکھوانے آیا- بہرام نے بعض انگریزی اور بعض ہندوستانی کھانوں کی فرمایش لکھدی دن ہوٹل کے ہر چہار طرف دورہ کرنے میں گذر گیا- آٹھ بجے کے بعد کھانے سے فراغت ہوئی- پان اور سگریٹ آیا- اِس وقت بھی وہی خانساماں تھا جو دن کو کتاب لے کے گیا تھا- چند قسم کے سگریٹ لایا تھا- بہرام نے ایک ڈبیہ پسند کی- ایک سگریٹ نکال کے مُنہ میں دبائی اور دوسری نھنے کو دی- ملازم دیا سلائی کھینچ کے سگریٹ سلگانے قریب آیا- بہرام نے فوراً کلائی پکڑ لی اور کہا "چُپ رہنا آواز نکلے میں خوب پہچانتا ہوں - تم ارجن سنگھ کے نوکر ہو"

وہ چاہتا تھا کہ جھٹکا دے کے ہاتھ چھڑائے- مگر بہرام نے چُٹکی کا کَن دے کے ہاتھ مروڑا- بے بس ہو گیا- مُنہ پر ہوائیاں اُڑنے لگیں زرد ہو گیا گرتا ہاتھ ڈھیلا کر دیا "گھبرایا ہوا بہرام کو دیکھ رہا تھا"

بہرام - جو بات پوچھوں اُسکا جواب دو- فریب سے کام نہیں چلیگا- سچ سچ کہنا تم ارجن سنگھ کے پاس تھے یا نہیں - اِن دنوں میں تم اُسکو خوب لوٹ رہے تھے - اب وہی چین سے کھا رہے ہو- خیریت اسی میں ہے کہ میری باتوں کا صحیح جواب دیتے جاؤ - ورنہ تم جانو

خانساماں (بالکل رعب میں آگیا) میں سچ ہی سچ کہدوں گا- اگر یہ تو کہیئے کہ آپ کون ہیں؟

بہرام۔ خوب تم اور بھول گئے۔ انند بھون کی دعوت یاد کرو وہ گلاب جامنوں میں موت کا مزہ تھا۔ یہ تمہاری ہی تو کارستانی تھی۔"

خانساماں۔ (ذرا چونک کے) راجہ بہراب جنگ بہادر!"

بہرام۔ اب پہچانا۔ اچھا یہ بھی جانتے ہو کہ میرا تعلق خفیہ پولیس سے ہے۔"

خانساماں۔ میں نے تو عرض کردیا کہ حضور سے کوئی بات نہ چھپاؤں گا۔"

بہرام۔ (جیب سے پچاس روپیہ کے دس نوٹ نکال کے سامنے رکھا دیئے) ہر جواب کا معاوضہ ایک نوٹ مگر ہاں جواب صحیح ہو۔ کہو منظور ہے؟"

خانساماں۔ سر آنکھوں پر۔"

بہرام۔ پہلے یہ بتاؤ کہ ارجن سنگھ کے ساتھ تمہارے جوڑی دار کے آدمی تھے۔"

خانساماں۔ سات۔"

بہرام۔ بس؟"

خانساماں۔ جی ہاں۔ مگر اندر بھون میں جو مزدور سرنگ کھودنے کے لیے لگائے گئے تھے اُن کا شمار نہیں ہے۔"

بہرام۔ اور سرنگ کو کہاں تک لے گئے تھے؟"

خانساماں۔ دو شاخیں تھیں۔ ایک سرا رانی کملا پتی کے محل "عشرت منزل" میں جا کے نکلا تھا۔ دوسرا دریا کے قریب ختم ہوا تھا۔"

بہرام۔ (سر ہلا کے) اور اسکا مطلب کیا تھا؟"

خانساماں۔ یہ سب انتظام رانی کے لیجانے کے لئے کیا گیا تھا۔"

بہرام۔ اور اس سازش میں چمپا اور چندن بھی ملی ہوئی تھیں؟"

خانساماں۔ جی ہاں "۔

بہرام۔ اب وہ کہاں ہیں ؟ "

خانساماں۔ نہیں معلوم کہاں گئیں "۔

بہرام۔ اور تمہارے ساتوں جوڑی دار ؟ "

خانساماں۔ میں نے تو اُن کا ساتھ چھوڑ دیا۔ وہ ابھی تک وہیں ہیں "۔

بہرام۔ رہتے کہاں ہیں ؟ "

خانساماں نے جواب میں تامل کیا۔ بہرام نے پانسو روپیہ کا نوٹ دکھایا تمہاری جھجک بے جا نہ تھی مگر اب کوئی نتیجہ نہیں "۔

خانساماں۔ چپلی قبر۔ پُرانا ہاتہ (احاطہ)

بہرام۔ شاباش۔ اچھا یہ بھی بتاؤ کہ ارجن سنگھ کا ٹھیک نام کیا ہے "۔

خانساماں۔ جیبیر سنگھ "۔

بہرام۔ نہ۔ یہ بھی جعلی تھا "۔

خانساماں۔ جمسٹ جی۔ (جمشید جی) "۔

بہرام۔ وہ پارسی کب تھا۔ یہ بھی فرضی نام ہے۔ ٹھیک ٹھیک بتاؤ "۔

بہرام نے کئی قطعہ نوٹ سامنے رکھے۔ اُنکو دیکھ کے وہ کہنے لگا۔ اب تو وہ مر ہی گئے۔ اب چھپانے سے کیا فائدہ ؟ "

بہرام۔ ہاں ہاں تو پھر اب بتا کیوں نہیں دیتے ؟ "

خانساماں۔ (ذرا رُک کے) راج ولی "۔

بہرام۔ (بہت متحیر ہو کے) راج ولی نا ؟ "

خانساماں ۔ جی ہاں ۔ راج ولی"
بہرام ۔ (دل میں) اچھا تو وہ رام سنگھ کے مصاحب کا بھی تو نام اسی سے ملتا ہوا تھا ۔ کرشن ولی (خانساماں سے) اچھا راج ولی کہاں کا رہنے والا تھا"
خانساماں ۔ جموں کے علاقہ کا تھا"
بہرام ۔ تمہیں ارجن کا نام اور وطن کس طرح معلوم ہوا"
خانساماں ۔ ایک دن ایک خط اُن کا آیا تھا ۔ اُسکو میں نے پڑھ لیا تھا ۔ اگر کہیں انکو معلوم ہو جائے تو جان ہی سے مار ڈالیں"
بہرام ۔ بس ایک بات اور پوچھنا ہے ۔ راج ولی کا تو نام تھا ۔ اصل میں تم کس کے نوکر تھے ۔ اُس کا نام لو"
خانساماں ۔ (خوف سے کانپ کے) بس حضور یہ ذکر جانے دیجئے ۔
بہرام ۔ (متحیر ہو کے) کیوں وہ کون ہے جسکے ذکر سے تم اسقدر کانپتے ہو ؟"
خانساماں ۔ خدا کے لئے ان کا ذکر نہ کیجئے"
بہرام ۔ (بگڑ کے) بڑے بودے ہو ۔ یہ عورتوں کی طرح کانپے کیوں جاتے ہو ؟ بات کا جواب دو ۔ آخر کون تھا وہ ؟"
خانساماں ۔ سچ تو یہ ہے کہ نام ہم میں سے کسی کو معلوم بھی نہیں ۔ سب اُستاد اُستاد کہتے تھے"
بہرام ۔ تم نے دیکھا تھا ؟"
خانساماں ۔ دن کو تو نہیں دیکھا ۔ رات کو جھلکی سی دیکھی تھی ۔
بہرام ۔ کیسی صورت ہے ۔ کچھ تو بیان کرو ۔ یہ تو میں جانتا ہوں ۔ سیاہ پوشاک

پہنتا ہے۔

خانساماں ۔ جی ہاں سر سے پاؤں تک سیاہ ہے۔ پستہ قد۔ اکہرا بدن دُبلا پتلا نازک سا ہے۔

بہرام ۔ اور اُس پر یہ سنگدلی! بغیر جان لئے نہیں چھوڑتا۔

خانساماں ۔ (ہاتھ جوڑ کے قدموں کی طرف سر جھکا کے) اب مجھ پر رحم کیجئے ۔اِس ذکر کو چھوڑ دیجئے ۔

بہرام ۔ (کچھ سوچ کے) اچھا یہ انعام لیجاؤ۔ مگر کسی سے اِس گفتگو کا ذکر نہ کرنا ۔ ورنہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔

خانساماں ۔ کیا مجال ہیں تو خود ہی ڈرتا ہوں۔

یہ کہہ کے چلا گیا ۔ بہرام بھی ننھے کے ہمراہ ہوٹل سے نکلا ۔ راستہ میں کہا ننھے تم کستاور جاؤ اور راج دلی اور اُس کے خاندان کا پورا حال تحقیق کر کے جلد پلٹ آؤ۔ سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ پولیس کے دفتر میں راج دلی کی پیدائش کا سال خود دیکھ لو ۔ اور یہ بھی پتہ لگاؤ کہ یہ کے بہن بھائی تھے۔

ننھے ۔ بہت خوب ۔ اور پولیس کے دفتر سے چھٹی لے لوں؟

بہرام ۔ تم جاؤ میں تمہاری بیماری کی عرضی بھیج دونگا ۔ ایک ہفتہ میں اپنا کام پورا کر کے چلا آنا ۔ مجھ سے ہوٹل میں ملنا۔

باب (۱۳)

قاتل کا نام

دوسرے دن بہرام چتپلی قبر پہونچا اور بڑا نے احاطہ کو ڈھونڈھ نکالا۔ ذرا مشکل سے ملا۔ بہرام کو معلوم ہوا کہ اس احاطہ میں کئی گھر ہیں اور مختلف کاریگر ان میں رہتے ہیں۔ بہرام دیر تک ان سے باتیں کرتا رہا۔ اس درمیان میں تین آدمی دکھائی دیئے جن کے انداز میں کچھ وحشت تھی۔ آخر بہرام نے دریافت کر لیا کہ ارجن یا راج ولی کے ساتوں نوکر یہیں رہتے ہیں اور بظاہر ہر ایک جدا جدا کام کرتا ہے۔ بہرام دل میں کہتا تھا "میں نے م..... سے دو مہینے کی مہلت لی ہے۔ اُمید تو ہے کہ دو ہفتے میں کام ہو جائے زیادہ خوشی یہ ہے کہ اب میں ان لوگوں سے اپنا انتقام لونگا۔ جنہوں نے مجھے دریا میں ڈبو ہی دیا ہوتا۔ شب سنگھ غریب تو ڈوب ہی گیا۔ اگر خدا نے چاہا تو اسکا بدلہ میں لونگا۔ وہ دن اب نزدیک ہے"۔

پانچ چھ دن ہو گئے۔ ایک دن بہرام ہوٹل میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص قریب آکے بیٹھ گیا۔ بہرام نے جو دیکھا کہا۔ اہا میاں ننھے ہیں۔ اچھا بھیس بدلا۔ کہو کیا خبر ہے"؟

ننھے ۔ جو کام آپ نے سپرد کیا تھا اُسے پورا کر دیا"۔

بہرام ۔ اچھا تو کہہ چلو"۔

ننھے ۔ مختصر یہ ہے کہ راج بلی کے ماں باپ دونوں مر چکے ہیں"۔

بہرام ۔ خیر جہنم واصل۔ اور؟"

ننھنے - ان کی تین اولادیں تھیں "
بہرام - کون کون ؟ "
ننھنے - ایک تو یہی راج بلی جسکی عمر چھبیس ستائیس سال کی ہے یہ سب سے بڑا لڑکا ہے
سب سے چھوٹی ایک لڑکی رادھا بائی نام کی تھی وہ بھی مر گئی "
بہرام - اچھا تو رادھا بائی راج بلی کی بہن تھی - صورت بھی ملتی تھی "
ننھنے - اب تیسرا ایک لڑکا ہے "
بہرام - نام ؟ "
ننھنے - سورج بلی "
بہرام - (بہت خوش ہو کے اُچھل پڑا) اچھا تو یہی ہے سورج بلی - س، ب، سے بھی نام نکلتا ہے - رادھا بائی کا بھائی تھا - جب ہی تو اسکو کرشن ولی کے روزنامچہ کا حال معلوم تھا - غضب خدا کا کمبخت نے بھائی اور بہن دونوں کا خون کیا "
ننھنے - مگر اسے رادھا بائی سے کیا خوف تھا - وہ تو دیوانی تھی "
بہرام - ہاں - مگر اسے اپنے بچپن کے بہت سے واقعات یاد تھے کبھی کبھی کچھ بول اُٹھتی تھی - بھائی کو بھی پہچانتی تھی - بھائی نے جان کے خوف سے بہن کو مار ڈالا - (تھوڑی دیر چپ ہو کے سوچتا رہا) رادھا بائی تو دیوانی تھی - میں تو جانتا ہوں گھر کا گھر ایسا ہی ہے - قاتل بھی تو کمبخت دیوانہ ہی معلوم ہوتا ہے "
ننھنے - یہ آپ کیا کہتے ہیں - ایسا چالاک شخص اور دیوانہ ! "
بہرام - دیوانگی میں کیا شک ہے ؟ جو لوگ بیکار خون کیا کرتے ہیں اُنکو ایک قسم کا جنون ہوتا ہے - وہ اسی میں خوش رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی کو مار ڈالیں، وہ تڑپ رہا ہے

اور یہ خوش ہو رہا ہے اور چالاکی کو جو کہتے ہیں تو "دیوانہ بکار خویش ہشیار" یہ تم نے مثل نہیں سُنی - ہاں نہایت سچا اور پختہ فلسفی تھا جس نے یہ کہا ہوگا - شاعر، دیوانہ، فیلسوف تینوں کے دماغ ایک ہی انداز کے ہوتے ہیں - فقط افراط و تفریط کا فرق ہے"۔

ننھفنے - بھلا ایسی باریک باتیں ہم لوگ کیا جانیں - یہ تو آپ ہی سمجھ سکتے ہیں"

بہرام کسی اور طرف دیکھ رہا تھا ذرا خاموش ہو گیا"

ننھفنے - کیوں آپ کیا دیکھ رہے ہیں"

بہرام - ذرا اِس شخص کو دیکھو جو ابھی آیا ہے"

ننھفنے نے دیکھا کہ ایک شخص سر سے پاؤں تک سیاہ کپڑے پہنے ایک کرسی پر چُپ چاپ بیٹھا - خانساماں کو بلایا ہے - یہ شخص پستہ قامت تھا - دُبلے دُبلے ہاتھ پاؤں اُترا ہوا چہرہ، اُداسی کے آثار تھے تیزی اور چالاکی کی کوئی علامت اِس میں نہ تھی بہرام نے ایک نوکر کو بلا کے پوچھا "یہ کون شخص ہے"

ملازم - نہیں معلوم - کوئی امیر آدمی ہے - کبھی کبھی یہاں آجاتا ہے - ہوٹل کی کتاب پر سوراج بہادر لکھا ہوا ہے"

بہرام (دل میں) "س ب" یہی تو دو حروف ہیں - ہو نہو سوورج بلی ہو اور قاتل بھی ہے مگر بہرام کو حیرت یہ تھی کہ یہ شخص تو بالکل سُست اور اُداس ہے - پھرتی اور چالاکی کا تو بالکل نام بھی نہیں ہے - بے چینی اور وحشت جو قاتل کی خاص علامتیں ہیں وہ بھی اسمیں نہیں ملازم سے پوچھا کچھ معلوم ہے یہ شخص کیا کام کرتا ہے -

ملازم - میں کچھ عرض نہیں کر سکتا - عجب طرح کا آدمی ہے - ہم نے اسکو کبھی بولتے ہی نہیں سُنا - اشاروں سے اکثر فرمائش کرتا ہے"

بہرام (دل میں) ضرور سوریج بلی یہی ہے۔ اسی کے ہاتھ خون بے گناہ سے رنگین رہتے ہیں۔ اسی کا دماغ بوے خون سے مست رہتا ہے۔ خیر دیکھا جائیگا "

بہرام نھنے سے باتیں کر رہا تھا مگر اسکا دھیان اسی سیاہ پوش میں لگا ہوا تھا۔ اسکو یہ بھی وہم ہوا کہ سیاہ پوش بھی ایک نگاہ غلط انداز سے کبھی کبھی اس طرف دیکھ لیتا ہے۔ بہرام کو اس وقت کے انتظار سے ضرور کسی بات کی مگر باتیں کرنیکا کوئی موقع نہ تھا۔

باب (۱۴)

سایۂ روشن

بہرام کو ابھی اس سیاہ پوش کے قاتل ہونے میں شک تھا کبھی کہتا تھا کیا عجب ہے یہی قاتل ہو۔ پھر اسکے انداز اور روش کو دیکھ کے دل میں کہتا تھا "نہیں ایسا شخص اتنا بڑا کام نہیں کر سکتا۔ یہ خاموشی اور اطمینان قاتل میں بھلا کہاں۔ ابھی اد ھیڑ بن میں تھا کہ طبیعت زیادہ الجھنے لگی۔ نھنے سے کہا "آؤ چلو بھی "

نھنے۔ کیوں، خدانخواستہ کچھ طبیعت سست ہے ؟ "

بہرام۔ نہیں۔ یہاں جو اکم آتی ہے۔ ہوٹل کے باہر چل کے کھانا کھانا چاہیے "

بہرام باہر نکلا اور نھنے سے کہا "دیکھا تم نے یہ شخص وہی ہے جس نے پولیس کا ناک میں دم کر دیا ہے۔ یہ کسی اور سے زیر ہونے والا نہیں ع قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند مگر اب یہ شکار ہاتھ سے جانے نہ پائے "

ننھفنے - بہتر یہ ہے کہ ہم آپ جُدا جُدا ہو جائیں تا کہ اسکی نظر نہ پڑے"۔
بہرام - مجھے تو کچھ خیال سا ہے کہ ہماری طرف اس نے ایک بار دیکھا تھا" مگر
نہیں اسکی افسردگی یا تمکنت یا مالیخولیا جو کچھ سمجھو اسکو کسی طرف دیکھنے نہیں دیتا"۔
یہ دونوں باہر ادھر اُدھر پھر آئے۔ پاؤ گھنٹہ کے بعد وہ بھی ہوٹل سے نکلا اور بغیر
کسی طرف توجہ کرنے کے ظفر آباد کو چلا گیا۔ یہ دونوں بھی اسکے پیچھے پیچھے ہو لئے۔
اس نے کبھی مُڑ کے بھی نہ دیکھا۔ اپنی دُھن میں چلا جاتا تھا۔ کئی سڑکوں اور گلیوں سے
گزرتا ہوا جیتلی قبر پہونچا۔ بہرام نے دل میں کہا" اگر یہ اِس احاطہ میں داخل ہوا تو اِسکا
سورج بلی ہونا یقینی ہے کیونکہ وہ ساتوں بھی یہیں رہتے ہیں"۔
"مگر وہ اس احاطہ کے پھاٹک کے پاس سے ہوتا ہوا آگے چلا گیا۔ پھر تھوڑی دُور جا کے
ایک گلی میں مُڑا اور آگے بڑھ کے ایک مکان کا دروازہ کھولا اور اندر چلا گیا۔ بہرام اور
ننھفنے سایہ کی طرح ساتھ ساتھ تھے۔ بہرام نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ پرانے احاطہ کی انتہا
اسی مکان تک ہے اور یہ مکان احاطہ کے مکانات کے سلسلہ میں ہے"۔
بہرام (ننھفنے کے کان میں) دیکھا تم نے وہ ساتوں بدمعاش اسکے ساتھ کے ہیں اسی
مکان سے اس احاطہ کا کوئی راستہ ضرور ہے جسکے ذریعہ سے یہ لوگ ایک جا ہو کے صلاح
مشورے کرتے رہتے ہیں"۔
بہرام - بس - اب قصہ پاک ہے یا تو وہ نہیں یا میں نہیں"۔
ننھفنے - خدا نہ کرے میں نے آپکو اتنا مایوس کبھی نہیں دیکھا اور نہ آپکی زبان سے ایسی باتیں سنیں"۔
بہرام - ہاں بھئی خدا جانے کیا انجام ہو - خنگ وسردارد، یہ وہ ظالم ہے کہ اسکے ہاتھ سے
کوئی بچا بھی نہیں - جس سے سابقہ پڑا چاروں شانے چت گرا اور جان دی"۔

بہرام اس دن سے اسکو اپنی نظروں میں رکھنے لگا۔ کبھی ایک دم کے لئے بھی نظروں سے غائب ہونے دیتا تھا۔ ننھے نے اہل محلہ سے دریافت کیا تو صرف یہ معلوم ہو سکا کہ تین چار مہینے سے اس گھر میں رہتا ہے۔ مگر کوئی نہیں جانتا کہ کیا کام کرتا ہے اور کن شغلوں میں رہتا ہے۔ کچھ دیوانہ سا ہے اکثر کئی کئی دن یہاں سے چلا جاتا ہے۔ مکان کی کھڑکیاں کھلی رہتی ہیں مگر کمرے میں روشنی بھی ہوتے نہیں دیکھی

بہرام ایک ہفتہ برابر اسکے پیچھے حیران رہا مگر کوئی قابل اطمینان بات معلوم نہیں ہوئی۔ ایک دن یہ ہوٹل میں اپنے کمرے میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں دروازہ کھلا۔ ننھے اندر آیا۔ اور ایک کاغذ کا پرزہ بہرام کے ہاتھ میں دے کے کہا۔ یہ رتن بائی کی بڑی بی ابھی دے گئی ہیں۔ مجھے راستے میں ملی تھیں کہا ہے بہت ضروری کام ہے "

بہرام (مضمون پڑھ کے) خیر بہتر اب دشمن خود ہی برسر مقابلہ ہے۔ میں بھی سورج بلی کا پیچھا کرتے کرتے اکتا گیا "

ننھے۔ کیا لکھا ہے ؟ "

بہرام۔ رانی کملاپتی نے لکھا ہے کہ میں نے کل رات کو تین آدمی اپنی کھڑکی کے قریب دیکھے تھے اور ایک کو یہ بھی کہتے سنا تھا کہ آدھی رات کو جو کچھ کرنا ہے کر گزرینگے۔ پھر معلوم نہیں کیا رائے ہوئی۔ تینوں چلے گئے۔ یہ وقت میری مدد کا ہے۔ جب میں نہوں تو آپ کا آنا نہ آنا بیکار ہوگا۔ جلد آئیے جان ہونٹوں تک پہونچ گئی۔ ننھے تم آج رات کو دس آدمیوں کے ساتھ عشرت منزل کے قریب ٹھہرنا۔ کمو اور مولا بخش کو بھی لیتے آنا۔ بہت دن چھٹی لے چکے ہیں گیارہ بجے کے قریب تم اسے ملونگا۔ کملاپتی کے محل کی حفاظت قرار واقعی ہو جائیگی اور عجب نہیں کہ حریف پھنس جائے۔

ننھے چلا گیا۔ بہرام شام کے قریب جنگلی قبر پہونچا اور رات کی تاریکی ہونے تک ادھر ادھر پھرتا رہا۔ جب راستہ میں آمد و رفت کم ہوئی تو چلنے کا قصد کیا۔

"سورج بلی ابتک نہ آیا - پھر بہرام نے کچھ سوچ سمجھ کے اسکے مکان کی طرف قدم بڑھایا باہر کی دیوار پھاند کے اندر داخل ہوا دیکھا توسب دروازے کھلے ہیں - بہرام کو اور بھی حیرت ہوئی - نیچے کے کمروں میں گیا ہر طرف دیکھا کوئی خاص چیز نظر نہ آئی - بہرام کو سب سے زیادہ ان کاغذوں کی تلاش تھی - آخر وہاں سے باہر نکلا اور زینہ پر سے چڑھ کے اوپر گیا۔ ایک کمرہ میں داخل ہوا - یہاں کچھ ایسا ہی ساز و سامان نظر آیا ایک طرف کی دیوار میں کھڑکی لگی تھی - بہرام نے اُسے کھولنا چاہا مگر وہ دوسری طرف بند تھی - اس کھڑکی میں شیشے لگے ہوئے تھے اور سب سالم تھے - ایک ٹوٹا ہوا تھا بہرام نے اس میں ہاتھ ڈال کے کنجی کھولی اور کھڑکی کھول کے لالٹین روشن کی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا - باہر ایک صحن تھا کھڑکی سے ایک سیڑھی لگی ہوئی تھی - بہرام نے دل میں کہا یہی کھڑکی ہے جس میں سے سورج بلی اپنے نوکروں سے باتیں کرتا ہے اور حکم احکام دیتا ہے وہ نیچے ہوتے ہیں اور یہ کاغذ پر لکھ کے نیچے ڈال دیتا ہے اور یہی سبب ہے کہ وہ لوگ اپنے مالک کو نہیں پہچانتے پھر بہرام نے لالٹین گل کردی پلٹنے ہی کو تھا کہ صحن کا دروازہ کھلا کوئی اندر آیا اور اپنی لالٹین روشن کر کے جیب سے پنچہ نکالا اور اس میں گولی بھر کے اطمینان سے ٹہلنے لگا - بہرام نے پہچان لیا کہ ان سات گرگوں میں سے ایک یہ بھی ہے - اسے پہچان کے ٹھہر گیا کہ دیکھوں کیا کرتا ہے - جلبنات یہاں موجود ہے - رانی کملاپتی کے گھر میں کوئی واردات نہیں ہوسکتی - ڈیڑھ گھنٹہ گزر گیا - کوئی نئی بات ظاہر نہیں ہوئی - بہرام گھبرا گیا مگر وہاں سے ہٹنا بھی منظور نہ تھا اتنے میں اس شخص نے آواز دی "آؤ" اِس آواز کے ساتھ ہی ایک دوسرے کے بعد چار آدمی آئے - بلانے والے نے کہا اب پانچ تو ہو گئے - دو کی اور کسر رہی وہ عین موقع پر ملینگے - تم لوگ خوب تیار رہو؟ سب نے ایک ساتھ جواب دیا "ہاں" اس نے کہا یہی چاہئے تھا - برابر کی چوٹ ہے۔"

ایک - جمعدار تمہیں کیونکر معلوم ہوا "

جمعدار - اُستاد سے "

وہی شخص - ہاں - اسی طرح اندھیرے میں باتیں ہونے لگیں بھئی اُستاد سے تو ارجن سنگھ بہتر تھا - آمنے سامنے بات چیت تو ہوتی تھی معلوم تو ہوتا تھا کہ کیا ارادہ ہے ؟

جمعدار - خیر اب رانی کو گرفتار کرنے کا ہمیں حکم ہوا ہے "

ایک شخص - مگر وہاں تو بہرام نے پہرہ بٹھا دیا ہے ؟ "

جمعدار - خیر - وہ دو ہیں ، ہم سات - بولیں گے تو مار چلیں گے - وہ کام ہی کیا ہے ایک عورت کے مُنہ میں کپڑا ٹھونس کے ہاتھ پاؤں باندھ کے اُٹھا لانا اور اس پلنگ پر لا کے لٹا دینا کیا مشکل کام ہے - پھر جو اُستاد کا حکم ہوگا کیا جائیگا "

دوسرا - اور انعام کیا ملیگا ؟ "

جمعدار - رانی کا مال اور زیور "

دوسرا - اگر کام نہ ہوا تو مفت کی محنت ہوگی "

جمعدار - ارہاں - تین تین سو پیشگی لے لئے ہیں - تم کس شمار میں ہو "

وہی شخص - پھر کیا کہنا تو نقد نہ تیرہ اُدھار - بھئی بات یہ ہے کہ اُستاد سے بڑا دینے والا ایسا دل نہیں دیکھا (چپکے سے) اگر تلوار کھنچی اور لڑنا پڑا . . . . . . ؟

جمعدار - تو دو ہزار انعام ملیں گے - مردوں کا یہی کام ہے - تلوار کھنچے گی تو کیا چوڑیاں ٹوٹ جائینگی - اور یہ تو سمجھو کہیں بہرام کو مار لیا تو تیس ہزار نقد وصول ہوے - میاں ہم ایسوں کے لئے تو بہت ہیں "

وہی شخص - خدا کرے مل جائے پھر سب کچھ ہے - پو بارہ . . . . .

جمعدار - میری عقل میں تو یوں آتا ہے کہ ہم تین تین آدمی ٹکڑیاں بنا کے جُدا جُدا ہو جائیں۔
اسکے بعد ایک ایک کرکے سب وہاں سے چل دیے۔ بہرام بھی پلٹا اور زینہ سے اتر
کے دیوار پھاند کے باہر نکلا۔ عشرت منزل کا راستہ لیا۔ وہاں پہونچ کے کیا دیکھتا ہے کہ میاں
نبھنے ہیں نہ تنتنے۔ بہرام کو سخت تشویش ہوئی۔ ہر طرف گھوم کے دیکھ ڈالا کہیں آدمیوں کا
نشان نہ پایا۔ دل میں کہتا تھا غضب ہوا۔ بارہ بجا چاہتے ہیں اور اب تک یہ لوگ نہ آئے
کچھ نہ کچھ بجوگ پڑا۔ اچھا تھوڑی دیر اور انتظار کرلوں۔ ساڑھے بارہ بج گئے مگر کسی کی صورت
نظر نہ آئی۔ بہرام نے دیکھا کہ اب ٹھہرنا فضول ہے کچھ تو ایسی بات ہوئی وہ لوگ رُک رہے۔
خیر۔ دو جوان تو پہرے پر موجود ہونگے۔ کافی ہیں۔ بہرام آگے بڑھا۔ دیوار کے سائے میں دُو
آدمیوں کو دیکھا۔ سمجھ گیا کہ حریف کا پیش خیمہ پہونچ گیا۔ ناحق اتنی دیر کی۔ پہلے تو دل میں
آیا کہ ان دونوں کو مار لوں۔ پھر سوچا کہ اصل مقصد ہاتھ سے نکل جائیگا۔ قاتل نہ ل سکیگا۔
دفعتہً ایک جانب سے سیٹی کی آواز آئی بہرام نے کہا اور سب بھی آگئے۔ اب سوچنے کی مہلت
نہیں۔ کام کرنا چاہیئے۔ جلد سے جلد مکان کے اُس طرف گیا جدھر باورچی خانہ تھا۔ باورچی خانہ
کی کھڑکی میں جالی لگی تھی اسے کاٹا اور اندر گیا۔ وہاں سے کملا پتی کے کمرے کا رُخ کیا۔ باغ میں
آدمیوں کی آہٹ معلوم ہوئی۔ بہرام یہ سمجھا کہ میرے دونوں جوان، اسی آواز سے جاگ اُٹھینگے
باغ کی طرف سے کوئی خوف نہیں ہے۔ اتنے میں زینہ کے پاس پہونچا۔ اِدھر چڑھ کے کملا پتی
کے کمرے میں پہونچا۔ بغیر کھٹکھٹائے دروازہ کھولا۔ اندر گیا۔ کملا پتی ایک مسہری پر سہمی ہوئی
پڑی تھی۔ چہرہ ڈر سے زرد تھا فقط ایک شمع روشن تھی۔ بہرام نے پوچھا "میرے دونوں جوان
پہرے پر ہیں نا؟"
کملا پتی۔ (مایوس ہوکے) کیسا پہرہ؟ اور کیسی چوکی۔ وہ تو اُسی وقت چلے گئے۔

بہرام - ہائیں چلے گئے؟ کیوں چلے گئے؟"
کملاپتی - او ئی آپ ہی نے تو انہیں رقعہ بھیج کے بلوا لیا - اُنہیں گئے ہوئے دیر ہوئی - شاید دو گھنٹے ہوئے ہونگے؟
یہ کہہ کے رانی نے فرش سے ایک کاغذ کا پرزہ اُٹھایا اور بہرام کو دکھایا "میرے سب جوانوں کو شاہی ہوٹل میں میرے پاس بھیجدیجیے - ایک مشکل درپیش ہے - آپ نہ گھبرائیے - میں آتا ہوں"
بہرام - کم بخت نے پھر چوٹ کی - رانی صاحبہ آپ نے اسے سچ سمجھ لیا؟"
کملاپتی - پھر اور کیا سمجھتی؟"
بہرام - اور آپ کے سپاہی؟"
کملاپتی - وہ موئے بالکل بیکار رہتے - آپکے بھروسہ پر میں نے سب کو برطرف کر دیا"
بہرام گھبرا کے کھڑکی کے پاس گیا جھانک کے دیکھا تو دو تین آدمی باغ کی طرف سے آرہے ہیں - دوسری کھڑکی سے دیکھا تو سڑک کی طرف سے دو اور آرہے ہیں - یہ دیکھ کے بہرام کو سیاہ پوش کا بھی خیال آیا کہ قاتل بھی انہیں کے ساتھ ہوگا، نظر تو نہیں آتا - کہنے لگا معبر رے پھنسے - خوب چکمہ دیا - میرے آدمیوں کو فقرے سے ٹال دیا - اور مجھکو اکیلا کر کے گھیر لیا - سوئے اتفاق سے میں خود دیر کر کے آیا - اگر ایک گھنٹہ پہلے آتا تو یہ رقعہ کچھ نہ بنا سکتا"
بہرام کے دل میں ایک اور خیال آیا کہ ممکن ہے جس طرح اس نے اپنے بھائی اور بہن کو مار ڈالا - اسی طرح آج اپنے ان ساتوں نوکروں سے بھی فرصت کیا چاہتا ہے اسی وجہ سے میرے آدمیوں کو ٹال دیا ہو کہ شور و غل سے اسکے ارادے میں خلل نہ پڑے اور کام ہو جائے - نہ کسی کو کانوں کان خبر ہو"

باب (۱۵)

مقابلہ

بہرام کو اپنی ذات سے زیادہ کملاپتی کا خیال تھا دوڑ کے زینہ کا دروازہ بند کیا اور کمرے میں آ کے کملاپتی سے "ایک ذرا آپ بھی ہمت کیجئے تو آپ چادر کا کونا پکڑے اس کھڑکی کی طرف سے نیچے اتر جائیے میں آپ کو اتار لوں تو لونڈوں کی خبر لیتا ہوں اگر آپ ساتھ رہیں تو میرے ہاتھ پاؤں بندھے رہیں گے۔ کچھ نہ کر سکونگا۔"

کملاپتی (ہاتھ جوڑ کے اور آنکھوں میں آنسو بھر کے) خدا کے لئے مجھ کو اکیلا نہ چھوڑیے میرا کلیجہ دھڑک رہا ہے"

بہرام نے رانی کو گود میں اٹھا لیا اور برابر کمرہ میں لے جا کے پلنگ پر لٹا دیا اور تسلی دے کے کہا "رانی صاحبہ آپ خوف نہ کیجئے۔ جب تک بہرام کی جان میں جان ہے آپ کا بال بیکا نہ ہوگا۔ یہ کہہ کے بہرام نے چاہا کہ پھر اسی کمرہ میں جائے کملاپتی نے ہاتھ پکڑ لیا اور منت کرنے لگی کہ اکیلے نہ جائیے۔ سات کا اور ایک کا کیا مقابلہ ہے"

بہرام نے تسلی دے کے ہاتھ چھڑانا چاہا اس نے اور زور سے ہاتھ پکڑ لیا اور رونے لگی "خدا کے لئے یوں اکیلے نہ جائیے۔ اللہ نہ کرے بری گھڑی آئے آپکے بعد مجھے کسی کا بھروسا نہیں ہے۔ یہ کہتے کہتے وہ بیہوش ہو گئی۔ بہرام نے آہستہ سے پلنگ پر لٹا دیا اور ایک نظر اسکے خوبصورت چہرے پر ڈالی اور زلفوں کو چوم کے وہاں سے ہٹا۔ پہلے کمرے میں آ کے کملاپتی

کی مسہری کے پردے چھوڑ دئے۔ اور مسہری پر کچھ کپڑے رکھ کے اس طرح دوشالہ اُڑھا دیا کہ دیکھنے والے کو معلوم ہو کہ کوئی سو رہا ہے۔ ادھر تو بہرام یہ کوشش کر رہا تھا۔ اُدھر حریف دروازہ توڑنے میں مصروف تھا۔ بہرام اپنی سی کر چکا۔ دروازے کے پاس جا کے زور سے آواز دی "ڈرے کیوں جاتے ہو۔ لو میں موجود ہوں" یہ کہہ کے دروازہ کھول دیا "بڑے مرد ہو تو چلے آؤ"

دروازہ کھلتے ہی سب کے حوصلے پست ہو گئے۔ بہرام کا مقابلہ گویا شیر کا مقابلہ تھا۔ کون ایسے کے مُنہ چڑھتا ہے یہ ایک نوٹوں کی گڈی اُن کو دکھا کے کہنے لگا "میرے قتل کا انعام تین ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا میں اسکی دونی رقم دیتا ہوں۔ یہ کہہ کے اس نے نوٹوں کی گڈی میز پر رکھ دی۔ جمعدار نے اپنے ساتھیوں کی نیت بدلی ہوئی دیکھی کہا "ارماں یہ فریب ہے۔ خبردار جھکمہ نہ کھانا۔ بہرام موقع کے فریب میں ہے جانے نہ پائے حملہ کرو"

جمعدار نے یہ کہہ کے ہاتھ اُٹھایا کہ تمنچہ سر کرے مگر اسی کے ساتھیوں نے روک لیا۔

بہرام۔ جاؤ بھی تم عجیب وحشی معلوم ہوتے ہو۔ اور یہ اتنی رقم کیوں کھوتے ہو۔ یہ چھ ہزار روپیہ بھی لو اور جو کام کرنے آئے ہو اس سے کون روکتا ہے؟ رانی کا مال و زیور لوٹنا چاہتے ہو لوٹو میں نہیں منع کرتا۔ رانی کو پکڑنے آئے ہو اچھا لیجاؤ۔ میں ہاتھ نہیں پکڑتا۔"

جمعدار۔ آخر تمہارا منشاء کیا ہے کچھ تو معلوم ہو؟"

بہرام۔ خیر تم راہ پر تو آئے مگر باہر اوس گر رہی ہے۔ یہاں اندر آ جاؤ تو اچھا ہے۔ نزلہ بخار کی فصل ہے۔ بیکار بیمار پڑنے سے کیا ہے۔ ہائیں جوانو ڈرتے ہو۔ تم سات، میں اکیلا بس دیکھا۔ کچھ تو ہمت دکھاؤ۔ شاباش"

وہ سب بہرام کی تقریر سُن کر متحیر کھڑے تھے۔ آخر ڈرتے ڈرتے کمرے میں قدم رکھا

بہرام نے جمعدار سے کہا - دروازہ بند کردو کہ اطمینان سے بات چیت ہو (میز کی طرف دیکھ کے) نوٹ تو اٹھا لئے گئے - اسکے یہ معنی ہوے کہ معاملہ طے ہو گیا"

جمعدار - اچھا تو پھر اب کہو تمہارا کیا مطلب ہے ؟"

بہرام - آدھم ساجھا"

جمعدار - آدھم ساجھا ؟"

بہرام - اور نہیں تو کیا ؟ اور یہ روپیہ پیشگی دیا - ہم تم مل کے کام کریں - رانی کو بھی بیچائیں اور اس کا خزانہ بھی مار لیں"

جمعدار - یہ معاف کیجئے ہم یہ کام خود بھی کر سکتے ہیں تمہیں کیوں شریک کریں ضرورت ہی کیا"

بہرام - ذرا منہ دھو رکھو تمہارے فرشتوں کو بھی نہیں معلوم کہ زیور اور جواہر ہیں کہاں - یہ تو بس مجھی کو معلوم ہے"

جمعدار - اجی ہم خود ڈھونڈھ لیں گے -

بہرام - آٹھ دن میں تو ڈھونڈھ نکالو"

جمعدار - تو پھر تم ہی نے کیوں نہ لے لیا"

بہرام - درست - اور میں آیا کیوں تھا ؟ بیچ میں تم کود پڑے - ایک سے دو بھلے اور دو سے سات آٹھ - اور اسکے سوا بات یہ ہے کہ اکیلا میں اس کام کو کر بھی نہیں سکتا"

جمعدار - (کچھ سوچ کے) مگر یہ خزانہ اگر کچھ ایسا ہی ویسا ہے تو ہم کاٹ کے الو رہے"

بہرام - اور کیا اب نہیں ہوا - ابے گدھے دس لاکھ کا مال ہے - کملاپتی کوئی ایسی ویسی رانی ہے - لکھ پتی ہے بلکہ کروڑ پتی ہے"

یہ سن کے سب کے منہ میں پانی بھر آیا - جمعدار کہنے لگا - رقم تو کراری ہے مگر ہم تو آدھا

اِس فکر میں رہے اور اِدھر وہ رفو چکر ہو گئی تو پھر؟"
بہرام۔ (مسہری کا پردہ ذرا اُلٹ کے) یہ لیٹی ہے مگر پہلے مال بانٹ لیں۔ پھر اسے ہاتھ لگانا اور اگر یہ شرط نہیں منظور ہے تو اتنا جان رکھنا کہ میرا مردہ بھی تم پر بھاری ہے؟
جمعدار۔ (آپس میں کچھ باتیں کرکے) اچھا تو یہ خزانہ کہاں ہے؟"
بہرام۔ اس آتشدان کے نیچے۔ مگر اسکا اُکھاڑنا کوئی سہل چیز نہیں ہے۔ اسی سے تو میں مجبور ہو گیا۔ لیکن تم تو سات ہو۔ تمہارے آگے کیا مشکل ہے۔"
جمعدار۔ اونھ ابھی اُکھیڑ کے پھینکے دیتے ہیں۔"
سب کے سب جُٹ گئے۔ جمعدار بھی جُھک کے دیکھنے لگا۔ بہرام ان سب کے پیچھے جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا اور اپنی تدبیر پر دل ہی دل میں فخر کرتا تھا۔ ایک دفعہ موقع دیکھ کر جیبوں سے ہاتھ نکالے۔ ہر ہاتھ میں ریوالور تھا۔ وہ لوگ ابھی دولت کی دُھن میں تھے کہ ایکبارگی دو آوازیں آئیں "دن دن" اور فوراً دو آوازیں اور آئیں۔ چار آدمی فرش پر کوٹنے لگے۔"
بہرام۔ (زور سے قہقہہ لگا کے) سات میں سے چار تو جہنم واصل ہوے۔ اب تین بچے کہو کیا کہتے ہو۔ تمہارے بھی پارسل روانہ کر دیے جائیں"؟
جمعدار نے تمنچہ نکالنے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ بہرام نے زور سے ڈانٹا ہاتھ اونچے رکھو نہیں تو تینوں کو ایک نشانہ میں اُڑا دونگا۔ تینوں نے ہاتھ بلند کئے۔ بہرام نے حکم دیا۔ تم دونوں جمعدار کی مشکیں کس دو۔ اُنھوں نے کانپتے ہوے اِس نادری حکم کی تعمیل کی۔ ابھی انکو اس کام سے فراغت نہ ہوئی تھی کہ بہرام نے آگے بڑھ کے تمنچہ کا کندا اُنکے سر پر مارا وہ بھی لوٹ گئے۔ بہرام نے اکڑ کے کہا "واہ بہرام کیا کہنا۔ اگر اس وقت پچاس بھی ہوتے"

تو اسی طرح زیر ہو جاتے "۔

اِدھر کا کام تو ختم ہوا۔ بہرام اب کملا پتی کی خبر لینے چلا۔ دروازہ کھولا اندر گیا۔ کمرہ بالکل خالی پایا۔ اب تو بہرام کے حواس بجا نہ رہے کھڑکی کے پاس جاکے دیکھا تو ایک سیڑھی دکھائی دی۔ کہنے لگا کمبخت بوڑے مکار ہیں تو اس طرف تھا۔ ادھر یہ اپنا کام کرے گیا۔ بہرام نے بہت ضبط کیا۔ پھر بھی دل بیتاب تھا۔ آخر پہلے کمرے میں آیا۔ پہلے تو اس نے جیبوں سے نوٹ نکالے۔ پھر کمرے کے فرش سے ایک ایک کو لپیٹ کے پھندے لگا کے باہر نکلا۔ ایک موٹر کرائے پر لی۔ دوسری موٹر اسی سے اور بلوائی۔ دونوں کو پہلے ہی سے کچھ انعام دیا۔ ساتوں کو ایک موٹر پر لادا۔ دوسری پر آپ سوار ہوا اور کہا " خفیہ پولیس کے دفتر چلو "۔ جب دفتر قریب آیا۔ بہرام نے موٹریں رکوائیں اور ان ساتوں کو موٹر والے کے سپرد کر کے خود دفتر کی طرف چلا۔ وہاں پہونچ کر مکرجی کو پوچھا۔ وہ موجود نہ تھے۔ معلوم ہوا مکان گئے ہیں۔ اگر کہیے تو بلوالوں "

بہرام۔ نہیں کام تو ہے مگر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ ایک رقعہ اُن کے نام لکھ کے دیے جاتا ہوں۔ میز سے قلم اُٹھا کے لکھا "

" مکرجی بابو۔ بندگی۔ مزاج شریف۔

مہربان سفر سے پلٹ کے کچھ ایسا کاموں میں مشغول تھا کہ تم سے نہ مل سکا۔ آج یہاں آیا بھی تو تم نہ ملے۔ خیر۔ اس وقت تمہارے واسطے ایک بہت نفیس تحفہ لایا ہوں۔ یعنی جسبیر سنگھ کے ساتھ کے سات بدمعاش۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے ایک ہی رات میں شب سنگھ اور حیدر خاں کو دریا برد کر دیا تھا۔ ان کا تو خیر یہ انجام ہوا اب ان کے

سردار کی گرفتاری باقی ہے۔ میں اُسی کی فکر میں جاتا ہوں چتلی قبر کے قریب اُسکا مکان ہے۔ سوراج بہادر کے نام سے وہاں سب جانتے ہیں۔ بشرط فرصت تم بھی پہونچ جاؤ۔

راقم بہرام ڈی ایس پی

یہ رقعہ لفافہ میں بند کرکے کہا "مکرجی کو دیدیا اور اپنے ساتھ پولیس کے سات جوان نے کے مردوں کے پاس آیا۔ دیکھا وقار حسین انسپکٹر بھی موجود ہیں۔ بہرام نے کہا میں نے جسبیر کے سات جوانوں کو گرفتار کیا ہے اب آپ کی حراست میں دیتا ہوں"۔

انسپکٹر۔ اور یہ آپ کو مل کہاں گئے ؟"

بہرام۔ رانی کملا پتی کو لوٹنے گئے تھے۔ اور اُس کو زبردستی پکڑ لے جانے کا بھی ارادہ تھا۔ فرصت کے وقت مفصل کیفیت معلوم ہوگی"۔

انسپکٹر۔ (بہرام کو الگ لیجا کے) ذرا ایک بات آپ سے پوچھنا ہے۔ خفا نہ ہوئیے گا آپ کا اسم شریف کیا ہے ؟"

بہرام۔ اجی آپ کو آم کھانے سے کام یا پیڑ گننے سے ؟"

انسپکٹر۔ پھر بھی اتنا تو معلوم ہو کہ یہ زبردست کارروائی کس نے کی ؟"

بہرام۔ بہرام نے"۔

یہ سنتے ہی انسپکٹر صاحب کے حواس ٹھکانے نہ رہے بہرام نے اپنی راہ لی۔ آگے بڑھ کے کرائے کے موٹر پر چتلی قبر پہونچا موٹر کو رخصت کرکے پرانے احاطے کے اندر گیا۔

باب (۱۶)

قاتل کی گرفتاری

بہرام نے ایک کارروائی یہ کی کہ جمعدار کی کمر سے کنجیاں نکال لی تھیں۔ دروازہ کھول کے اسی صحن میں آیا جہاں ساتوں نے کل شب کو مشورہ کیا تھا۔ لالٹین روشن کی چاروں طرف دیکھا۔ ایک گوشہ میں ایک پلنگ پڑا ہوا تھا۔ اس پر کوئی کمل میں لپٹا ہوا پڑا تھا۔ بہرام نے کمل اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہے کہ کملاپتی پڑی ہے۔ مُنہ میں کپڑا ٹھنسا ہوا ہے۔ اور بالکل بیہوش۔ بہرام نے دامن کی ہوا دی تو کچھ کچھ ہوش آیا۔ آنکھیں کھولیں۔ بہرام کو دیکھا اور کہا کون؟ آپ؟ شکر ہے خدا کا آپ کو زندہ پایا۔ مگر یہ تو بتائیے کیونکر جان بچی"۔

بہرام۔ آپ کی دعا سے...... مگر آپ کو کون یہاں لایا۔ اور وہ گیا کدھر؟"

کملاپتی۔ اِس سیڑھی پر چڑھ کے کھڑکی میں چلا گیا۔ عجب نہیں یہیں کہیں ہو"۔

بہرام۔ مگر آپ کو اکیلا چھوڑ کے بھی نہیں جایا جاتا"۔

کملاپتی۔ نہیں میری فکر نہ کیجئے۔ یہ موقع پھر نہ ملیگا"۔

بہرام جایا ہی چاہتا تھا۔ مگر کملاپتی نے خدا جانے کیا خیال کیا ہاتھ پکڑ کے جانے سے منع کیا۔ آپ اکیلے ہرگز نہ جائیے خدا جانے کیا ہو"۔

بہرام۔ (دل میں) خدا کا شکر ہے کہ یہ مجھ سے محبت تو کرتی ہے (کملاپتی سے) آپ مجھے جانے دیجئے۔ وہ بھی تو اکیلا ہے۔ برابر کا مقابلہ ہوگا"۔

یہ کہہ کے بہرام نے زینہ ہی پر قدم رکھا - کھڑکی تک پہونچا - اسے کھولا - دیکھا کسی طرف کنجی نہیں ہے - کھڑکی سے اندر گیا - کمرے کو خالی پایا - اس کمرے سے دوسرے کمرے میں پہونچا یہ بھی خالی تھا مگر بہرام مایوس تھا یقین تھا کہ سورج بلی یہیں کہیں نہ کہیں اس کمرے میں ہے - دوسری طرف تین دروازے تھے بیچ کے دروازے کو لات ماری تو وہ کھل گیا - بہرام اندر گیا بالکل اندھیرا تھا - مگر اس اندھیرے میں ایک طرف سفید بچھونا بچھا ہوا تھا اور کسی کا سایہ بھی قریب نظر آیا - بہرام نے لالٹین اس طرف کی - دیکھا سورج بلی کھڑا ہے - اور غور سے دیکھا - وہی تھا - مگر اسکے چہرے سے کسی قسم کا فکر و تردد نہ پایا جاتا تھا -

بہرام آگے بڑھا وہ اسطرح کھڑا رہا - بہرام حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے کیا کمبخت اندھا ہے اور قدم آگے بڑھایا یقین تھا کچھ کریگا - مگر اسکو حرکت نہ ہوئی - آخر بہرام بالکل قریب پہونچ گیا - نہ وہ آگے بڑھا نہ پیچھے ہٹا، نہ تیور بدلا - بہرام نے آخر خود ہی حملہ کیا اور اسکو پلنگ پر گرا کے فوراً چادر میں لپیٹ دیا اس پر بھی اطمینان نہ ہوا - پلنگ کی ادوائن کھول کے ہاتھ پانوں بالکل کس دیے -

بہرام - ہت ترے کی - اب تو پھنسا - اتنے میں باہر سے شور و غل کی آوازیں آنے لگیں - پھاٹک پر لکڑیاں پڑنے لگیں بہرام کھڑکی کے پاس گیا - دیکھا کہ پولیس آگئی - جلدی سے اپنے قیدی کی جیبوں کو ٹٹولا - ایک نوٹ بک نکلی پھر میز کے خانوں میں سے کچھ کاغذات نکلے دیکھا تو بہت خوش ہوا اور منہ سے بے اختیار نکل گیا "وہ مارا"، انہیں کاغذات میں وہ خطوط ایک لفافہ میں بند تھے جو کپتان ڈر کے قلعہ سے گم ہوگئے تھے - بہرام نے ان پر بھی قبضہ کیا اور قاتل کو پلنگ پر بندھا چھوڑ کے اس کمرے سے نکلا - سیڑھی سے اُترا صحن میں پہونچا - وہاں کملا پتی کھڑی تھی اُس سے رخصت ہوا اور جلد جلد قدم بڑھا کے پرانے احاطے سے باہر نکل گیا - اسکے جاتے ہی مکرجی پولیس کے جوانوں کے ساتھ پھاٹک توڑ کے مکان میں داخل ہوا -

باب (۱۷)

بہرام اور ہنسراج

"قصہ کا سلسلہ ملانے کے لئے اِسکا ذکر ضروری ہے اور شاید ہو بھی چکا ہے کہ راجہ مہراب جنگ یعنی بہرام نے ہنسراج کو ہارڈنگ روڈ کے قریب ایک چھوٹی سی خوشنما کوٹھی میں رکھا تھا۔ قاتل کی گرفتاری کے بعد جب بہرام کو اُدھر کا کھٹکا نہ رہا۔ تو اپنے منصوبوں کی طرف توجہ کی۔ سب سے پہلے ہنسراج کو آمادہ کرنے کی ضرورت تھی یہ سوچ کے بہرام اس سے ملنے گیا۔"

"ہنسراج ایک کمرہ میں اکیلا بیٹھا ہوا کچھ لکھتا تھا کبھی کبھی آنکھ اُٹھا کے سامنے سڑک اور میدان کو دیکھ لیتا تھا پھر لکھنے میں مصروف ہو جاتا تھا۔ ایک بار کاغذ اُٹھا کے چند شعر باواز بلند پڑھے کہ اتنے میں کہا "واہ کیا کہنا کیا اچھا مضمون ہے اور زبان کیسی پاکیزہ ہے"۔

ہنسراج۔ (چونک کے) کون آپ ہیں؟"

(گھبرائے ہوئے لہجہ میں) تشریف لائیے کہاں تکلیف کی؟"

بہرام۔ تمہارے دیکھنے کو بہت جی چاہتا تھا۔ آج بمشکل فرصت ملی۔ چلا آیا۔"

ہنسراج (کانپ کے) کیوں کیا وہ زمانہ قریب ہے؟"

بہرام۔ ہاں۔ بہت قریب۔ مگر اب تمہارے کام کرنے کا وقت ہے۔ اب زندگی کا رنگ بدلو عیش و آرام کی زندگی اختیار کرو۔"

ہنسراج۔ (گھبرا کے کھڑا ہو گیا) لیکن اگر میں اس سے انکار کر دوں؟"

بہرام - کیا احمق ہو؟ یہ بھی دل لگی ہے؟"

ہنسراج - تھوڑی دیر کے لئے مان لو میں انکار کروں تو تم میرا کیا بنا لو گے؟ اصل میں میں جعل فریب سے گھبراتا ہوں - اِس جعلسازی میں شریک ہونے کو میرا دل نہیں مانتا۔"

بہرام - تمہارا دل تو مار کھلوائے گا (اور ہاتھ پکڑ کے ہنسراج کو کرسی پہ بٹھایا) بھی عجب طرح کے آدمی ہو - کیا تم کو یاد نہیں کہ تم ہنسراج نہیں ہو؟"

ہنسراج - خوب یاد ہے اسی سے تو میں ہنسراج بننے سے بھاگتا ہوں۔"

بہرام - تم انکار کرو یا نہ کرو - ایک بات میری سُن لو - اتنے دن تک تو تم ہنسراج بنے رہے اور یہ دن تمہیں کیونکر نصیب ہوا تم نے غریب ہنسراج کو قتل کیا اور خود اُسکا نام چھین لیا۔"

ہنسراج (بے قرار ہو کے) واہ! یہ بات تمہاری کون سنے گا - مجھکو اس جعل سے کیا حاصل تھا؟

بہرام - تمہارے دماغ میں تو بھُس بھرا ہوا ہے - خدا جانے کیسے شاعر ہو - لوگوں کے مضمون چُرا چُرا کے لکھ دیتے ہو گے - جیسے تم نے ہنسراج کے نام پر قبضہ کیا - بھلا اتنا تو سمجھو کہ تم بے سمجھے بوجھے ہنسراج بن گئے - سب کو یہی یقین ہو گا کہ تم ہنسراج سے واقف تھے - اُسکو مار کے اُس کی جگہ غصب کر لی۔"

ہنسراج - مگر میں جانتا کب ہوں کہ ہنسراج کس جانور کا نام ہے۔"

بہرام - وہی شاعرانہ جھوٹی باتیں - بھائی میں دفعہ تم کو سمجھا دیا کہ قانون کچھ اس منطق کو نہ مانے گا۔"

ہنسراج - مگر مجکو معلوم تو ہو کیا کام کرنا پڑیگا - آخر میں کس کے بھیس میں ہوں۔"

بہرام - اچھا تم کو بتا دوں پھر تو اپنی بات پر قائم رہو گے۔"

ہنسراج - میں سنوں تو - وہ کام مجھ سے ہو بھی سکتا ہے۔"

بہرام - پھر وہی اُلٹی ہانک لگائی - تم تو عقل کے پیچھے لاٹھی لئے پھرتے ہو - اگر تمہارے کرنے کے لائق نہ ہوتا تو کیا میں دیوانہ تھا جو اِس فکر میں مارا مارا پھرتا اور اتنی دیر تک بیکار تم سے بک بک کرتا "

ہنسراج - اچھا آپ ہی کا کہنا سب صحیح - مگر مجھے بھی تو کچھ بتائیے "

بہرام نے کھڑے ہو کے فراشی سلام کیا " حضور کا اسم گرامی راجہ دیبی سنگھ بہادر والی کستاور ہے - ہنسراج یہ سُن کے غوطہ میں گیا بڑی دیر تک بیہوش سا بیٹھا رہا - آخر بہرام نے شانہ ہلا کے کہا " اچھا لو خدا حافظ - اب ذرا مرد بن جاؤ "

اِس کے تیسرے دن بہرام نے رانی کملا پتی کو ریل پر بٹھا کے کشمیر کا قصد کیا " سرحد کے قریب اُتر کے ایک کوٹھی میں ٹھہرا - رتن بائی بھی یہیں موجود تھی - رانی نے کہا چلو اچھا ہوا میرا دل بھی نہ گھبرائیگا "

بہرام - ہنسراج بھی آتا ہوگا "

ایک دن بہرام نے وہیں قیام کیا - دوسرے دن کستاور کو روانہ ہوا قلعہ میں " ب " سے ملاقات ہوئی - اور خطوں کا لفافہ اسکے سپرد کیا - اور اپنے معاوضہ کا تقاضہ کیا "

بہرام - آپکو یاد ہوگا کہ ایک شرط یہ بھی تھی کہ کستاور کی ریاست دیبی سنگھ کے جو راجہ ام سنگھ کا وارث ہے قبضہ میں دیا جائیگا "

ب - میں اسکا ذکر بھی کردونگا - مگر وہ ہیں کہاں ؟ "

بہرام - راہ میں ہیں - ابھی تو وہ ہنسراج کے نام سے مشہور ہیں - مگر ہیں وہی - شناخت ممکن ہے "

اسکے بعد اور باتیں ہوتی رہیں - انہیں باتوں میں " ب " نے کہا معلوم نہیں یعقوب شاہ کا خزانہ کیا ہوا ؟ "

بہرام - قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ پدم سنگھ کے بعد رام سنگھ نے اُسکو اڑا دیا - یہ تو ظاہر ہے کہ وہ عیاش آدمی تھا - آخر اُسی کی وجہ سے سارے گھر پر تباہی آئی ۔

ب - معلوم نہیں بادشاہ نے کس طرح اس ڈبہ کو چھپایا تھا - رام نے اسے گھڑی بنا دیا ۔

بہرام - ابھی تک میں نے اِس پر غور نہیں کیا - عجب نہیں یعقوب شاہ کے نقش میں کسی پیمایش کا اشارہ بھی ہو - اور اِس سے گھڑی کی شکل پیدا ہوتی ہو - اگر آپ کو بھی اشتیاق ہو تو چلیے اِس معمے کے بھی حل کرنے کی کوشش کریں - کچھ آثار مل جائیں تو کیا بات ہے ۔

"ب" بہرام کو لے کے اُس کمرے میں گیا - بہرام نے دیواروں کے ہر نقش کو دیکھا - تھوڑی دیر کے بعد "ب" سے کہا دیکھئے "ی" دروازہ کے درمیان میں نہیں بلکہ دروازے کے ایک کونے کے قریب لکھی ہوئی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اس حرف سے دس مراد ہیں اور اس دونوں طرف یعنی داہنی جانب اور نیچے کی طرف پیمایش کرنا چاہیئے - دیکھئے نقش کی صورت یہ تھی -

۱۰	۵
۳	۲

اتنا کہہ کے بہرام خاموش ہو گیا اور گھڑی پر غور کرنے لگا - دیر تک فکر میں رہا - پھر ایک چھڑی لے کے اسکا ایک سرا سوئیوں کے دھرے پر رکھ کے چھڑی کو دیوار سے ملا دیا اِس طرح کہ دو کا ہندسہ اسکے نیچے آ گیا - بہرام نے موٹی پنسل سے دیوار پر ایک خط کھینچ دیا - پھر دوسرا اسی ترکیب سے تین کے ہندسہ کی سیدھ میں کھینچا - پھر دو خط پانچ اور دس کی سیدھ میں کھینچے - "ب" کو اسکی ان حرکتوں پر تعجب تھا مگر اسکی ذہانت کا قائل ہو چکا تھا بالکل خاموش رہا - بہرام نے چھڑی رکھ کے "ی" سے داہنے کی طرف پانچ بالشت ناپے یہ ٹھیک اسی خط کے قریب ختم ہوئے جو دو کی سیدھ میں کھینچا تھا بہرام نے یہاں ایک نشان بنا دیا پھر اس نشان کے دو بالشت نیچے کی جانب ناپے - یہ اِس خط کے قریب ختم ہوئے جو تین کی سیدھ میں تھا - بہرام نے یہاں بھی

نشان بنایا۔ اور "ب" سے کہا کچھ اُمید تو کامیابی کی ہے اب بہرام نے نیچے کی طرف تین بالشت ناپے۔ یہ کیسی خط کے قریب ختم ہوئے کچھ سوچا اور یہاں بھی نشان بنادیا اس نشان سے دو بالشت داہنی طرف ناپے۔ یہ اِس خط پر ختم ہوئے۔ جو پانچ کی سیدھ میں تھا۔

بہرام۔ یہ لیجئے پیمائش تو ٹھیک اُترتی ہے میرے خیال میں ان تین نشانوں سے جو پنسل کے خط میں ختم ہوئے ہیں اس جگہ تک جہاں سوئیوں کا دُھرا ہے۔ دیوار کے اندر ہی اندر ایک تار چلا گیا تھا۔ رام سنگھ نے ہر سلسلہ کو بیچ سے لے کے دو اور تین اور پانچ کے ہندسے گھڑی کے حساب سے لکھ دئیے ہیں۔ جس طرح میں نے ان ہندسوں کی کیلیں یا نقطے دلوائے تھے اُسی طرح اِن نشانوں پر بھی کوئی چیز ضرور ہوگی۔ جیسے بٹا کے مطلب حاصل ہوتا تھا۔ غور سے دیکھ کے۔ اہا ہا۔ دیکھیے معلوم ہوتا ہے تینوں جگہ کوئی سوراخ بند کردیا گیا ہے۔ غالباً یہاں پر کوئی کیل لگی ہوگی"۔

ب۔ (خود غور سے دیکھا) ہاں معلوم تو ہوتا ہے ..... اچھا یہ دس اور بارہ کی سیدھ میں جو خط کھچے ہیں ان کا کوئی نتیجہ نہ نکلے گا"۔

بہرام۔ میں نے دس بجے کے خیال سے یہ خط کھینچے تھے۔ مگر ابھی تک سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ سلسلہ کس جگہ جاکے ملتا ہے (پھر کچھ سوچ کے) یہ تین بالشت ناپ کے جو میں نے نشان لگایا ہے یہ بالکل بیکار ہی ہوا جاتا ہے (خوب غور سے دیکھ کے) لو یہاں بھی کوئی سوراخ بند کیا گیا ہے (ایک تپائی پر چڑھ کے "ب" کو دیکھ کے) واہ وا یہاں ایک سوراخ بند کیا گیا ہے"۔

ب۔ ان دو مقاموں سے تو کوئی خط ملتا نہیں۔ دس اور بارہ کے خط جدا جدا جاتے ہیں"۔

بہرام۔ (فکر سے سر اُٹھا کے) یہ ظاہر ہے کہ ان دو مقاموں میں بھی کیلیں ہیں جسکے دبانے سے کوئی کام ہوتا تھا۔ میرے خیال میں بڑی کی کیل سے کوئی تار بارہ کے خط پر دوڑا ہوا تھا۔ اور

اِس دوسرے نشان سے ایک تار روس کے خط تک جاتا تھا بس سلسلہ قائم ہو گیا"۔

ب - یہ کیونکر معلوم ہوا"۔

بہرام - محض عقل سے"۔

ب - کوئی ثبوت ہے"۔

بہرام - ان خطوں کے نیچے دیوار کھودی جائے تو ملیگا - دیکھنا ہو تو دیکھ لیجئے - مگر میرا قیاس غلط نہیں ہو سکتا"۔

ب - اگر تم یقین کرتے ہو تو مجھے یقین بھی ہے - میں تو تمہاری طبیعت کو آزما چکا ہوں اب بھی ضرورت ہے"۔

بہرام کو ابھی سورج بلی کے مقدمہ کی فکر کرنا تھی اُسی شب کو وہاں سے رخصت ہو کے دہلی روانہ ہوا۔

ی

١ - بالشت ٢ ٣ ٤

١٠	٥
٣	٢

باب (۱۸)

ہنسراج اور کملاپتی
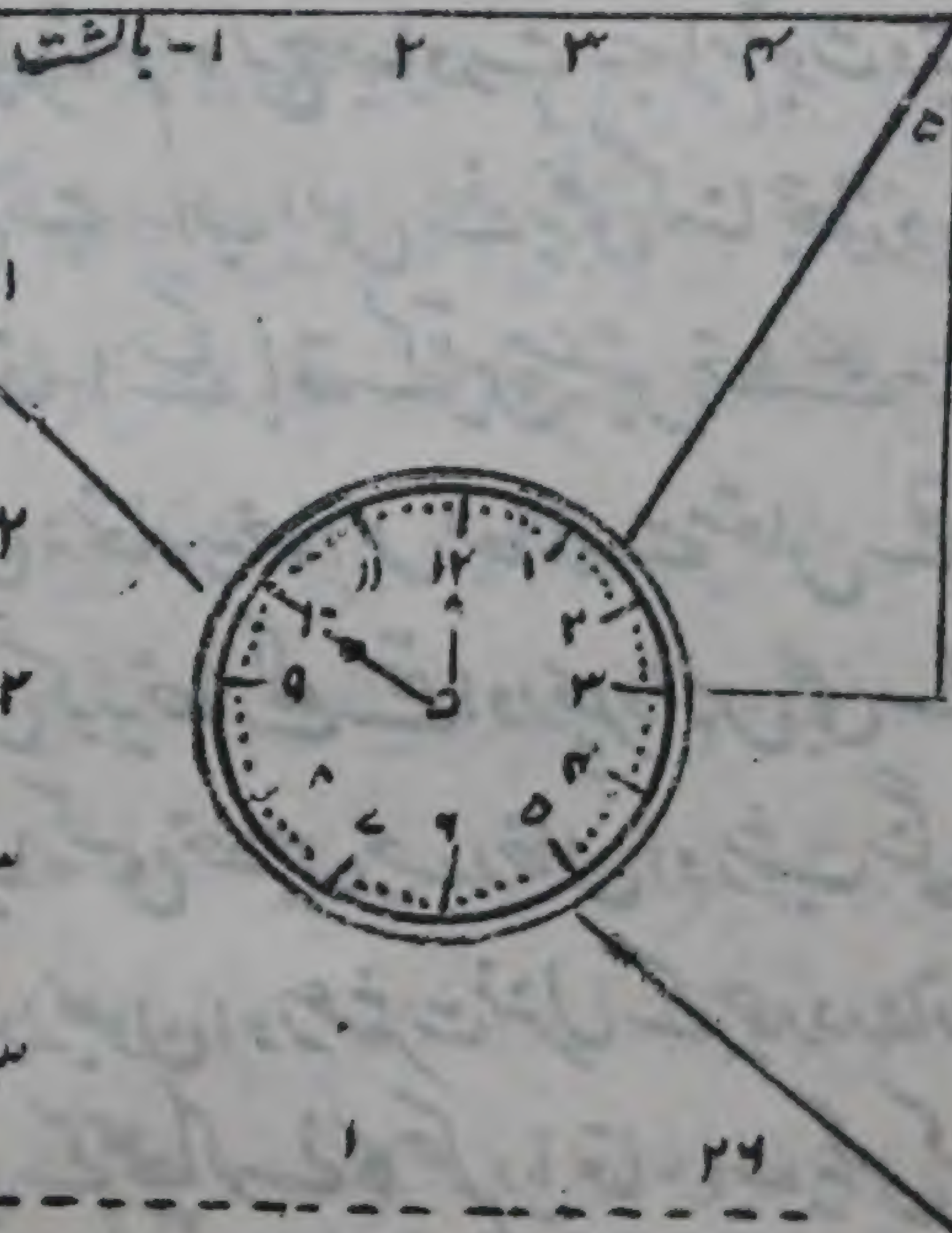
بہرام دہلی پہونچا۔ مقدمہ کا انتظار شروع کیا کبھی کسی اخبار میں مضمون شایع کیا۔ کبھی سرکاری وکیل سے خط و کتابت کی۔ غرض مختلف ذریعوں سے پولیس کو ہدایت کرتا رہا۔ بہرام نے وہ سوالات دفتر میں لکھ بھیجے تھے جو مجرموں سے پوچھنا تھے۔

ادھر تو بہرام کی یہ سرگرمی اور اُدھر سورج بلی کی بے پروائی اور اطمینان کہ عدالت بھی اس سے پریشان ہو گئی۔ کبھی کاہے کو ایسے کم سخن سے سابقہ ہوا تھا۔ اول تو کسی بات کا جواب ہی نہ دیتا تھا گویا "جوابِ جاہلاں باشد خموشی"۔ جب سکوت تنگ کرتے تھے تو کہتا تھا میرا نام سورج بہادر ہے۔ بہرام ثبوت دیتا تھا کہ یہ فرضی نام ہے اسکا اصلی نام سورج بلی ہے۔ اب اِس نے یہ بھی کہنا چھوڑ دیا۔ اور کہتا بھی تو کیا کہتا۔ لاجواب ہو گیا تھا۔ اسکے ہاتھ کے تیس پینتیس خط نکلے۔ جو اس کے دستخطی تھے ان کی تحریریں کوئی فرق نہ تھا۔ یہ خط اِس معاملہ سے متعلق تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اِس نے اپنے نوکروں کو یہ خط لکھے تھے اور پھر واپس بھی لے لئے تھے۔ مگران کا جلانا غفلت سے رہ گیا۔ کسی خط میں حیدر خاں اور شب سنگھ کے پھانسنے کے لئے ہدایت لکھی تھی کسی میں اندر بھون اور عشرت منزل کے چور دروازے اور خفیہ راہوں کا تذکرہ تھا۔ کسی میں گنیش کے پیچھا کرنے کا حکم دیا تھا۔ اب یہ کس کس کی تردید کرتا۔ مقدمہ

صاف تھا۔ دو تین باتوں میں شک ہو سکتا تھا جو اسکے مفید تھیں۔ جب اس کو ان بدمعاشوں کے سامنے پیش کیا تو انھوں نے کہا ہم اُسکو نہیں پہچانتے نہ کبھی اس کی صورت دیکھی اور نہ آواز سُنی۔ خط یا تار کے ذریعہ سے ہمکو حکم احکام ملتے تھے۔ اسی کے موافق ہم کام کرتے تھے لیکن قاتل کے مکان اور ان سب کی سکونت کے درمیان ایک راستہ تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ کوئی اور شخص ان کا سرغنہ نہیں ہو سکتا اسکے علاوہ کوئی اور امر بھی پیچیدہ معلوم ہوا تو اُسکو بہرام نے صاف کر دیا۔ کوئی گتھی ایسی نہ تھی جسکو بہرام نے سُلجھا نہ دیا ہو۔ ملزم نے کسی بات کا جواب نہ دیا۔ موت آنکھوں کے سامنے تھی مگر اسکے استقلال اور سکون میں ذرا فرق نہ آیا۔ سب کو حیرت تھی کہ آخر یہ کن خیالات میں غلطاں پیچاں رہتا ہے۔ بعض کو خطرہ تھا کہ اِس کے اطمینان کا کوئی سبب ہوگا۔ عجب نہیں کہ مقدمہ کے فیصل ہونے پر جیل سے نکل جائے۔

عدالت نے کملا پتی کو بھی شہادت میں طلب کیا تھا۔ سمن تعمیل نہ ہوا۔ کچھ دن بعد معلوم ہوا کہ وہ مکان پر ہیں مگر علیل ہیں۔ عند الطلب عدالت میں حاضر ہوئی۔ جب اسکی نظر قاتل پر پڑی چہرہ پر مردنی سی چھاگئی ہاتھ پانوں میں رعشہ پڑ گیا۔ اُف کہا اور بیہوش ہوگئی۔ ناظرین کو خیال ہوا کہ اسکا سبب خوف ہے۔ قاتل کو ہٹا دیا اور رانی کو ہوش میں لانے کی تدبیریں کیں جب ہوش آیا ذرا آنکھ کھولی اور بند کر لی۔ جب یقین ہو گیا کہ اب قاتل موجود نہیں ہے تو آنکھیں کھولیں اور چاروں طرف اِس طرح دیکھا جیسے کوئی ڈرا ہوا ہو اور کہا یہ شخص وہی ہے جو مجھے میرے مکان سے پکڑ لے گیا تھا۔ میں خوب پہچانتی ہوں۔ اسکے دوسرے دن قاتل کو حکم سُنانے کے پہلے پوچھا گیا کہ تہیں کچھ کہنا ہے اِس نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا۔ آخر عدالت نے سزاے موت کا حکم دیا ان ساتوں بدمعاشوں

کے حق میں کچھ رعایت کی گئی - صرف تھوڑی سی قید کی سزا دی گئی - مقدمہ ہو چکا - بہرام نے پھر کملا پتی کو رتن بائی کے پاس بھیج دیا اور اب اطمینان سے اپنے کام کی طرف توجہ کی نتھنے کو کتا ور کی طرف روانہ کیا کہ راجہ دیبی سنگھ کی نسبت جو خط و کتابت ہو اُس سے مجھے آگاہ کرتے رہنا - نتھنے کے جانے کے بعد بہرام نے یہ انتظام کیا کہ جن کاغذوں سے اسے اپنے گرفتار ہو جانے کا خدشہ تھا اُنہیں جلا ڈالا - اپنے پُرانے رفیقوں کو اس قدر روپیہ دیا کہ وہ زندگی بھر بیٹھ کے آرام کریں اور کہا کہ مجھ سے اچھی طرح رخصت ہو - میں تمام دنیا کا دورہ کرنے والا ہوں - اَب اِس حیات سے جی گھبرا گیا"

مرنے کے دن قریب ہیں شاید کہ اے حیات

تجھ سے طبیعت اپنی بہت سیر ہو گئی

چند دن کے بعد نتھنے کا خط آیا اُس میں لکھا تھا کہ "راجہ دیبی سنگھ کی بحالی منظور ہو گئی " اور دو آدمی اور دیبی سنگھ کی شناخت کے لئے بھیجے گئے ہیں یہ سب ملاقات کے لئے روانہ ہونے والے ہیں"

بہرام کے دل میں اِس خط کے پڑھنے سے غرور آیا اور یوں کہنے لگا کہ "بہرام دنیا میں آج تیرا کوئی مثل نہیں ہے - تو بہرام گور سے بھی کئی درجہ بڑھا ہوا ہے - جہاں تو جاتا ہے کامیابی تیرے ساتھ ہے"

رات کو بہرام اپنی موٹر پر بیٹھ کے دہلی سے روانہ ہوا - دوسرے دن اِس کوٹھی کے پاس پہونچا جس میں رتن بائی اور کملا پتی اور مہنسراج رہتے تھے - بہرام نے موٹر روک لی - یہ خیال کر کے کہ دفعتہً ان سب کے سامنے پہونچنے میں بڑا لطف ہو گا - آدمی سے کہا دو آدھ گھنٹہ تک یہیں ٹھہرنا - اسکے بعد باغ کی دوسری موٹر لے آنا - وہاں ایک

بنگلہ ہے - میرا سامان اسی میں رکھوا دینا - آج شب کو وہیں رہونگا - بہرام وہاں سے خوش خوش کوٹھی کی جانب چلا - باغ سے موٹر پر جب پہونچا تو وہاں سے ذرا پھیر کھا کے راستہ گیا تھا - تھوڑی دور چل کے وہ مقام نظر آنے لگا - جہاں جانا تھا - تھوڑی ہی دور کے بعد دیکھا کہ رتن بائی باغ میں پھول توڑ رہی ہے - بہرام کے دل میں ایک چونک سی ہوئی اور کہنے لگا - خدا کا شکر ہے کہ رتن بائی کے پھول کھلانے والے ہیں - خدا نے چاہا تو تو رانی ہو گی - میں علیحدہ بھی رہونگا تو تجھے پھولتا پھلتا دیکھ کے خوش ہوتا رہونگا - یہ کہتا ہوا اور نگاہ سے بچتا ہوا درختوں کی آڑ میں کوٹھی کے قریب پہونچ گیا - اس اثنا میں کملا پتی کا نام بار بار زبان پر آیا - اور دل کو سرور ہوا - آخر وہ کملا پتی کے کمرے تک پہونچ گیا - دروازہ بند تھا - دراز سے جھانک کر دیکھا تو سکتہ سا ہو گیا کملا پتی درخت سے لگی ہوئی کھڑی ہے اور نہسراج قریب کھڑا ہوا اُسکو شوق کی نظر سے دیکھ رہا ہے -

---
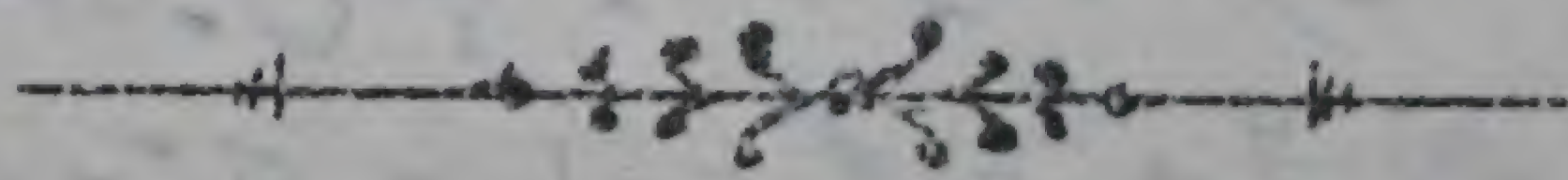
باب (۱۹)

آئینہ دیکھ کے حیرانی

یہ نظارہ دیکھ کے بہرام کی آنکھوں میں اندھیرا آگیا۔ ہنسراج سے یہ امید نہ تھی پھر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ کملاپتی ہنسراج کو دیکھ دیکھ کے مُسکرا رہی ہے۔ بہرام کے دل پر سانپ لوٹ گیا۔

رقابت کے رنج نے انتقام پر آمادہ کیا لیکن عقل نے روکا اور یوں سمجھایا کملاپتی تجھ پر مہربانی کرتی ہے مگر تیرا اُس کا کیا جوڑ ہے۔ وہ امیر زادی اور تو گو کہ قوم کا شریف ہے مگر انتہا کا بدچلن اور بدنام آخر سوائے چور کے تیرا اور کوئی لقب یا خطاب نہیں ہو سکتا۔ مثل ہے بد اچھا بدنام بُرا۔ کیا تجھے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ کملاپتی تجھ کو چاہیگی۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔

کملاپتی کا قصور نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ ہنسراج سے محبت کرتی ہو تو کوئی بیجا بات نہیں ہے۔ کملاپتی تو اسے راجہ ہی سمجھتی ہے تو نے جس طرح اسکو راجہ بنایا ہے کملاپتی اسے کیا جانے۔ البتہ اسکی شرارت اس قدر ضرور ہے کہ رتن بائی کو چھوڑ کر کے اس طرف متوجہ ہوا۔ اتنے میں ہنسراج کے ہونٹ ہلے۔ کملاپتی مُسکرائی۔ ہنسراج نے ہاتھ بڑھانا چاہا۔ بہرام نے غصہ کو روک کے للکارا "خبردار بدمعاش، کملاپتی کو ہاتھ لگایا تو تو جانے گا۔ ہنسراج اس وقت نشۂ عشق میں چور تھا اور اس پر شاع

اسے کیا خبر تھی کہ فلک درپے آزار ہے۔ بے تکلف کملاپتی کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا
کہ بہرام ملک الموت کی طرح سر پر پہونچ گیا۔ ہنسراج اسے دیکھکر سہم گیا۔ بہرام نے اُٹھا
کے زمین پر دے پٹکا اور سینہ پر زانو رکھ کے دبایا اور کہا "کچل ڈالوں"۔ اور رانی سے
کہا۔ آپ بھی اِس مکار جعلساز کے فقروں میں آگئیں۔ آپ اسکو ہنسراج سمجھتی ہیں
یہ ایک قلاّنچ بھیک مانگتا پھرتا تھا۔ ستم کردہ رستم داستان۔ کہیں راجاؤں کی ایسی
صورت ہوتی ہے۔ فاقوں کے مارے گور کنارے ہو گیا تھا۔ میں نے اسے اِس
مرتبہ پر پہونچایا اور یہ اتنی جلدی اپنی ہستی کو بھول گیا۔ یا تو ایسا کم ہمت تھا کہ اُنگلی
کٹوانے سے دم نکلا جاتا تھا اور بار بار بہانے کرتا تھا اور آج اتنی جرأت ہوئی کہ رانی
کملاپتی پر ہاتھ ڈالنے لگا۔ ٹھہر تو جا ابھی تیرا راج مٹی میں ملائے دیتا ہوں"۔
اسکے بعد ہنسراج کی کمر پکڑ کے ایک جھٹکا جو مارا تو دروازے سے سر ٹکرا گیا۔ اور
پھر کمرے کے باہر جا کے مہندی کی روش پر گر پڑا "بات ترے کی" اب جو پلٹ
کے دیکھا تو رانی کملاپتی قہر کی نظروں سے بہرام کو دیکھ رہی تھی۔ بہرام حیران ہو گیا"۔

بہرام۔ یہ غصہ کس لئے ؟ کیا آپکو اس شخص کے گداگر ہونے کا یقین نہیں آتا"۔

کملاپتی۔ ہائیں راجاؤں کے ساتھ اور ایسا سلوک ؟"

بہرام۔ کہاں کا راجا ہے نامعقول"۔

کملاپتی۔ تو کیا سچ مچ اس موئے نے مجھ سے جھوٹ کہا"۔

بہرام۔ بالکل جھوٹ (غصہ میں اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا) احمق عقل کے پیچھے لاٹھی لئے
پھرتا ہے۔ ابھی سے ایسے پھولے کہ رانیوں سے رشتہ جوڑنے لگے۔ یہ نہ سمجھا کہ بہرام کے
صدقے میں یہ مرتبہ نصیب ہوا۔ میں نے تو کیا چاہا تھا۔ اور اس نے کیا کیا! میں اسکو

راجہ بنا دیتا مگر یہ اس لائق نہیں۔ لاتوں کے دیو باتوں سے نہیں مانتے۔ اسکی قسمت میں وہی جوتیاں چٹخانا بدا ہے۔ دیکھ تو اس خودسری کی کیا سزا دیتا ہوں۔ تو نہیں جانتا کہ بہرام کی قوت کس قدر ہے؟ ارے تجھے یہ بھی نہ یاد رہا کہ میں نے تجھے مرنے سے بچا لیا۔ ورنہ تو اپنے ہاتھوں جہنم واصل ہو چکا تھا۔"

اسکے بعد تھوڑی دیر چپ رہا پھر کملا پتی کے قریب گیا اور کہا۔ "رانی صاحبہ اب تو آپ سمجھ گئی ہونگی کہ بہرام صرف چور نہیں ہے بلکہ صاحبِ اثر اور بااختیار شخص ہے۔ ہنسراج کو راجہ سمجھ کے آپ نے اس پر اس قدر مہربانی فرمائی۔ بہرام راجہ تو نہیں مگر راجہ بنا سکتا ہے۔ میں نے اسکو اِس مرتبہ پر پہونچایا۔ اب اس وقت ملک کا ایک حصہ میرے قبضے میں ہے۔ ظاہر میں ہنسراج راجہ ہوگا۔ مگر حقیقت میں بہرام مالک بنے گا۔ آپکو نہیں معلوم میرے دل میں کیا کیا ارادے ہیں۔ ذرا پاؤں تو جم لیں، میں کسی بڑے ملک پر قبضہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہوں۔" بہرام نے دیکھا کہ اسکی اِس تقریر کا اتنا اثر ہوا کہ رانی کی وہ نظر جس میں غصہ بھرا ہوا تھا بدل گئی۔ اب وہ بہرام کو مہربانی کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے۔

بہرام۔ (کملا پتی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کے) یہ کوئی مجذوب کی بڑ۔ یا خواب و خیال نہیں ہے۔ آپ اپنی آنکھ سے دیکھ لیں گی۔ کہ اِس خواب کی تعبیر کیسی سچی ہے۔ بہرام کی بات لکھ رکھو۔ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ ہو کے رہیگا۔ ہنسراج تو میرا تابع ہے، خدا نے چاہا تو بڑے بڑے لوگوں پر میرا اثر ہوگا۔ اس خواب کے سوائے ایک اور خواب بھی ہے! خدا کرے اُسکی تعبیر حسبِ دلخواہ ہو۔"

کملا پتی نے یہ سُن کے نگاہ نیچی کر لی۔ بہرام کے دل کو شوق اور ولولہ نے اُبھارا

مگر دونوں چپکے کھڑے رہے پھر کملا پتی نے شرما شرما کے تھرتھرائی ہوئی آواز میں کہا۔
اچھا جو تم کہتے ہو وہی ہوگا ہینسراج کی شادی رتن بائی کے ساتھ ہو جائیگی اور......
جو تمہارا مطلب ہے شاید وہ بھی پورا ہو......... مگر اب جاؤ"

بہرام نے چاہا کہ آج جس طرح بنے قول و اقرار لے لوں۔ مگر زیادہ گفتگو کی جرأت نہ ہوئی۔ دروازہ کی جانب بڑھا پردہ اُٹھا کے باہر جانے کا ارادہ کیا کہ دہلیز کے پاس ایک چھوٹا سا آئینہ پڑا ہوا دیکھا۔ اِس نے جھک کے آئینہ کو اُٹھایا۔ ارادہ تھا کہ میز پر رکھدیا جائے مگر آئینہ کو دیکھ کے مبہوت ہو گیا۔ اِس کے چوکھٹہ پر دو حرف لکھے ہوئے تھے۔ س۔ ب۔ گھبرا کے کملا پتی سے دریافت کیا کہ یہ کس کا آئینہ ہے؟"

کملا پتی۔ (آئینہ اُٹھا کے) میں نہیں جانتی کس کا آئینہ ہے۔ میں نے تو اسے آج ہی یہاں پڑا ہوا دیکھا۔ عجب نہیں کوئی نوکر ڈال گیا ہو؟"

بہرام۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ مگر اِس آئینہ کا یہاں تک پہونچنا بے سبب نہیں ہو سکتا"

بہرام پردہ کے باہر کھڑا ایک قدم اندر اور ایک قدم دہلیز کے باہر رکھے ہوئے یہ باتیں کر رہا تھا اتنے میں دوسرے دروازہ سے رتن بائی کملا پتی کے کمرے میں داخل ہوئی۔ رانی نے آئینہ بہرام کے ہاتھ سے لے کے میز پر رکھدیا۔ رتن بائی کی آتے ہی اسی پر نظر پڑی۔ بہرام پردہ کے پیچھے تھا۔ رتن بائی نے اسے دیکھا"

رتن بائی۔ (آئینہ اُٹھا کے) یہ تو یہاں رکھا ہوا تھا۔ اور تم سارے مکان میں ڈھونڈھتی پھرتی تھیں۔ بھلا اتنے سے آئینہ کے لئے تم کیوں حیران و پریشان تھیں" یہ تو کمرہ ہی میں موجود تھا وہ ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں"

خیر، ل تو گیا نوکروں پر بیکار خفا ہو رہی تھیں۔ بیچارے ابھی تک اسے ڈھونڈھتے پھرتے ہونگے۔ اب میں جا کے کہے دیتی ہوں کہ حیران نہ ہوں آئینہ مل گیا۔"

بہرام۔ رتن بائی کی ساری تقریر سن رہا تھا اور بہت حیرت میں تھا۔ جب وہ چلی گئی تو اس نے پردہ اٹھا کے کملا پتی سے پوچھا "رانی کیا تم سورج بلی سے آگاہ ہو؟"

کملا پتی۔ (بہرام کی صورت دیکھ کر) ہاں"

بہرام۔ تم نے آج تک مجھ سے نہ کہا۔ اس موذی خونخوار سے تم کب سے واقف ہو؟ بتاؤ۔ جلد ہی بتاؤ یہ کون ہے؟ کہاں کا رہنے والا ہے۔ اے لو تم تو پھر چپ ہو رہیں"

کملا پتی۔ (گردن ہلا کے) نہیں"

بہرام۔ (جز بز ہو کے) نہیں کی ایک ہی کہی۔ غضب خدا کا سورج بلی سا موذی قاتل اور اسکے بھید کو تم اس طرح چھپاتی ہو؟"

کملا پتی۔ ایک بات میری سن رکھو۔ اس بارے میں مجھ سے کبھی نہ پوچھنا میرا دم بھی نکل جائیگا تو یہ بھید زبان سے نہ نکلے گا"

بہرام سخت متحیر تھا۔ کملا پتی کا چہرہ بار بار دیکھتا تھا۔ پھر خیال کیا گنیش بھی اس قاتل کا حال بتانے سے انکار کرتا تھا۔ اس کی سفاکی اور خونخواری نے ہر شخص کو ایسا مرعوب کر دیا ہے کہ منہ سے کچھ نہیں نکلتا۔ اب اصرار سے کیا فائدہ؟ یہ سمجھ کے کمرہ سے باہر چلا گیا۔"

باب (۲۰)

شک اور یقین
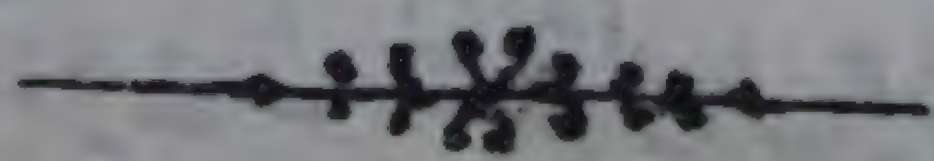
کمرد سے نکل کے بہرام اپنی فرودگاہ کی طرف چلا۔ راہ میں باغ کی سرد ہوانے دماغ کو ذرا ٹھکانے لگایا۔ مگر دل ہی دل میں اُلجھ رہا تھا۔ بہرام نے بڑا دھوکا کھایا۔ یہ تو ہنسراج، رتن بائی، کملاپتی سب کو مٹی کے کھلونے سمجھے ہوئے تھا۔ یہ کون جانتا تھا کہ ان میں بھی جان ہے۔ اور یہ اپنے خیال میں ہیں۔ مجھے تو اپنی بیوقوفی پر غصہ آتا ہے کہ میں آج تک آدمیوں کے پہچاننے میں ایسا ہی نادان ہوں جیسے بھولا بھالا بچہ۔ خیر جو کچھ ہو، مجھے استقلال سے کام لینا چاہیئے۔ قدم کو لغزش نہ ہو۔ کملاپتی کو دیکھو قاتل کو جانتی تھی اور نہ بتایا۔ خدا جانے ان دو تنوں کا کیا معاملہ ہے۔ کیا گنیش کی طرح کملاپتی بھی قاتل سے ڈرتی ہے۔ مگر اب کیا خوف۔ وہ تو قید سخت میں گرفتار ہے۔ شاید عورت ذات ہے۔ یہ خیال ہے کہ قید سے نکل کے مجھ پر کوئی حربہ نہ کرے انہیں خیالات میں غلطاں پیچاں بنگلہ تک پہونچ گیا سارا دن اِسی گُتھی کو سُلجھانے کی کوشش کرتا تھا مگر نہ سلجھ سکی۔ رات کو طبیعت اور بھی بگڑ گئی۔ آدمی چائے لایا تو بالکل بدمزہ معلوم ہوئی۔ آدمی پر پیالی کھینچ ماری "نامعقول مردود کیسی چائے لایا کمبخت تجھے اچھی چائے بھی نصیب ہوئی کوئی بھی ایسی چائے پیتا ہے۔ خدا جانے کیا بلا ہے" پھر بہرام باغ میں ٹہلنے لگا۔ دل بہلانے کی کوشش کرتا تھا مگر رہ رہ کے وہی خیالات سامنے آجاتے تھے آخر اس نتیجہ پر

پہونچا کہ سورج بلی ضرور قید سے نکل آیا ہے۔ کملا پتی کو اس حال کی خبر ہے مگر ڈر کے مارے نہیں بتاتی۔ سورج بلی یہیں کہیں ہوگا اور آج ہی رات کو مجھ پر وار کریگا اور میرا کام تمام کردیگا دو گھنٹے اسی حالت میں گزر گئے۔ اپنی بے چینی پر آپ ہی نفرین کرتا تھا اور کہتا تھا آج معلوم ہوا کہ ساری بہادری زبانی تھی دل کو ٹٹولا تو ویسا ہی بودا نکلا جیسے عام لوگوں کا ہوتا ہے۔ مجھے اپنے اوپر ایسا گمان نہ تھا۔ ہا انسان ذلیل ہو اور دنیا بھر میں ذلیل ہو جائے مگر اپنے نزدیک ذلیل نہ ہو جائے۔ پھر ایک بار دل میں آیا۔ یہ میرے خیالات اس قدر پست کیوں ہیں! ہو نہو یہ اس چائے کا اثر ہو۔ باغ سے پھرا اور اپنے پلنگ پر لیٹ گیا۔ نیند آگئی۔ مگر برے برے خواب دیکھتا رہا۔ چونک چونک پڑتا تھا۔ کئی دفعہ جی میں آیا اٹھ کے روشنی کر دوں مگر اٹھا نہ گیا۔ آخر مجبور ہو کر پلنگ پر گر پڑا۔ دماغ کی عجیب حالت تھی، نہ بیہوشی نہ ہوشیاری نہ خواب نہ بیداری۔ ہاتھ پاؤں بیکار ہو گئے۔ مگر کان اپنا کام کر رہے تھے۔ گھنٹوں کے بجنے کی خبر ہوتی رہی۔ رات بھر بہرام اسی عالم میں رہا۔ ایک دفعہ آہٹ ہوئی خیال ہوا کوئی کھڑکی کھول رہا ہے۔ اب وہ کھڑکی پر سے نیچے اترا اور میری طرف آرہا ہے پھر یہ معلوم ہوا کہ آنے والا سرہانے کھڑا ہو کے میرے اوپر جھک گیا۔ بہرام یہ بھی نہ سمجھتا تھا کہ میں جاگ رہا ہوں یا سو رہا ہوں۔ بڑی کوشش سے آنکھیں کھولیں۔ اسی سیاہ پوش قاتل کو سرہانے دیکھا۔ ہاتھ پاؤں ہلانے کی کوشش کی، مگر بیکار۔ آخر مجبور اور بے بس ہو کے چلانے لگا۔ وہ قاتل تھا قاتل تھا ...... قتل۔ ایک لمحہ بھی نہ گزرا تھا کہ وہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ بہرام دل میں کہتا تھا یقیناً یہ خواب دیکھا تھا۔ کچھ شرمندہ ہوا اور دل میں کہنے لگا "یہاں بھوت پریت کا تو ذکر نہیں ہے۔ مگر میں تو ان باتوں کو مانتا نہ تھا" پھر بہرام کو یاد آیا کہ آج جو چائے پی تھی اسکا وہی ذائقہ تھا جیسی کمتہ اور میں چائے پلائی گئی تھی

اِس خیال کے آنے کے بعد بہرام نے پھر اُٹھنے کی کوشش کی مگر پھر چکر کھایا اور گر پڑا۔ اِسی اثناء میں بہرام کو معلوم ہوا کہ وہی سیاہ پوش قاتل موجود ہے اور میرے قمیص کے بوتام کھول رہا ہے۔ اب میری گردن کھل گئی اور اُس نے خنجر اونچا کیا۔ اُسکی چمک سے بہرام کی آنکھ جھپک گئی اور ابھی خنجر گرنے نہ پایا تھا کہ باہر سے دھماکے کی آواز آئی بہرام نے پھر گھبرا کے آنکھ کھولی تو کوئی بھی سامنے نہ تھا۔ باہر نوکروں کے چلنے پھرنے کی آواز آرہی تھی۔ بہرام نے چاہا کہ اُٹھ بیٹھوں اور دیکھوں کہ یہ آواز کیسی آئی تھی مگر نہ اُٹھا گیا۔

صبح کے قریب بہرام کی آنکھ کھلی تو اپنے پریشان خیالات کو جمع کرنے لگا۔ دیر تک اسی اُدھیڑ بن میں رہا۔ پھر پلنگ سے اُٹھا اور دل میں کہتا تھا میں بھی کیا بیوقوف ہوں رات کی باتیں خواب و خیال تھیں۔ معاذاللہ اگر وہ یہاں پہونچ جاتا تو میں زندہ نہ بچ سکتا اطمینان کے لئے اس نے کھڑکی کو جا کے غور سے دیکھا مگر کسی کے آنے کا نشان نہ پایا۔ یہ کمرہ پہلی منزل پر تھا۔ اب کمرہ میں ایک ہی کھڑکی تھی۔ دل میں خیال کیا اگر کوئی آتا اسی کھڑکی سے آتا۔ پھر بہرام نے کمرہ دروازے سے باہر جا کے ہر طرف دیکھا بھالا۔ مگر کوئی نشان نہ ملا۔ دفعتہً چائے کا خیال آیا آدمی کو آواز دی جب وہ آیا تو اُس سے پوچھا کہ وہ رات کو چائے کہاں تیار کی تھی"۔

ملازم۔ (ڈر کے کانپ گیا) حضور سامنے والی کوٹھی میں۔ اس بنگلہ میں چولھا نہیں ہے۔ سب کھانا وہیں پکایا گیا تھا"۔

بہرام۔ تم نے بھی چائے پی تھی۔ اچھا جو بچ رہی ہو یہاں لے آؤ"۔

ملازم۔ مگر حضور نے تو خود ہی پھینک دی تھی"۔

بہرام۔ تو کیا ساری پتیلی پھینک گئی؟"

ملازم ۔ جی ہاں مٹھائی میں کچھ باقی تھی وہ میں نے پھینکدی ہی"۔
بہرام ۔ (سوچنے لگا) آخر یہ چائے میں کس نے زہر ملادیا تھا ۔ زہر نہ ہو تو کوئی نشہ کی چیز ضرور تھی ۔ کیا اُس دن میں ہنسراج پر خفا ہوا تھا ۔ اسکی تو کارستانی نہیں ہے"۔
(پھر دل میں کہا) اسکی اتنی جراُت نہیں ہو سکتی ۔ رتن بائی اسکی ساری امیدیں میری ذات سے وابستہ ہیں ۔ وہ اور مجھکو زہر دے" نہیں ۔ کملا پتی ایسی بھولی بھالی خوبصورت عورت وہ کوئی دیوی ہے ۔ وہ ایسا کیوں کرنے لگی ۔ اور پھر کچھ نہ کچھ میری طرف توجہ ہے بعض باتوں سے جو طبیعت مشتبہ ہوگئی تھی تو بدگمان دل کملا پتی کا اشارہ دیتا تھا ۔ مگر بہرام زور سے اسکی تردید کر دیتا تھا" یہ وسوسہ ہے ۔ وہ کیوں مجھے زہر دینے لگی ۔ ہو نہ ہو اس مردود قاتل کی یہ کرتوت ہے ۔ میرا کوئی آدمی ضرور مل گیا ۔ مگر پھر کہتا تھا وہ تو قید ہے ۔ کیونکر آیا ۔ اور رات کو جو کرشمہ دیکھا وہ خواب و خیال تھا ۔ بہرام نے یہ کہہ کے موٹر کی تیاری کا حکم دیا ۔ پھر نوکروں سے پوچھنے لگا ۔ یہ رات کا دھما کا کیسا تھا ؟"
ملازم ۔ جی غلام گردش کی دیوار آرہی تھی"۔
بہرام ۔ کچھ نقصان تو نہیں ہوا ؟"
ملازم ۔ خدا نے جانیں بچالیں"۔
موٹر تیار ہو چکی تھی ۔ کستا ور پہونچا ۔ قلعہ میں داخل ہوا "و ب" سے ملاقات کی اور کہا ابھی چند روز راجہ دیبی سنگھ بہادر کی ملاقات کو نہ آئیے گا ۔ میں خود اطلاع کرونگا تو تشریف لائیے گا ۔ یہ باتیں کر کے ننھنے کی تلاش میں نکلا ۔ آہستہ آہستہ ایک سڑک پر جا رہا تھا اتنے میں ایک میوہ فروش نے جھک کے سلام کیا اور کہا "حضور غریبوں سے بھی کچھ خرید لیجئے"۔ بہرام نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا میاں ننھنے ہیں ۔ "کہو جی اچھے ہے"۔

ننھنے - آپ کے اقبال سے اچھا ہوں"۔
بہرام - یہ تم نے کیسی خبر بھیجی تھی ؟
ننھنے - وہ رجسٹر کے متعلق ! چلئے منشی جی سے مل کے رجسٹر دیکھ لیجئے"۔
بہرام ننھنے کے ساتھ محکمۂ پیدائش و اموات کے دفتر میں گیا دیر تک باتیں رہیں۔ پھر بہرام رخصت ہوا اور موٹر پر بیٹھ کے واپس آیا۔ رات کے دس بجے کملا پتی کی کوٹھی پر اُترا۔ معلوم ہوا رتن بائی کو اُسکی دادی نے بلا بھیجا تھا۔ وہ وہاں چلی گئی"۔
بہرام - رانی صاحبہ کو اطلاع دو میں اُن سے ملنا چاہتا ہوں ؟"
خادمہ - حضور وہ تو کھانا نوش کر کے آرام کے لئے گئی ہیں۔ سو بھی گئی ہونگی"۔
بہرام - نہیں کمرہ میں روشنی ہے جاگتی ہونگی"۔
بہرام نے رانی کے جواب کا انتظار ہی نہ کیا۔ خادمہ کے ساتھ ہی کمرہ میں چلا گیا اور کہا رانی صاحبہ معاف کیجئے گا۔ آپکو ذرا تکلیف ہوگی۔ مگر کچھ ضروری باتیں ہیں"۔
رانی - اِس وقت تو معاف ہی رکھیئے، کل دیکھا جائیگا"۔
بہرام - جی نہیں بہت ضروری باتیں ہیں۔ وقت نہ ضایع کرنا چاہیئے"۔
کملا پتی - (مجبور ہو کے) اچھا تو کہئیے۔ ایسی کون سی باتیں ہیں"۔
بہرام - مجھے ایک نئی بات معلوم ہوئی ہے۔ میں حیران ہوں کہ اس کا کیا مطلب ہے، شاید اس مشکل کو حل کر دیجئے"۔
کملا پتی - آخر وہ ایسی کون سی بات ہے جس سے آپ اس قدر پریشان ہیں ؟"
بہرام - کستاور کے پیدائش کے رجسٹر میں تین نام نکلے تھے"۔
کملا پتی - ہاں ہاں یہ تو میں پہلے ہی سُن چکی ہوں"۔

بہرام - تو پہلا نام راج بلی کا تھا - یہ شخص دہلی میں جسبیر سنگھ کے نام سے مشہور تھا اندر بھون میں اپنے ساتھی کے ہاتھ سے مارا گیا"

کملا پتی - یعنی اپنے بھائی کے ہاتھ سے "

بہرام - ذرا سُن تو لیجئے - بھائی کیسا ؟ "

کملا پتی - (حیران ہو کے) پھر کون ؟ "

بہرام - اول سے آخر تک سنیئے پھر کچھ کہیئے گا" اچھا دوسرا نام سورج بلی کا تھا - یہ وہی قاتل ہے جو دہلی میں قید ہے "

کملا پتی - پھر!

بہرام - تیسرا نام رادھا بالی کا تھا جو کتاور میں زہر سے ہلاک ہوئی "

کملا پتی - اچھا "

بہرام - اب جس امر کا میں نے ذکر کیا تھا وہ یہ ہے کہ رجسٹر میں میں نے خود دیکھا تو معلوم ہوا کہ دوسرا نام مٹا کے کچھ اور بنایا گیا ہے "

کملا پتی - (نرم آواز سے) اچھا پھر "

بہرام - میں نے خوردبین سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ مٹا ہوا نام کچھ اور تھا اور سورج بلی اسکو کھرچ کے بنایا گیا ہے - بلی تو بالی کو بدل کے بنایا ہے اور سورج کی جگہ پر......

کملا پتی - بس بس - خدا کے لئے چپ رہو - اس بات کو نہ چھیڑو "

کملا پتی نے ٹھنڈی سانسیں لینے لگی اور بے اختیار آنسو نکل آئے بہرام اسکو دیکھ کے افسوس کر رہا تھا - دل میں کہتا تھا میں نے ناحق ایسا سوال کر کے کملا پتی کے نازک دل پر ایک خنجر مارا مجھے ایسی بات پوچھنا نہ تھی مگر بغیر پوچھے بھی نہ رہ سکتا تھا کر

لئے کہ یہ سب باتیں کملاپتی کی حفاظت کے لئے کی گئی ہیں۔ کسی نہ کسی طرح اسکو خونخوار قاتل کے ظلم سے بچانا ہے"۔

بہرام۔ (تھوڑی دیر کے بعد) اچھا یہ تو بتایئے۔ یہ جعلسازی کیوں کی گئی"۔

کملاپتی۔ میں نے نہیں کی۔ میرے شوہر نے کی تھی۔ اُنھوں نے رشوت دے کے ایک منشی سے یہ کام لیا تھا"۔

بہرام۔ نام بھی بدلوا دیا اور عورت سے مرد بنا دیا"۔

کملاپتی۔ (ٹھنڈی سانس لے کے) ہاں"۔

بہرام۔ تو میرا خیال درست تھا کہ سورج کی جگہ پر آپ ہی کا نام تھا "کملا" پورا نام کملاپاتی"۔

کملاپتی۔ ہاں"۔

بہرام۔ اب شوہر کا اس سے کیا مطلب تھا؟"

کملاپتی۔ اہا، تم نہیں سمجھے؟"

بہرام۔ ہرگز نہیں"۔

کملاپتی۔ (کانپ کے) یہ تو صاف ظاہر ہے کہ اس رجسٹر سے یہ پتہ چل سکتا تھا کہ میں بدمعاش جبیر کی بہن ہوں۔ بھلا راجہ صاحب بیکنٹھ باشی اسکو کیونکر گوارا کرتے اس لئے رجسٹر میں نام بدلوا دیا۔ کملاپتی مشہور کر کے دہلی میں میرے ساتھ شادی کی۔

بہرام۔ (تھوڑی دیر غور کر کے) سچ ہے مگر..... مگر ایک اور دقت پیدا ہوئی کہ سورج بلی فقط فرضی نام ہے۔ اصل میں اس کا بھی کچھ وجود نہیں اور تمھارے بھائی بہن کے قاتل کا کام یہ نہیں ہے"۔

کملاپتی۔ (بیتاب ہو کے) اے ہے کہیں اس دھوکے میں پڑ کے اسے چھڑوا نہ دیجئے گا

س، ب، سے دونوں نام نکلتے ہیں۔ سورج بلی اور سوراج بہادر۔ تم اس قدر جلد سب باتیں بھول گئے۔ بھلا وہ کچھ بھی اپنی بے گناہی کا ثبوت دے سکا اور لطف یہ ہے کہ وہ خود سورج بلی کے نام سے انکار کرتا ہے۔ میرے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جی چاہتا ہے کہ تم سے سارا بھید کہدوں مگر زبان بند ہوئی جاتی ہے (بہت چپکے سے) اُنھوں نے میرے نام کی جگہ اُس شخص کا نام لکھوا دیا تھا (کانپ کے) بس بس۔ اُف، میں نے غضب کیا! اے خدا تو ہی مجھکو بچائے گا۔" بہرام خدا کے لئے بتاؤ میں کہاں بھاگ جاؤں۔" اے خدا میں نے اس جنم میں کیا ایسا بُرا کام کیا تھا جسکی سزا بھگت رہی ہوں۔ جہنم میں جانا اس کرب و بے چینی سے بہتر ہے۔"

بہرام نے اس کے ماتھے کا پسینہ پوچھا اور سر پہ ہاتھ پھیر پھیر کے تسلی دینے لگا۔ کملا پتی کو ذرا تسکین ہوئی۔ بہرام دیر تک اسکی سہمی ہوئی صورت دیکھا کیا۔ حیران تھا کہ یہ اس قدر ڈر کیوں غالب ہے۔ قاتل تو قید خانہ میں ہے۔ پھر خیال آیا کہ قید سے نکل آیا کیا تعجب جو وہ یہیں کہیں چھپا ہوا ہو۔ وہی تو کل رات کو میرے کمرے میں نہیں آیا تھا اور اگر دیوار گرنے کا دھما کا نہ ہوا ہوتا تو میرا کام تمام کر دیتا۔ وہی کملا پتی کو بھی ڈرا رہا ہے۔"

بہرام انہیں خیالات میں غرق تھا کہ کملا پتی نے کہا "اچھا بہرام اب تم سدھارو۔" بہرام اُٹھا مگر پھر کچھ سوچ کے ٹھہر گیا۔ یہ فکر تھی کہ ایسے خطرہ کی حالت میں کملا پتی کو اکیلا چھوڑنا دور اندیشی کے خلاف ہے۔ مگر کملا پتی نے پھر کہا۔ "اب جاؤ مجھے نیند آئی ہے" بہرام کا دل تو نہ چاہتا تھا مگر مجبور ہو کے اُٹھنا پڑا۔ باہر آ کے باغ کے درختوں میں چھپ رہا۔ کہ اگر حریف کوٹھی میں کہیں پوشیدہ ہے تو ضرور نکلے گا۔ ہاں میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا کملا پتی کے کمرہ میں تھوڑی دیر اور روشنی رہی۔ پھر بالکل اندھیرا ہو گیا۔ بہرام بھی

دو گھنٹے تک انتظار کرنے سے اُکتا گیا تھا خیال کیا کہ وہ اور کسی طرف سے نکل گیا۔ اب باغ میں زیادہ دیر تک ٹھہرنا بیوقوفی ہے۔ یہ سوچ کے بہرام اپنے بنگلہ کی طرف چلا۔ چند ہی قدم گیا ہوگا کہ بنگلہ کی طرف سے ایک پرچھائیں آتی ہوئی دکھائی دی۔ بہرام ٹھٹک کے دیکھنے لگا۔ پرچھائیں درختوں کی آڑ سے ایک روش پر آگئی۔ چاند کی روشنی جو اُس پر پڑی۔ بہرام نے پہچانا کہ وہی سیاہ پوش قاتل ہے۔ وہی قد وہی قامت نقاب پوش۔ یہ دیکھتے ہی نقاب پوش اُسکی طرف جھپٹا گر آناً فاناً وہ پرچھائیں درختوں کے سایہ میں غائب ہوگئی بہرام سکتہ میں رہ گیا۔ ناکام پھرا۔ بنگلہ میں پہونچ کے موٹر ڈرائیور کو جگایا اور اُس سے کہا کہ تم اسی وقت موٹر پر سوار ہو کے فوراً دہلی جاؤ صبح ہوتے وہیں ہونا۔ نتھنے سے مل کے دو باتیں کہنا ایک تو یہ پوچھنا کہ قاتل قیدخانہ میں موجود ہے یا نہیں۔ دوسرے میرے نام کا ایک خط روانہ کر دینا۔ مضمون میں خود لکھے دیتا ہوں۔ یہ کہہ کے کاغذ پر کچھ لکھ دیا اور کہا جاؤ۔ مگر کسی کو تمہارے جانے کی خبر نہ ہو۔"

اسکے بعد بہرام اپنے کمرے میں آیا۔ روشنی کی اور کمرہ کا ایک ایک کونا دیکھ ڈالا۔ یہ کہنے لگا۔ ضرور یہاں کوئی آیا تھا اور مجھے خوب معلوم ہے کہ اُسکا ارادہ بد تھا۔ اب تو بہت نازک وقت آگیا۔ کل جان بچ گئی۔ اب حفاظت کرنا چاہئے۔ بہرام نے احتیاطاً رات باغ کے ایک گوشہ میں بسر کی۔ کمرہ میں نہ سویا۔

باب (۲۱)

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا

دو بجے کے قریب بہرام کا پیام جو لے گیا تھا پلٹ آیا۔ یہ جواب لایا کہ مجرم ابھی تک قید ہے اور منے نے آپکا دیا ہوا تار آپ کے نام روانہ کر دیا ہے آتا ہی ہوگا"۔

بہرام۔ خیر یہ تو معلوم ہو گیا کہ جس کو میں قید میں چھوڑ آیا تھا وہ ابھی آزاد نہیں ہوا ہے یہ شخص جو دو دن سے پریشان کر رہا ہے کوئی اور شخص ہے اب اس مکار کو کسی طرح جعل میں پھانسنے کی فکر کرنا چاہیئے (مسکرا کر) بس آج رات کو فیصلہ ہے یا تو وہ پھنس گیا۔ یا ہم بھی گئے"۔

تھوڑی دیر میں ملازم تار لیکر حاضر ہوا۔ بہرام نے لفافہ کھول کے پڑھا اور مسکرا کے جیب میں رکھ لیا۔ ملازم کو رخصت کر کے خود بھی بنگلہ سے نکلا اور کوٹھی کی طرف چلا۔ باغ میں ہنسراج سے ملاقات ہوئی تو بہرام نے کہا "ہنسراج میں تمہارے پاس جاتا تھا۔ اچھا ہوا تم یہاں اکیلے مل گئے۔ دیکھو تم کو معلوم نہیں۔ معاملہ بہت نازک ہو گیا ہے۔ میں جو پوچھوں ٹھیک ٹھیک بتا دینا"۔

ہنسراج۔ فرمائیے اگر معلوم ہوگا تو عذر نہ کرونگا"۔

بہرام۔ جب تم اس کوٹھی میں آئے تھے تو نوکروں کے علاوہ کسی اور مرد کو دیکھا تھا؟

ہنسراج۔ جی نہیں تو .... کیوں ؟"

بہرام۔ ایک بات ہے۔ ذرا اچھی طرح سوچ لو۔ اتفاق سے کسی ایسے شخص پر نظر پڑی ہو جو کوٹھی میں چھپتا پھرتا ہو۔ تم نے اُسے اچھی طرح نہ دیکھا ہو۔ فقط اُسکے موجود ہونے کا شک یا شبہہ گزرا ہو"

ہنسراج۔ (متحیر ہو کے) جی نہیں مجھے تو کبھی ایسا کوئی شک نہیں ہوا۔ کیا آپ کو........؟

بہرام۔ ہاں ہاں ہاں۔ بلکہ مجھکو یقین ہے۔ جبھی تو تم سے دریافت کر رہا ہوں مگر اب تک میں نہیں سمجھا یہ شخص کون ہے اور اسکا منشا کیا ہے مگر اب ایک دو دن میں پتہ لگ جائیگا۔ تم بھی اپنی جگہ پر ہوشیار رہا کرو۔ اور ہاں اس کا ذکر کملا پتی سے بھی نہ آنے پائے اسے بیکار خوف دلانے سے کیا نفع۔ یہ کہکر بہرام ایک طرف چلا گیا۔ راستہ میں گھانس پر ہنسراج نے ایک پرچہ کاغذ پڑا دیکھا۔ پرچہ اُٹھالیا۔ دیکھا ایک تار تھا۔ اور کسی نے جسونت سنگھ کے نام بھیجا تھا"

" ناظرین کو یاد ہوگا کہ بہرام نے اس نام سے اپنے تئیں مشہور کیا تھا۔ تار کا مضمون یہ تھا"

" مجھے سب حال معلوم ہو چکا ہے۔ آج رات کو روانہ ہونگا۔ ریل کے وقت آپ اسٹیشن پر میرا انتظار کیجیئے گا"

اُدھر ہنسراج تار پڑھ رہا تھا۔ ادھر بہرام درختوں کے پیچھے چھپا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ جب یہ سمجھ لیا کہ ہنسراج نے تار پڑھ لیا تو دل میں کہنے لگا بس اب مطلب حل ہو جائیگا۔ یہ بیوقوف کملا پتی سے سب حال کہہ دے گا۔ دونوں میں شام تک اسی کا ذکر رہیگا۔ حریف کملا پتی کی تاک میں تو لگا ہی ہوا ہے۔ کہیں نہ کہیں سے وہ بھی سب حال سُن

لیگا۔" اور آج رات کو میرے قتل کا ارادہ کرکے آئیگا۔ بہرام اپنے بنگلہ کی طرف چلا
موٹر ڈرائیور کو آواز دیتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا اور پلنگ پر لیٹ رہا۔ اتنے میں ڈرائیور
بھی حاضر ہوا۔ بہرام نے کہا میں ذرا سوؤنگا۔ تم اتنی دیر پہرہ دو۔ خبردار سونا نہیں، کل
رات بھر بھی تم جاگے تھے مگر آج تمہاری وفا کا امتحان ہے۔"

بہرام تین بجے سویا تو شام کی خبر لایا۔ سات بجے کے قریب اُٹھ کے ہاتھ منہ دھویا
جا کے کھانا کھایا مگر تھوڑا سا۔ سگریٹ پی۔ پھر دونوں طمنچے نکال کے گولیاں بھر لیں۔ ان
سب باتوں سے فراغت ہوئی تو پھر موٹر ڈرائیور کو آواز دی وہ حاضر ہوا تو یہ کہا آج تم کوٹھی
میں جا کے وہاں کے نوکروں کے ساتھ کھانا کھاؤ اور اُن سے باتوں باتوں میں اِس
بات کا ذکر کرنا کہ میں آج بنگلہ کے نوکروں کو لیکر دہلی جانے والا ہوں۔"

ڈرائیور - اور یہ بھی کہدوں کہ ہم حضور کے ساتھ جا رہے ہیں۔"

بہرام - نہیں کہنا وہ کل تک کسی کا انتظار کرینگے۔ کھانا کھانے کے بعد موٹر پر بیٹھ کر
دہلی کی طرف چلے بھی جانا۔"

ڈرائیور - مگر دہلی تو نہ جاؤں۔"

بہرام - نہیں دو تین میل کے فاصلے پر جا کے ٹھہر جانا اور میری راہ دیکھنا۔"

وہ بہت خوب کہہ کے چلا گیا۔ بہرام تھوڑی دیر تک مختلف کتابوں کو پڑھتا رہا۔ پھر
روشنی بجھا دی۔ کھڑکی کو کھلا چھوڑ دیا۔ میز کھڑکی کے راستے میں تھی اُسکو بھی ایک طرف
سرکا دیا اور بھرے ہوئے طمنچے سرہانے رکھ کے پلنگ پر لیٹ گیا اور کسی کی آمد کا انتظار
کرنے لگا۔ یہ انتظار کسی معشوق کے انتظار سے کم نہ تھا جسکے آنے پر زندگی کا بھروسہ ہو
بلکہ یہ اُس شخص کا انتظار تھا جسکے ساتھ اجل آنے کو تھی بہرام بڑی جرأت سے کام لے رہا

تھا۔ تھوڑی دیر میں اسکے دل میں آپ سے آپ کچھ خوف پیدا ہوا۔ جھنجھلا کے پینچے سرہانے سے نکال کے الگ پھینکدیئے اور کہا بہرام کے ہاتھ کافی ہیں۔ اِس بوٹے پن کے حربے کو پاس رکھنے سے بیکار خوف پیدا ہوتا ہے۔ انتظار کرتے کرتے بارہ بج گئے۔ بڑے انتظار کے بعد ایک بجا۔ ابھی تک کسی کی آہٹ نہ معلوم ہوئی۔ بہرام کو اُلجھن ہونے لگی۔ اب دیکھئے ایک بارگی کمرے کے باہر تھوڑی دور پر کچھ سرسراہٹ سی معلوم ہوئی۔ بہرام سمجھ گیا کہ یہ کسی کی آمد ہے۔ اُلجھن بالکل جاتی رہی۔ شوق کے مارے کلیجہ ہاتھوں اُچھلنے لگا۔ بہت خوش تھا کہ آخر اتنی کوششوں کے بعد حریف کا مقابلہ ہو ہی گیا۔ اتنے میں کھڑکی کے نیچے ایک اور آہٹ معلوم ہوئی یہ بھی بہت خفیف تھی مگر پہلے سے ذرا زیادہ کھُلی ہوئی تھی۔ بہرام اُٹھ کے پلنگ پر بیٹھ گیا۔ کمرے کی شمع گل کی۔ دوسرے چاند اور ستارے بھی گویا خوف کے مارے ابر میں چھپ گئے تھے ابھی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا تھا۔ بہرام بڑی ہوشیاری کے ساتھ اپنے حواس کو جمع کئے ہوے انتظار میں تھا۔ دفعتہً بغیر کسی آواز کے ایک ہلکی سی پرچھائین کھڑکی میں سے ہو کے کمرے میں اُتری اور آہستہ آہستہ پلنگ کی طرف بڑھنے لگی پاؤں ایسی سبکی سے اُٹھتے تھے کہ ذرا بھی آہٹ نہ ہوتی تھی۔ اتنے میں بہرام کو معلوم ہوا کہ کوئی پلنگ کے پاس آگیا ہے اور بستر کو ٹٹول رہا ہے کہ کس جگہ وار کروں۔ بہرام کے کان میں اسکے دل کے دھڑکنے کی آواز آرہی تھی۔ اسپر بہرام دل ہی دل میں فخر کر رہا تھا کہ میرا دل ساکن ہے اور دشمن پر میرا رعب غالب ہے اور دل دھڑک رہا ہے۔ یکایک اِس نے خنجر اونچا کیا بہرام اِس انتظار میں تھا کہ خنجر سر پر آئے اور میں توڑ کروں مگر دو تین لمحے گزر گئے اِس نے وار نہ کیا۔ بہرام کو تعجب تھا کہ قاتل کیوں تامل کر رہا ہے۔ آخر خود ہی بول اُٹھا۔ ہاں وار کر یہ ہچکچانا کیسا؟" اِس کے

جواب میں اُسکے مُنہ سے ایک چیخ نکلی۔ ہاتھ میں جو خنجر پکڑے ہوئے بلند تھا۔ اس طرح گرا جیسے شل ہو گیا ہو۔ بہرام نے زور سے کلائی پکڑ لی اور پلنگ سے اُٹھ کے بڑے جوش اور غصہ سے اُسکا گلا دبا کے فرش پر گرا دیا۔ قاتل جب بہرام کی گرفت میں آگیا تو اس نے ہاتھ پاؤں بالکل چھوڑ دیئے۔ بہرام کا زبردست ہاتھ گلے پر تھا۔ اب اسکا کیا زور چل سکتا تھا۔ کمرہ میں بالکل خاموشی تھی۔ بہرام کی زبان سے بھی کوئی لفظ نہ نکلا۔ اسکو سب سے زیادہ اِس بات کا شوق تھا کہ دیکھوں یہ کون شخص ہے جو اِس وقت میرے قبضہ میں آگیا ہے۔ آدمی ہے۔ جن ہے۔ بھوت ہے۔ سورج بلی تو خود ہی موت کا منتظر جیل خانہ میں پڑا ہے۔ کہیں وہی تو نہیں۔ بہرام کو جوش اور غصہ میں اسکا خیال نہ رہا کہ گلے کے دبنے سے حریف کا دم گھٹ رہا تھا اور زور سے گلا دبایا۔ ایک زور اور .... اب معلوم ہوا کہ حریف کی طاقت بالکل گھٹ گئی۔ آخرکار اسکے جسم نے حرکت بند ہوتی سی کی۔ پھر یہ حرکت رفتہ رفتہ کم ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ بالکل موقوف ہو گئی۔ مٹھی ڈھیلی ہو گئی۔ خنجر چھوٹ کے فرش پر گر پڑا۔ بہرام نے ایک ہاتھ سے اپنی جیب سے بجلی کا لمپ نکالا۔ قاتل کی نقاب اُلٹی اور لمپ کی گھنڈی دبا کے اسکی روشنی قاتل کے چہرے پر ڈالی۔ صورت دیکھتے ہی بہرام نے زور سے ایک چیخ ماری۔

"ہائیں کون ؟ رانی کملا پتی"!

باب (۲۲)

انکشاف راز

کملاپتی کی صورت دیکھ کے بہرام کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ حواس گم ہو گئے
بلدی سے نظر اُسکے چہرے سے ہٹالی اور گھبرا گھبرا کے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پھر یہ
خیال آیا کہیں نگاہ کو دھوکا تو نہیں ہوا۔ کملاپتی جسکی نگاہ تیر و شمشیر کا کام کر سکتی ہو اور
جس کے کہنے سے عاشق خود اپنا گلا کاٹ کے رکھ سکتا ہو اسکی نازک کلائیوں کو کٹاری
اور خنجر سے کیا کام، اس خیال سے لمحہ بھر کے لئے ذرا تسکین ہوئی ہاتھ ابھی اُسی طرح
لگے پر تھا۔ بہرام نے پھر ایک مرتبہ صورت دیکھنے کی جرأت کی اب وہ شک یقین سے بدل گیا
کہ اسی نے خود اپنی معشوقہ کی جان لی۔ الگ ہٹ کے سر پکڑ کے بیٹھ گیا۔ بڑی دیر تک
جنوں کی سی حالت طاری رہی ممکن تھا کہ دماغ مرکز سے ہٹ جاتا۔ مگر بہرام بڑا بہادر آدمی
تھا۔ اس نے آپکو سنبھال لیا اور شدنی واقعہ پر غور کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر کی فکر تھی کہ
سارا معاملہ آئینہ کی طرح صاف آنکھوں کے سامنے آگیا۔ کملاپتی یا کملا بائی کو ضرور ایک
خاص جنون تھا جسکا اقتضا خونخواری اور مردم کشی ہے۔ اس جنون کی پہچان یہ ہے
کہ قاتل جا و بیجا دوست و دشمن میں امتیاز نہیں کرتا۔ اُسکی دیوانگی یہ چاہتی ہے کہ
جہاں تک ممکن ہے بنی نوع انسان کو قتل کرنا چاہئے۔ اِس جنون کی زیادہ تر خطرناک حالت
یہ ہے کہ مجنون کے بشرے، اطوار، انداز، رفتار و گفتار سے کوئی علامت خلل دماغ کی ظاہر نہ ہو

مگر قلب و دماغ میں کچھ نہ کچھ فتور ضرور ہوتا ہے۔ اس جنون میں دماغ اپنا کام بڑی ہوشیاری سے کرتا ہے۔ اور ایسی مکاریاں سوجھتی ہیں کہ عقلمند سے عقلمند آدمی بھی نہیں سمجھتا۔ کملاپاتی کو ایسا ہی جنون تھا کہ بہرام سا ہوشیار شخص بالکل نہ سمجھ سکا۔ بہرام کی اب آنکھیں کھل گئیں اور اپنی غلطیوں پر نظر پڑنے لگی۔ راجہ ہمت سنگھ کے قتل سے اس وقت تک کے جملہ واقعات اصلیت کی روشنی میں نظر آنے لگے۔

کملاپتی کا اپنے شوہر کے منصوبوں سے واقف ہو جانا ایک طرف ہمت سنگھ کا ہنسراج کی جستجو میں رہنا۔ دوسری طرف کملاپتی کا اپنے بھائی راج بلی یعنی ارجن سنگھ یعنی جبلیر سنگھ کے ساتھ اسکی فکر میں رہنا اب بہرام کی سمجھ میں آیا کہ اسکا کیا منشا تھا۔ ہنسراج کے ساتھ شادی کر کے کستاور کی رانی بن جانا۔ جہاں سے اسکے والدین بدنام ہو کے نکلے تھے۔ کملاپتی کا اپنے بھائی کے ساتھ شاہی ہوٹل میں رہنا اور شوہر کو اس دھوکے میں رکھنا کہ وہ آگرہ میں ہے کملاپتی کا بھیس بدلے ہوئے چلنا پھرنا اور اپنے شوہر کے حرکات و سکنات کو نظر میں رکھنا۔ آخر ایک شب ہمت سنگھ کو بندھا ہوا پاکے قتل کرنا۔ دوسرے دن ہوٹل کے فراش کو اس صفائی سے قتل کر ڈالنا کہ سب کو حیرت ہو گئی۔ فراش کے ساتھ پرتاب سنگھ سے بھی افشائے راز کا خوف تھا اسے بھی سب کی آنکھوں میں خاک جھونک کر بھائی کے کرے میں لیجانا اور قتل کر کے باہر ڈال دینا۔ پھر اپنا زنانہ لباس پہنے ہوئے اس طرح ظاہر ہونا جیسے ابھی ابھی آگرہ سے آئی ہو۔ شوہر کے قتل کی خبر سن کے اس طرح بظاہر آہ وزاری کرنا کہ دیکھنے والوں کو ترس آئے جس طرح ایک وفادار زوجہ کو اپنے شوہر کے مرنے کے بعد زندگی بسر کرنا چاہیئے۔ کملاپتی نے اسکی پوری صورت دکھائی۔ بہرام کے مقابلہ میں کملاپتی نے اپنا کمال دکھا دیا۔ اتنے

بڑے زیرک کو چوٹ پر چوٹ دیتی رہی۔ چندن اور چمپا کو دھونس دے کے اپنا شریک بنا لیا۔ ارجن سنگھ گنیش سنگھ کو بھی حیدر خاں کے سامنے اڑا لیا۔ اسکے بعد "اندر بھون" کے تہ خانہ میں حیدر خاں اور رشب سنگھ اسی کی ہوشیاری سے قتل ہوئے رشب سنگھ غریق دریا ہوا۔ بہرام یعنی حیدر خاں قسمت سے بچ نکلا۔ پھر کملاپتی نے "اندر بھون" میں اپنے بھائی ارجن سنگھ کو پہلے تو بہرام کی قید سے چھڑانا چاہا مگر جب جلد ہی میں بندھ کٹ سکے تو افشائے راز کے خوف سے اسکا بھی کام تمام کر دیا۔ کملاپتی نے چالاکی سے بہرام کے کپڑوں کا بنڈل الماری میں بند کر دیا جسکی وجہ سے وہ مجبور ہو گیا ورنہ حیدر خاں کا بھیس کر کے نکل جاتا۔

اسکے بعد چمپا اور چندن کو بھی ایک ایک کر کے مفقود کر دیا شاید انکو بھی مار ڈالا۔ گنیش اس بھید سے واقف تھا اسے بھی مار کے کانٹا نکال ڈالا پھر کستاوین اپنی بہن ادھا بائی کو زہر دے کے ٹھکانے لگا دیا"

معاذ اللہ اس ظلم کی کوئی حد ہے۔ قتل سے جی نہیں بھرتا تھا کوئی انسان بھی ایسا سفاک اور بے درد نہ ہوگا۔ بہرام نے گھبرا کے نوکروں کے نام لے کے پکارنا شروع کیا۔ پھر فوراً خیال آیا کہ انکو تو میں روانہ کر چکا ہوں۔ ایک دفعہ اور جبر کر کے کملاپتی کی طرف دیکھا اور کانپ گیا۔ پھر دل میں کہا جو کچھ ہوا انصاف یہی چاہتا تھا۔ یہ میرا کام نہ تھا بلکہ زبردست غیبی طاقت کا کام تھا۔ اس کمبخت کی قسمت میں یہ سزا بدی ہوئی تھی پھر اسکے عالم شباب کا خیال کر کے کڑھنے لگا اور کہا کہ آج میرے ہاتھ سے یہ پہلا خون ہوا اور وہ بھی کس کا کملاپتی کا۔ جسکی محبت کا میں دیوانہ تھا۔ ہائے کملاپتی تیری موت میرے ہاتھ سے بدی تھی۔

اس دردناک منظر کو دیکھکر شاید کالی رات سے بھی نہ ٹھہرا گیا۔ تارے ڈوبنے لگے روز روشن ہوا۔ گویا صبح نے اپنا گریبان چاک کیا۔ بہرام ابھی اس طرح سر نگوں بیٹھے ہوے

لاش کے سرہانے بیٹھا ہوا تھا جب صبح کی روشنی کمرے میں آئی - بہرام کی نظر کملا پتی کی کھلی ہوئی آنکھوں پر پڑی جن سے حسرت ٹپک رہی تھی - بہرام حیرت سے کہنے لگا - کہاں یہ آنکھوں کی نرمی اور کہاں یہ دل کی سختی کیونکر یقین آسکتا ہے کہ یہ قاتل ہے - بہرام نے آہستہ سے کملا پتی کی آنکھیں بند کردیں منہ پر نقاب ڈال دی " کملا پتی کی صورت آنکھوں کے سامنے سے ہٹ گئی اور سیاہ پوش قاتل کی تصویر سامنے آئی - اسکے بعد بہرام نے اسکی جیبوں کو ٹٹولا - چھوٹی چھوٹی دو بیاضیں نکلیں - ایک کو کھولا تو اُس میں رقعہ نکلا جس پر گنیش کے دستخط تھے - بہرام نے فوراً رقعہ کو پڑھنا شروع کیا - لکھا تھا "

زندگی کا کیا اعتبار - خدا جانے اِس راز کے فاش ہونے تک زندہ رہوں یا نہ رہوں - لہذا سب کی اطلاع کے لئے لکھے جاتا ہوں کہ راجہ ہمت سنگھ کی قاتل انہیں کی زوجہ ہے -

س ب ، دراصل اسی کے نام کے حروف ہیں - حقیقت یہ ہے کہ ہمت سنگھ کملا پتی یا کملا بائی ہرگز نہ کہتے تھے بلکہ اُنہوں نے سندر بائی نام رکھا تھا - اسی کے حروف "س ب" ہیں جو کملا پتی کی ہر چیز پر لکھے ہوئے تھے - شاید ہوٹل میں جو بٹوہ ملا تھا اُس پر بھی یہی حرف لکھے تھے - اسکو اٹھا کے رکھ لینے کی سزا میں فراش جان سے گیا - پرتاب سنگھ اِس بٹوہ اور "س ب" کے بھید سے واقف تھا - اسے بھی ٹھکانے لگایا - اِس عورت نے تین چار برس اپنے شوہر کے ساتھ بڑی مکاری اور ہوشیاری سے کاٹے - اُن پر یہ ظاہر کر رکھا تھا کہ یہ اُن پر شیدا ہے اور وہ درحقیقت جان دیتے تھے مگر یہ کمبخت انہیں کی جان لینے کی فکریں کرتی رہتی تھی مجھے قاتل کا نام پہلے ہی بتا دینا چاہیئے مگر کچھ اپنے شفیق اور مربی کی عزت کا خیال آیا اور کچھ اپنی جان کا خوف - جب میں نے پولیس کے دفتر میں حیدر خاں

کے سامنے ارادہ کیا کہ راز کھول دوں تو کملا پتی کی آنکھوں سے صاف ظاہر ہو گیا کہ میرا کیا انجام ہوتا ہے۔ اُسی وقت مجھ پر ہیبت طاری ہو گئی اور زبان سے کچھ نہ نکل سکا۔ اس پر بھی مجھے اپنی زندگی سے یاس ہے۔ گنیش۔

بہرام۔ ارے کمبخت جب تجھکو زندگی سے ناامیدی تھی تو پہلے ہی راز کو کھول دیا ہوتا۔ مگر تو کیا کرے۔ تیری قضا نے تیری زبان پر قفل لگا دیا تھا۔ اب بہرام نے اس بیاض کے ورق اُلٹ کے دیکھنا شروع کئے۔ کئی خط اور نکلے جن کی عبارت پڑھی گئی۔ غالباً یہ خط کملا پتی نے اپنے رفیقوں کو لکھے تھے۔ اسکے علاوہ بیاض میں سے ایک اور چیز بھی نکلی جسے بہرام بڑے غور سے دیکھنے لگا۔ یہ سورج بلی کا فوٹو تھا جو دہلی میں قید تھا اسے دیکھتے ہی بہرام نے فرش پر پھینکدیا اور کمرہ سے نکل کے دوڑتا ہوا باغ کی طرف جانے لگا۔

باب (۲۳)

قتل بے گناہ

بہرام نے جیب سے گھڑی نکالی دیکھا چھ بج چکے تھے۔ فوراً کوٹھی کی طرف چلا۔ دل میں کہتا تھا چاہے جو کچھ ہو سورج کی جان بچانا چاہیئے۔ غضب ہوا میں نے بڑی غلطی کی ایک بے گناہ کو قتل کے الزام میں قید کرادیا۔ افسوس میں نے پولیس کو مدد دی۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔ تیر از کماں جستہ کا معاملہ ہے۔ خیر دہلی پہونچ کے کوشش کرونگا۔ مگر دہلی پہونچنا شرط ہے لیکن دشوار یہ ہے کہ آج پھانسی کا حکم ہے۔ یہ سوچتا ہوا کوٹھی پہونچا گھبرا گھبرا کے ہنسراج کو پکارا۔ ہنسراج ہنسراج۔ کسی نے ہنسراج کو دیکھا ہے۔ ہنسراج گھبرا کے اپنے کمرے سے نکل آیا۔ بہرام ہاتھ پکڑ کے ایک گوشہ میں لے گیا اور کہا ہنسراج کملاپتی کل شب کو بہت جلدی میں دہلی گئی ہیں۔ میں بھی جا رہا ہوں سنتے جاؤ بیچ میں کچھ نہ بولنا۔ جو میں بتاتا جاؤں فوراً اس پر عمل کرنا ورنہ بہت بڑا نقصان ہوگا۔ اس وقت کل حال بتانے کا وقت نہیں ہے۔ دہلی سے آکے سب حال کہونگا۔ اب تم پہلے یہ کرنا کہ جتنے نوکر ہیں سب کی تنخواہیں دے دے کے رخصت کردینا (جیب سے نوٹ نکالے) کہ یہ روپیہ انکی تنخواہوں کا ہے۔ اسکے بعد آدھ گھنٹہ کے اندر کوٹھی خالی کردینا۔ میرے آنے سے پہلے کوئی اِس کوٹھی میں نہ آنے پائے۔ تم بھی نہ آنا۔ لو یہ کنجی ہے۔ سامنے جو گاؤں نظر آتا ہے اُس میں ٹھہر کے میرا انتظار کرو۔ خدا حافظ۔

ہنسراج کو حیران چھوڑ کے بہرام کوٹھی سے چلا۔ اور چند منٹ میں اپنی موٹر کے پاس پہونچ گیا۔ سوائے ڈرائیور کے جو اس کا ہم راز تھا اور سب ملازمین کو تنخواہ دے دے کے رخصت کیا موٹر پر بیٹھ کے ہانکنے کا اشارہ کیا۔

ڈرائیور۔ کہاں "

بہرام۔ دہلی "

ڈرائیور معمولی رفتار سے موٹر کو لے چلا۔ بہرام نے جھلا کے اسکو الگ کر دیا۔ خود اس کی جگہ پر بیٹھ کے موٹر کو چلانے لگا اور پوری رفتار سے موٹر کو چھوڑ دیا۔

ڈرائیور۔ حضور غضب کرتے ہیں۔ اس قدر تیز، کوئی کچل نہ جائے یا پولیس روک ٹوک کرتے

بہرام۔ چپ رہو۔ پولیس کی کیا مجال کہ ہمیں روکے۔ توپ کے گولے کو کون روک سکتا ہے "

واقعی موٹر ایسی تیز چال سے چل رہی تھی کہ ہوا اسکی گرد کو نہیں پہونچ سکتی تھی۔ جس گاؤں میں پہونچی تیر کی طرح گزر گئی۔ لوگ ڈر ڈر کے راہ سے ہٹ جاتے تھے۔ دیکھتے دیکھتے موٹر نظر سے غائب ہو جاتی تھی۔ بہرام کو دہلی پہونچنے کی دھن تھی۔ بار بار بے گناہ کے قتل کا خیال دل کو تڑپا دیتا تھا۔ ایک مرتبہ کملاپتی کی طرف خیال گیا۔ سوچنے لگا کہ اس کا ارادہ کیا تھا؟ یہ تو ظاہر ہے کہ اسی کی تدبیروں سے سوراج بہادر سزائے موت کا مستوجب ٹھہرا۔ کملاپتی ہنسراج کے ساتھ شادی کر کے کستاور کی رانی بننا چاہتی تھی۔ بلا کی ذہین طبیعت پائی تھی سچھے کانوں کان خبر نہ ہوئی اور وہ کامیابی کی حد کو پہونچ چکی تھی۔ میری کوششوں سے پریشان تھی تو اس نے یہ تدبیر کی کہ ایک بے جرم کو قاتل بنا کے پھنسا دیا اور میرا اطمینان کر دیا وہ تو کہئے محض اتفاق سے میں سمجھ گیا۔ اسکی طرف سے تو بالکل غافل تھا۔ مگر اب تک یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ سوراج بہادر کون ہے عجیب قسم کا آدمی ہے کہ چپ

چاپ مجرم بن گیا۔ خدا جانے اس میں اور کملاپتی میں کیسے تعلقات تھے وہ بیشک کملاپتی
پر عاشق تھا۔ مگر اب یہ حال کسی طرح نہیں معلوم ہو سکتا۔ اتنا معلوم ہوا کہ کملاپتی اس سے
واقف تھی۔ اور یہ بھی اس نے سمجھ لیا تھا کہ اسکا ڈیل ڈول میرے قد و قامت سے ملتا
مشابہ ہے کہ اگر میں سیاہ مردانے کپڑے پہن لوں تو کوئی تمیز نہ کر سکے کہ کملاپتی ہے یا سوراج
احتیاطاً اس نے اپنے شوہر کو رجسٹر میں نام بدلوانے پر آمادہ کیا اور سورج بلی لکھوا دیا۔ جو
اسکے بھائی سوراج بلی کے نام سے بھی ملتا ہوا تھا اور اسکے ابتدائی حروف بھی وہی تھے جو
سوراج بہادر کے تھے۔ پھر اس نے اپنے رفیقوں کو اسکے مکان کے پیچھے ٹھہرایا۔ خود ہی
مجکو اپنے ایک رازدار کا پتہ بتایا۔ اس ترکیب سے اس نے میری نگاہوں میں سوراج بہادر
کو قاتل ٹھہرانا چاہا۔ پھر اس نے ایکدن مجھے مکر سے اکیلا اپنے سات جوانوں سے پکڑوا دیا
خیریت ہوئی کہ میری تدبیر چل گئی۔ اس نے میرے قتل کرانے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا تھا
جب دیکھا کہ رفیقوں کو شکست ہوئی تو خود وہاں سے بھاگ نکلی مجھے معلوم ہوا کہ سوراج بہادر
پکڑے گیا۔ میں اسکی تلاش میں پرانے احاطے سے سوراج بہادر کے مکان کے صحن میں پہنچا
وہاں وہ خود بھی موجود تھی اسی کے بتانے سے میں سیڑھی پر چڑھ کے سوراج بہادر تک پہنچا
اور اس بیگناہ کو باندھ کے پولیس کے حوالہ کر دیا۔ کملاپتی نے وہاں وہ خطوط کا لفافہ
رکھدیا تھا جن کی مجکو تلاش تھی۔ اسی نے وہ جعلی دستاویز بھی اسکی میز میں رکھدی تھی
جسکے ذریعے سے میں نے یہ ثبوت بہم پہونچایا کہ یہ شخص بہادر نہیں ہے۔ سوراج بہادر مر گیا۔
اور اس نے اسکا نام چھین لیا۔ اصل میں اسکا نام سورج بلی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سوراج بہادر
بیچارہ قتل کا مستوجب قرار پایا۔ اس جنگ میں فتح کملاپتی ہی کی رہی۔ سوراج بہادر قاتل
قرار پایا۔ اسکی کامیابی کی حد ہے۔ اب کسی کو قاتل کی تلاش نہ تھی۔ کملاپتی نے ان لوگوں کو

جن سے افشائے راز کا خوف تھا ایک ایک کر کے ٹھکانے لگا دیا۔ وہ سات رفیق باقی تھے۔ وہ بھی میرے ہاتھوں جان سے مارے گئے۔ اب سیدان کملاپتی کے ہاتھ آیا۔ میں باقی رہا تھا تو میری بھی اجل آ ہی گئی تھی۔ خدا کی طرف سے زندگی تھی جو بچ گیا۔ ورنہ میرے مرجانے میں دیر ہی کیا تھی اتنے میں ڈرائیور نے کہا شہر قریب آگیا اب رفتار کم کیجئے"

بہرام۔ "تم دخل نہ دو۔ تم نہیں سمجھتے کیا معاملہ ہے؟"

ڈرائیور۔ "میں کہتا ہوں کہ کوئی حادثہ نہ ہو جائے"

بہرام۔ "کچھ پروا نہیں"

ڈرائیور۔ "دیکھئے دیکھئے۔ روکئے۔ روکئے وہ سامنے ...."

بہرام۔ "کیا فضول بک بک مچائی۔ آخر کیا ہوا؟"

ڈرائیور۔ "وہ کیا ٹریم آ رہی ہے۔ آپ تو کچھ دیکھتے ہی نہیں"

بہرام۔ "ٹریم سے ہمیں کیا کام آنے دو"

ڈرائیور۔ "میں کہتا ہوں کہیں ہماری گاڑی اس سے لڑ نہ جائے"

بہرام۔ "کیا وہ اندھے ہیں اپنی گاڑی کیوں نہیں روک لیتے"

ڈرائیور۔ "تو ذرا آپ ہی رفتار کم کر دیجئے"

بہرام۔ "نہ"

ڈرائیور۔ "سرکار راستہ بہت کم ہے"

بہرام۔ "ہونے دو"

اتنے میں موٹر نے ٹریم کے ساتھ ایک زور سے ٹکر کھائی کہ موٹر ایک طرف کو گری اور پرخچے اڑ گئے۔ اور ٹریم دوسری طرف کو گری۔ مگر بہرام اپنی دھن کے پکے تھے۔ زمین پر

پڑے پڑے ایک کرائے کی موٹر کو آواز دی۔"

کچھ لوگ موٹر کو دیکھ رہے تھے کچھ ڈرائیور کو اٹھا رہے تھے اتنے میں بہرام کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور کرایہ کی موٹر پر بیٹھ کر چیف کمشنر کے بنگلہ کا پتہ دیدیا اور کہا چیف کمشنر صاحب کے بنگلہ پر چلو جلد۔ بیس روپیہ انعام دونگا۔"

بہرام کی بیتابی اب حد سے بڑھ گئی تھی۔ موٹر پر بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ چاہے میری جان کام آئے مگر اس بے گناہ کی جان بچانا ضرور ہے۔ میں تو کہیں کا نہ رہا۔ ایک عورت نے مجھے بیوقوف بنا دیا اور میرے ہاتھوں اپنا مطلب نکالا۔ اگر سوراج مرگیا تو بہرام کو بھی مرجانا چاہیئے۔"

بہرام برابر موٹر والے کو تاکید کرتا جاتا تھا اور موٹر کی چال میں ذرا بھی فرق نہ آنے دیتا تھا۔ دوپہر سے پہلے موٹر چیف کمشنر کے بنگلہ پر پہونچ گئی۔ بہرام اترا۔ سیڑھیوں پر چڑھا۔ برآمدے میں بہت سے لوگ ملاقات کے لئے آئے ہوے تھے۔ بہرام نے ایک کارڈ مہراب جنگ لکھ کے ایک چپراسی کو دیا اور پوچھا تم نے مجھے پہچانا۔ میں بہرام ہوں۔ میرے احسان کو تم نہ بھولے ہوگے۔ میں ہی نے تم کو یہ نوکری دلوائی تھی کہ تمہاری زندگی آرام سے گزرے۔ آج وفاداری کا حق ادا کرو۔ صرف اتنی سی بات ہے کہ یہ کارڈ چیف کمشنر صاحب تک پہونچادو۔ جلد جاؤ۔ نہایت ضروری کام ہے۔ خود صاحب تم سے بہت خوش ہونگے۔ تم تو بیوقوفوں کی طرح میرا منہ دیکھ رہے ہو۔ ارے جلد جاؤ۔"

وہ کمرے میں گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد چیف کمشنر صاحب نے خود پکارا۔ راجہ صاحب کو اندر بلاؤ۔ بہرام جلد کمرے میں داخل ہوا اور دروازے بند کرکے کہنے لگا۔ اس وقت میری گرفتاری کے خیال کو بھول جائیے۔ ورنہ سرکار کی بڑی بدنامی ہوگی۔ میں ایک

عجیب بات کہنے آیا ہوں - ایک بے گناہ قتل ہوتا ہے اِس لئے میں مجبور ہو کے آپ کے پاس آیا ہوں کہ کسی طرح اُس کی جان بچ جائے "

کمشنر صاحب - کون بے گناہ ؟ "

بہرام - سورج بلی بالکل بے گناہ ہے - میں اس کا ثبوت دونگا - بالفعل اسکی سزائے موت ملتوی کر دیجئے - (چیف کمشنر صاحب کو خاموش اور متحیر دیکھ کے) حضور اگر سورج بلی جو درحقیقت سوراج بہادر ہے قتل ہو گیا تو عدالت کی سخت بدنامی ہوگی - جلدی کیجئے - ایسا نہ ہو آپ سوچتے رہیں اور وہ قتل ہو جائے "

کمشنر صاحب - (بہرام کی صورت دیکھ کے) اب تمہارا اصرار بیکار ہے - میرا حکم بھی کچھ نہیں کر سکتا - جو ہونا تھا وہ ہو چکا - انسان کا مار ڈالنا انسان کے قبضہ میں ہے - مگر جِلانا کس کا مقدور ہے "

یہ سُن کر بہرام کے دل پر ایک تیر لگا - ہاتھ پیروں میں سنسنی ہونے لگی - دماغ کو چکر ہوا - اور ایک کرسی پر گر پڑا "
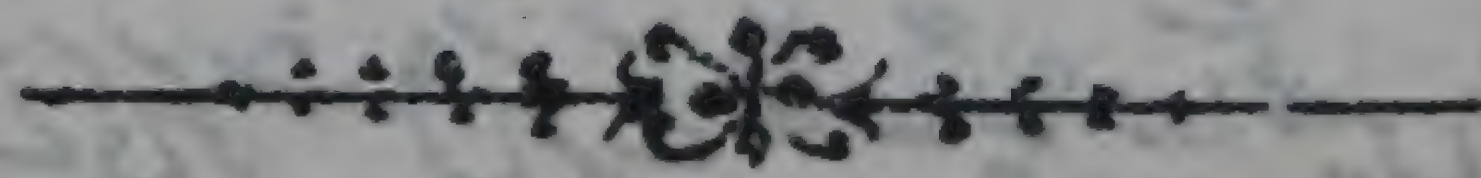
باب (۲۴)

خودکشی

بہرام چیف کمشنر صاحب کے کمرے سے نکلا ایک عجب عالم اس پر طاری تھا اسکو یہ بھی یاد نہ رہا کہ میں کمرے میں کب تک بیہوش پڑا رہا۔ کچھ خواب سا یاد تھا کہ کمشنر صاحب نے اپنے ہاتھوں سے منہ پر چھینٹے دیئے اور ایک شیشی سونگھائی اور چپکے چپکے کچھ کہا بھی تھا بڑی مشکل سے یاد آیا کہ شاید یہ کہا تھا۔ "بہرام ممکن ہے کہ وہ بے قصور ہو مگر اب وہ زندہ نہیں ہو سکتا۔ اب یہی مناسب ہے کہ اس خبر کو چھپاؤ۔ اگر یہ بات مشہور ہوگئی تو خدا جانے اس کا کیا خراب اثر پڑے۔ اب تم جاؤ اور کملاپتی کی لاش کا انتظام کرو۔ دیکھو کسی کو خبر نہ ہونے پائے۔"

بہرام کو یاد آیا کہ کمشنر صاحب نے یہ سمجھا کے مجھے رخصت کر دیا۔ میں مدہوشی کے عالم میں کمرے سے نکلا۔ اور بالکل بلا ارادہ پھاٹک کی طرف چلا۔ اسٹیشن پہونچا۔ ٹکٹ خریدا تھوڑی دیر کے بعد ریل آئی سوار ہوا۔ سوچا کہ تھوڑی دیر سو رہوں۔ تو شاید دماغ کو ذرا تسکین ہو۔ آنکھیں بند کیں، لیٹا، مگر نیند نہ آنا تھی نہ آئی۔ اور جو ذرا نیند آگئی تو ایسے خواب پریشان دیکھے کہ پھر آنکھ کھل گئی۔ جب سونے کی کوشش کر کے تھک گیا اور آنکھیں بند کئے کئے دل گھبرانے لگا تو پھر اٹھ کے بیٹھ گیا اور دل میں سوچنے لگا کہ سوراج بہادر نے اپنی بے گناہی کا ثبوت کیوں نہ دیا۔ سوائے دیوانہ کے اور کون ایسا کر سکتا ہے۔ چپ چاپ پھانسی پر لٹک جانا خدا جانے اس میں کیا بھید ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کملاپتی پر عاشق تھا۔ وصال سے

مایوس ہو کے اِس نے اپنی جان دیدی - اِس خیال سے اُسکا اطمینان تو نہ ہوا مگر خیالات ایک طرف متوجہ ہو گئے تو وہ پریشانی ذرا دور ہو گئی - بہرام کا پورا سفر اسی قسم کے خیالات میں تمام ہوا - جب منزل پر پہونچا اسٹیشن پر اُترا صبح کا وقت تھا - ٹھنڈی ہوا سے طبیعت ذرا ٹھہری خیال آیا کہ سوراج بہادر کی موت کا میں ذمہ دار نہیں - اِس نے تو جان بوجھ کے خودکشی کرلی بیشک میں اسکے مرنے پر افسوس کرتا ہوں مگر اس میں میری کوئی خطا نہ تھی - ہاں مجھ سے ایک ذراسی چوک ہو گئی اگر وہ اپنے بچاؤ کی فکر کرتا تو میں آگاہ ہو جاتا - خیر اپنی ناکامی پر بھی آخر بہرام ہی کامیاب رہا - کملا پتی مر گئی - اِس نے اپنے کئے کی سزا پائی - لہٰذا ہنسراج بالکل میرے قابو میں ہے - رتن بائی کے ساتھ شادی کر کے راجہ بنا دونگا - رتن بائی رانی ہو گی ہنسراج بالکل بیوقوف ہے - مہاراج میرے قبضہ میں ہوگا - پھر جو میرا ارادہ ہے کہ دنیا بھر کی سیر کروں یا اور جو کچھ خیالات ہیں وہ بھی پورے ہو جائیں گے ؎

جب بہرام ریل سے اُتر کے پاپیادہ اپنے قیامگاہ کی طرف چلا تو دیکھنے لگا "کوٹھی او بنگلہ بالکل خالی ہے - کملا پتی کی لاش میرے کمرے میں پڑی ہو گی باغ کے قریب پہونچا تو دیکھا بالکل سناٹا ہے - مگر پھاٹک کھلا ہوا ہے - بہرام کو تعجب ہوا کہنے لگا گیا ہنسراج نے میری بات نہ مانی اور کوٹھی کو نہیں چھوڑا - یہ سوچ کے کوٹھی میں پہونچا - ہر طرف ہنسراج کو پکارا مگر کوئی جواب نہ ملا پھر اپنی جگہ کا خیال آیا کہیں ہنسراج وہاں تو نہ پہونچا ہو - اس خیال کے آتے ہی بہرام نے کہا غضب ہوا - وہاں کملا پتی کی لاش پڑی ہو گی - بہرام دوڑ کے اپنے بنگلہ میں آیا - بنگلہ بالکل خالی تھا - ہنسراج کو کئی بار پکارا جب کوئی آواز نہ آئی تو گھبرا کے اپنے کمرے میں گیا - دروازہ کھول کے دہلیز میں قدم رکھا دیکھا کہ جہاں کملا پتی کی لاش پڑی تھی اُسی پر ہنسراج گلے میں رسی بندھی ہوئی لٹک رہا ہے ؎

یہ دیکھ کے بہرام کو سکتہ ہو گیا- تصویر کی طرح بے حس و حرکت کھڑا تھا چکر آنے لگا- بڑی کوشش سے اپنے آپ کو سنبھالا اور ہنسراج کی لاش کی طرف اشارہ کرکے کہا "او بیوقوف یہ تو نے کیا کیا اپنے ساتھ مجھے بھی کھو یا- اتنا بھی خیال نہ آیا کہ چند دن میں تو گستاور کا راجہ ہوتا گستاور کیا چیز ہے میں تجھے کہاں سے کہاں پہونچا دیتا- مگر تیری قسمت میں اسی طرح کی موت لکھی تھی- ایک دفعہ میں نے بچا لیا تو کیا ہوا کوئی تقدیر سے لڑ سکتا ہے"-

بہرام کو اپنے دماغ کی کیفیت سے یہ خوف پیدا ہوا کہ کہیں ایسا نہو کہ میں دیوانہ ہو جاؤں- ایک کرسی پر لیٹ کے اپنے خیالات پر غور کرنے لگا- پہلے تو یہ حال تھا کہ کوئی سلسلہ بنتا ہی نہ تھا- پھر رفتہ رفتہ ذرا خیالات سلجھے اور اب فکر کام کرنے لگی- ایک بات پر علی الاتصال غور کرنے کی صلاحیت پیدا ہوئی- اب اس نے آنکھیں بند کر لیں اور بڑی دیر تک بے حس و حرکت پڑا رہا تھوڑی دیر کے بعد بیہوشی سی طاری ہونے لگی اور آنکھ جھپک گئی- تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد بہرام خود بخود چونکا- اب اسکو معلوم ہوا کہ دماغ قابو میں ہے- اب دیوانگی کا خطرہ دور ہو گیا- غور کرنے لگا کہ کیا کرنا چاہئیے- "یہ ظاہر ہے کہ تمام امیدیں خاک میں مل گئیں- سارے منصوبوں پر پانی پھر گیا- ہنسراج کی موت نے اور بھی قیامت کی"-

آخر بہرام نے کرسی سے اُٹھ کے ہنسراج کی لاش کو اُتار کے فرش پر کملا پتی کے قریب لٹا دیا- پھر اسکی جیبیں ٹٹولیں مگر کچھ نہ نکلا- اسکے ساتھ ہی کملاپتی کی دوسری بیاض کا خیال آیا- جیب سے اُسے نکالا- کھولا تو اس میں سے ایک بھاری سا لفافہ نکل کے زمین پر گر پڑا- بہرام نے اُسے اُٹھا کے دیکھا تو پہچان لیا یہ تو وہی لفافہ ہے جو سورج بہادر کے کمرہ میں سے پایا تھا اور "ب" کو دیدیا تھا- معلوم ہوتا ہے کہ کملاپتی "ب" کو دھوکا دے کے اُڑا لائی- پھر دفعتہً کچھ سوچ کے کہنے لگا- اہا- میں تے خود دھوکا کھایا یہ اصلی خطوط ہیں جنکو کملاپتی نے اپنے قبضہ میں

رکھا تھا- اور جو مجکو ملے تھے وہ اُنکی نقل تھی کملاپتی نے نقل کرا کے رکھدیا تھا سوراج بہادر کے ہاتھ نا
ایک رقعہ نکلا- بہرام نے بڑے شوق سے اُسے پڑھنا شروع کیا-

خدا جانے یہ کیا اسرار ہے کچھ مجھ کو سمجھا دو کہ جب دل میں بستیں تم ہو تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو

سچ ہے ایک تصویر خیالی ہمیشہ آنکھوں کے سامنے موجود رہتی ہے- مگر پھر انتظار ہے
اور پھر دعائیں ہیں- راتوں کو نیند نہیں آتی- دن بیتابی میں کٹ جاتا ہے میرے ساتھ تم نے
بڑی کج ادائی کی- ایسی بیوفائی کسی نے کسی کے ساتھ نہکی ہوگی- تمہارے ظلم نے تو آسمان کو
بھی بُھلا دیا- وصال کا کیا ذکر ہے توں صورت دیکھنے کو ترس گئے- تمہارے سر کی قسم زندگی تلخ
ہوگئی مگر آج خدا جانے کیا جاتی دُنیا دیکھ لی- جو تم کو میری بیکسی پر رحم آیا- یہ کیا تھا جو آج
شربت بنا کے بھیجا اور اُس پر یہ اصرار کہ میرے سر کی قسم ضرور پی لینا- یہ تو شربت ہے اگر
تم زہر پلا دو تو میں عذر نہ کروں- مگر اتنی منتوں کی کیا ضرورت- ہاں اسکا ایک فائدہ ضرور ہوا
کہ عاشق کا دل بڑھ گیا کہ معشوق کو اسکی طرف توجہ ہے- شربت پینے کے بعد شربت دیدار کی
تمنا ہوگی تو کیا کرونگا- اب اتنی مہربانی کی ہے تو کچھ اور بھی رحم کرو- ایسا نہ ہو کہ دفعتہً التفات
کرکے بے التفاتی کرو- اب اگر ایسا ہوا تو سمجھ لینا کہ میری اجل آگئی"-

راقم عاشق جاں نثار

سوراج

بہرام نے یہ خط پڑھ کے کہا خیر اتنا تو معلوم ہوا کہ سوراج کملاپتی پر مرتا تھا- کملاپتی
اِس سے بے رخی کرتی تھی- ایک مرتبہ اِس نے شربت بھیجا اور اصرار کیا کہ اسے ضرور پی لینا
سوراج خوشی خوشی اُسکو پی گیا- اِس شربت اور اس اصرار کا بھید کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا
کملاپتی اور کسی کو بیکار شربت پلائے- یہ تو کس کو یقین آسکتا ہے- عجب نہیں کہ اسمیں

کسی قسم کی دوا یا زہر ملا دیا ہو جس سے کم از کم یہی مطلب ہو کہ دماغ بیکار ہو جائے۔ حافظہ خراب ہو۔ کوئی بات یاد نہ رہے۔ سوراج نے شربت پیا۔ ممکن نہیں کہ اثر نہ ہوا ہو۔ بہرام دیر تک سوچتا رہا۔ یکایک خیال آیا تو خود بخود کہنے لگا۔ اہا ہا۔ رقعہ کی تحریر سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ لکھنے والے کا دماغ صحیح تھا۔ یقیناً یہ شربت ویساہی تھا جیسی چائے مجکو پلائی گئی تھی۔ دماغ کو بیکار کر دینے والی۔ کملاپتی کا منشا یہ تھا کہ اسکا دماغ بیکار ہو جائے تو اسے اپنے ڈھب پر لگالوں جو کام چاہوں اسکے ہاتھوں سے لوں۔ آخر وہ اپنے منصوبہ میں کامیاب ہوئی۔ اُف رہی بے رحمی۔ اِس بے گناہ کو بھی تو ہی نے بے بس کر کے مارا۔ یہ جان دینا اسی شربت کا اثر تھا۔ افسوس وہ شربت اسکے حق میں زہر قاتل کا کام کر گیا کہ اپنے ہاتھوں اپنی جان دی۔ ذرا سا اشارہ اپنی بے جرمی کا کرتا تو صاف بچ جاتا۔ اسکے مُنہ پر تو جیسے کسی نے مہر لگادی یہ اسی مہر کا اثر تھا۔ کمبخت کس بلا کی عورت تھی۔ کیا کیا ترکیبیں جان لینے کی یاد تھیں۔ اور جس کو تاکا اُس کو مارا کوئی اُسکے تیر ظلم سے بچ نہ سکا فقط میں وہ سخت جاں ہوں جو ابتک زندہ ہوں مگر مجھے بھی اس نے مُردے سے بدتر کر کے چھوڑا۔ بہرام نے دونوں کی لاشوں پر دوشالہ اُڑھا دیا اور پھر کرسی پر بیٹھ کے اپنی حالت پر غور کرنے لگا۔ بہرام دل ہی دل میں کہتا تھا کہ میں کامیاب رہا کہ ناکام رہا۔ جب تک ہنسراج زندہ تھا میدان میرے ہاتھ تھا ہنسراج کے مرنے سے لڑائی بگڑ گئی۔ تقدیر کے آگے تدبیر کا کچھ بس نہیں چلتا۔ دم بھر میں کملاپتی جیتی ہوئی بازی ہار گئی۔ فتح و ظفر کا رخ میری طرف پھر گیا۔ مگر قسمت میں کامیابی نہ تھی۔ ہنسراج کی موت آگئی جس پر بازی کا دارومدار تھا وہی مہرہ سے نکل بادشاہ مات ہو گیا۔ سچی بات تو یہ ہے۔ نہ مجھے فتح ہوئی نہ کملاپتی کو۔ تقدیر ہی غالب رہی۔ مگر انصاف یہ ہے کہ کملاپتی مجھ سے بڑھی رہی میں ہی نے دھوکا کھایا۔ ہنسراج میرا بنایا ہوا تھا مگر میرے قبضے میں نہ تھا کملاپتی نے اُسکو بندہ

بے دام بنا لیا تھا۔ اگر میں مرجاتا تو کملاپتی کی پوری فتح ہوتی۔ مگر کملاپتی مرگئی تو میری کامیابی کی راہ میں ہنسراج کا عشق رہا۔ بس اتنا فرق مجھ میں اور کملاپتی میں ہا۔ اِس سبب سے اسی کو مجھ پر فوق ہے۔ دیکھیے عالمِ تقدیر سے کیا ہوتا ہے۔ لاکھ تدبیر ہو تدبیر سے کیا ہوتا ہے "۔

دیر تک بہرام اسی فکر میں بیٹھا رہا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ پھر کچھ سوچ کے کہنے لگا اتنی محنت کے بعد یہ جو ناکامی ہوئی تو میری ہمت بھی پست ہوگئی اب ایسی زندگی سے دل بھر گیا "

مرنے کے دن قریب ہیں شاید کہ اے حیات

تجھ سے طبیعت اپنی بہت سیر ہوگئی

ہر وقت کے تہلکوں میں پڑا رہنا یہ کون سی دانشمندی ہے گناہ اور بے لذت جان جوکھوں اب یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ گوشۂ عافیت اختیار کروں۔ بہت گناہ کئے۔ توبہ کرنا چاہیئے"۔

اسکے بعد بہرام کو کچھ خیال آیا تو بیٹھے بیٹھے ایک قطعہ لکھ ڈالا"۔ ؎

آتی ہے ہوا میں بوے کافور ... کیا کہتا ہوں اُسکی جان سے دور

اے دل کس کا جنازہ اُٹھا ... شاید میرا جنازہ اُٹھا

اے ہمت عشق ہوش میں آ ... اے غیرتِ عشق جوش میں آ

شمع جل گئی پروانے کے آنچ تک نہ آئی۔ یہ کون عشق تھا۔ شاید جھوٹا عشق تھا جب کملاپتی نہ رہی تو پھر بہرام کا جینا ہیچ تھا۔ اُف مری سخت جانی۔ مرنے کو جی نہیں چاہتا یہ نہیں سمجھ میں آتا کہ اب جی کے کیا کرونگا۔

کوئی نہیں ہے تیرا بقا ور ہے تو آتش

دے رکھ اجورہ دست غسال و گورکن میں

حضرتِ آتش نے یہ شعر خوب کہا۔ اہا ہا اِس سے تو اور بھی اشارہ نکلتا ہے۔

اے پاک اگنی مجھ غریب کا دُنیا میں نام لیوا اور پانی دیوا نہیں ہے۔ دیکھ آبرو نہ کھونا۔ سرد نہ ہونا ذرا دُنیا کو دکھا دے کہ مرنے والے یوں مرتے ہیں۔ زندگی میں تو لوگ میری کارستانیاں دیکھ کے تعجب کرتے تھے۔ کاش میری موت بھی ایسی ہی ہو کہ دُنیا بھونچکا ہو جائے۔ اے اہلِ دُنیا بہرام کا رخصتی سلام قبول کرو۔ یہ میرا آخری پیام ہے۔ ایسا تو کون ہوگا۔ جو میرے مرنے سے خوش ہوگا۔

کسی زمانہ کے اچھے ہمیں کریں گے یاد
بُرے ہیں ہم مگر ایسے بُرے بھی کم ہوں گے

کسی کی محبت میں جل کے مرجانا یہ تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اِس لیے کہ ہندوؤں کی عورتیں ایسا کرتی آئی ہیں مگر میری موت میں تھوڑی سی جدّت ضرور ہے کہ میں قاتلِ محبوب پر جان دیتا ہوں"۔

راقم ننگِ انام بہرام ناکام

اس رقعہ کو ایک بوتل میں رکھ کے اور کاگ لگا کے کوٹھی کے باہر گھاس میں پھینک دیا اور دل میں کہتا تھا جو اسے پائیگا سمجھ لیگا کہ بہرام نے خودکشی کر لی"۔

اسکے بعد دونوں لاشوں کے قریب بہت سے پُرانے کاغذ اور کچھ کپڑے اور کچھ گھاس پھوس جمع کر کے مٹی کا تیل چھڑکا اور ایک شمع جلا کے اُس ڈھیر پر ڈال دی۔ تھوڑی دیر میں ایک شعلہ اُٹھا اور آگ بھڑک اُٹھی۔ بہرام کمرہ سے نکل گیا اور باغ کی دیوار پھاند کے ایک جانب کو روانہ ہوا۔ تھوڑی دُور جا کے جو پلٹ کے دیکھا تو آنچیں اُٹھ رہی تھیں۔ شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ بہرام نے دل میں کہا بنگلہ لکڑی کا بنا ہوا تھا جب تک آس پاس کے لوگ اُٹھانے آئیں گے۔ دونوں لاشیں جل کے خاکستر ہو جائینگی شاید کچھ ہڈیاں ملیں تو ملیں ایک لاش کملا پتی کی سمجھی جائیگی اور ایک میری۔ رقعہ سے اسکی تصدیق ہو جائیگی چلئے فراغت پائی۔ اہلِ دنیا کی نظر میں بہرام آج مرگیا"۔

باب (۲۵)

رتن بائی

بہرام کی آنا گلابو اپنے مکان کے دروازہ پر کھڑی تھی۔ اتنے میں کوئی شخص آکے سامنے کھڑا ہوگیا۔ جوں ہی گلابو کی نظر اُسکے چہرے پر پڑی۔ ایک چیخ ماری اور گرنے ہی کو تھی کہ دروازے کے پٹ کو پکڑ کے سنبھل گئی۔

گلابو۔ اے ہے کون؟ تم ..... تم بہرام۔ اے میرے اللہ۔ یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں۔ مشہور تو یہ ہوگیا کہ دشمن ...... اخباروں تک میں چھپا تھا۔

بہرام۔ ہاں۔ سب کے نزدیک میں مرچکا ہوں۔

گلابو۔ اے ہے بچے یہ تیری کیا حالت ہوگئی۔

بہرام۔ آنا تم سے اپنا حال کیا کہوں۔ اِس قصہ کو جانے دو۔ سچ تو یہ ہے کہ اب دُنیا سے میرا دل بھر گیا۔ میں نے ایسے ایسے صدمے اُٹھائے کہ میرا دل ٹوٹ گیا۔ اب میری طبیعت بحال نہیں ہوسکتی۔ اب میں وہ بہرام ہی نہیں جو پہلے تھا۔

گلابو۔ (حیرت کے ساتھ) آخر تمہیں کیا ہوگیا۔

بہرام۔ کیا بتاؤں کہتا ہوں کہ ایسی کہانی نہ چھیڑو۔ میرا دل دُکھتا ہے۔ ایک احسا[illegible] کرو۔ رتن بائی کو ایک نظر دکھا دو۔

گلابو۔ اِس بات کے پیچھے نہ پڑو۔ وہ یہ سمجھتی ہے کہ تم ......

[illegible]ید [illegible] کرتی تھی [illegible]ت اسنے وصیت

دہل جائے گی"۔

بہرام۔ "اچھا تو یہ میں کیونکر گوارا کروں کہ میں زندہ رہوں اور وہ یہ سمجھے کہ میں مر گیا"۔

گلابو۔ "تو پہلے کیوں اس طرح کی خبریں اُڑائیں ؟"

بہرام۔ "کچھ ایسا ہی بن پڑا تھا مگر اب رتن بائی کو دیکھنے کو میرا جی ترستا ہے۔"

گلابو۔ "کچھ تمہارا مطلب تو کھلتا نہیں۔ نہ میں یہ سمجھ سکتی ہوں کہ تم کو رتن بائی سے محبت ہے یا تمہیں تو اپنے مطلب سے مطلب ہے۔ ذرا بھی اس کا خیال نہیں کیا۔ تم اپنے منصوبوں میں گرفتار رہو۔ وہ اس کے بالکل خلاف ہے تم اسکی پروا نہیں کرتے۔ اپنے کام سے کام رکھتے ہو"۔

بہرام۔ "خیر وہ سب منصوبے خاک میں مل گئے۔ میرا بھی اب آخیر وقت ہے مگر رتن بائی میں دم اٹکا ہوا ہے۔ تم اُسکو ایک نظر دکھلا دو تو آسانی سے دم نکل جائیگا۔ یا شاید پھر زندہ ہو جاؤں۔ یہ جانکنی کی تکلیف مجھ سے نہیں اُٹھائی جاتی"۔

گلابو۔ (حیران ہو کے) "تم کہتے کیا ہو، میں تو کچھ سمجھتی نہیں"۔

بہرام۔ "زبان سے کہا نہیں جاتا۔ کیا بیان کروں کہ مجھ پر کیا گذر گیا اور اب گذر رہا ہے اتنا سمجھ لو کہ میری زندگی کا دارومدار رتن بائی پر ہے۔ اگر وہ میرے ساتھ رہے تو میں زندہ رہوں ورنہ سمجھ لو ...."

اتنا کہہ کے بہرام کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔

(بیتاب ہو کے) یا خدا یہ میری سمجھ [illegible]یں آتا کہ کیا بھید ہے۔ رتن بائی کی [illegible] ار کر دی کہ اُسے بہرام کے ساتھ رکھوں اور نہ بہرام کی محبت یہ چاہتی ہے [illegible] جان لوں .... بیٹا آخر کچھ تو بتاؤ یہ کیا بھید ہے

یہ تمہاری کیا حالت ہوئی اور کیونکر ہوئی "۔
بہرام (گردن ہلا کے) جتنا تم سُن سکتی تھیں وہ میں نے کہدیا۔ اِس کے بعد میری زبان بند ہوگئی "۔
گلابو۔ تو پھر رتن بائی کے لئے اِس قدر کیوں بیتاب ہو؟
(فوراً کوئی خیال آیا) اسکے بعد آپ ہی آپ کہنے لگی) کہیں یہ بات تو نہیں ہے، بہرام خدا کے لئے سچ سچ کہدو کیا رتن بائی .... تمہاری بیٹی ہے؟
بہرام کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو ٹپکنے لگے۔ عجب مایوسی کے ساتھ اتنا زبان سے نکلا "ہاں ہے تو یہی بات۔ گلابو سر پکڑ کے دہلیز پر بیٹھ گئی۔ دیر تک ٹھنڈی سانسیں بھرتی رہی۔ پھر کہا تمہاری بیتابی بیجا نہیں۔ مگر اب تک اسے سہراب جی کی بیٹی سمجھتی تھی "۔
بہرام۔ رتن بائی تین مہینے کی تھی کہ اسکی ماں کا انتقال ہوگیا۔ اب اسکے پالنے کی فکر ہوئی۔ میں مرد ذات اتنی سی بچی کیونکر پالتا۔ میں نے اسے ایک عورت کے سپرد کردیا۔ یہ عورت سہراب جی کے یہاں نوکر تھی اور سہراب جی کی بیوی کے تمام اسرار جانتی تھی۔ اتفاقاً اُسی زمانہ میں اُن کی لڑکی جو رتن بائی کے برابر تھی مرگئی۔ سہراب جی کی بیوی نے یہ حال اپنے شوہر سے چھپا ڈالا اور رتن بائی کو اپنی لڑکی مشہور کیا۔ اِس عورت اور سہراب جی کی بیوی کے سوا کسی کو کانوں کان اِسکی خبر نہ تھی۔ سب رتن بائی کو سہراب جی کی لڑکی سمجھتے تھے۔ جب میں نے فیروزہ بائی کے ساتھ شادی کرلی تو اُسکو بھی اس بھید سے نہیں آگاہ کیا۔ فیروزہ بائی رتن بائی کو اپنے چچا کی بیٹی سمجھتی تھی اور بہت محبت کرتی تھی افسوس میری تقدیر ایسی بُری تھی کہ فیروزہ بائی بھی چل بسیں۔ مرتے وقت اُسنے وصیت

کی تھی کہ رتن بائی کی خبر رکھنا اور کسی اونچے گھرانے میں اسے بیاہ دینا۔ سہراب جی نے مرتے وقت رتن بائی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا۔ میں نے اسکو تمہارے پاس رکھا۔ اب تو سارا بھید کھل گیا؟"

گلابو۔ (آنسو پونچھ کے) تو کیا اب تم ضرور رتن بائی کو لیجاؤ گے؟"

بہرام۔ انّا تمہیں بتاؤ کہ اگر رتن بائی بھی میرے پاس نہ رہیگی تو میری زندگی کیونکر ہوگی۔ اب میں نے سب کاموں سے توبہ کرلی۔ ایک گوشے میں بیٹھ کے بسر کرونگا اس حالت میں اگر رتن بائی سہارا نہ دے گی تو میں کیونکر اس رنج و غم کا بوجھ اُٹھا سکونگا۔

گلابو۔ تم اپنی توبہ کو تو جانے دو۔ آج کی اور کل توڑی۔ نو سو چوہے کھاکے بلّی حج کو چلی۔"

بہرام۔ نہیں انّا۔ اب کی مرتبہ کچھ ایسا ہی صدمہ پہونچا ہے کہ میرا دل جانتا ہے۔"

گلابو۔ آخر بیان تو کرو کہ کون سا صدمہ پہونچا؟"

بہرام۔ کیا بیان کروں۔ ذرا سی چوک میں دو بے گناہ مارے گئے۔ اور ایک تو اسی قابل تھی۔ انّا یہ میری غلطی کا نتیجہ تھا۔ اب دل کہتا ہے کہ ہاے یہ تو نے کیا کیا؟"

گلابو۔ ایک بات کہوں یہ نہ کہنا کہ انّا کو میری محبت نہیں۔ رتن بائی کو مجھ سے زیادہ چاہتی ہے۔"

بہرام۔ جو کچھ تم کہنا چاہتی ہو کہو۔ اور تم کو رتن بائی کی محبت ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔"

گلابو۔ میں یہ کہتی ہوں۔ دیکھو بُرا نہ ماننا۔ شاید تمہارے دل کو ناگوار گزرے اتنے صدمے اُٹھا چکے ہو۔"

بہرام۔ کہو بھی جو تقدیر کا لکھا تھا وہ ہوا۔ اور جو کچھ لکھا ہے وہ بھی پورا ہوگا۔"

گلابو۔ میں یہ کہتی ہوں کہ اگر رتن بائی کو یہ معلوم ہوجائے کہ تمہارے یہ کرتوت ہیں تو اُس کو صدمہ ہوگا۔ تمہاری محبت عورتوں کی سی محبت ہے جس سے محبت کرتے ہو اُسکے نیک و بد کو تو سوچ لو۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ رتن بائی میرے ساتھ خوش رہے گی اور میں اُسکے ساتھ خوش رہونگا اور بھی تو کچھ خیال کرلو......

بہرام۔ (بیتاب ہوکے) بس بس انّا میرے دل کو زیادہ نہ دکھاؤ۔ بہتر ہے رتن بائی بھی سمجھتی رہے کہ بہرام مرگیا۔ مگر میری انّا ایک مرتبہ تو میں اُسکی صورت دیکھ لوں۔ پھر تیل تو چلا بھی جاؤں گا"

گلابو نے پٹ کی آڑ سے بہرام کو جھانکنے کا اشارہ کیا۔ بہرام نے دیکھا تو رتن بائی اندر کے دالان میں بیٹھی کچھ سی پرو رہی ہے۔ دیر تک عجیب مایوسی سے اُسکی طرف دیکھتا رہا۔ پھر ایک ٹھنڈی سانس لے کے دروازے سے ہٹ گیا اور انّا سے رخصت ہونے لگا

گلابو نے کہا۔ دیکھو بیٹا ایک بات میری بھی مان لو۔ آخر میرا بھی کچھ حق تم پر ہے۔ تم آج کل بہت گھبرائے ہوئے ہو۔ اس میں کہیں اور کچھ ارادہ نہ کر بیٹھنا۔ رتن بائی کی خوشی سے تم کو خوش ہونا چاہیئے۔ اگر اسکے دل کو خدانخواستہ کوئی صدمہ پہونچا تو تمہارا دل بھی بیتاب ہوجائیگا۔ اللہ نگہبان"
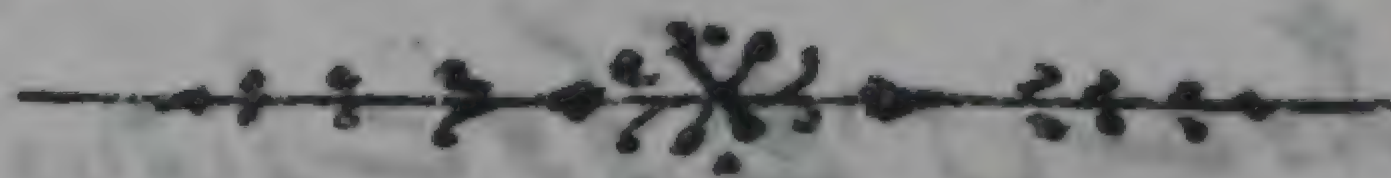
باب (۲۶)

وفائے عہد

م...... ایک دلکشا مقام میں مصروف سیر و شکار ہیں۔ مصاحب نوکر چاکر حاضر ہیں۔ ہر طرف سبز سبز پہاڑیاں نگاہ کو بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ سامنے دریائے ستلج موجیں مار رہا ہے۔ م..... سیر کرتے ہوئے ایک گھاٹی کے پاس پہونچے۔ یہاں پہونچ کے یہاں ٹھہر کے یہ سماں دیکھنے لگے۔ اتنے میں ایک طرف سے ایک پیر مرد جہاں دیدہ لکڑی ٹیکتا ہوا پھونک پھونک کے زمین پر قدم رکھتا قریب آیا۔ م...... کو سلام کیا۔ م..... نے سلام کا جواب دے کے اسکی طرف توجہ کی۔ پیر مرد نے عرض کیا کہ حضور میں ایک شریف آدمی ہوں اور عزت دار ہوں کچھ کہنا چاہتا ہوں مگر سب کے سامنے زبان یاری نہیں دیتی۔ اگر تخلیہ میں اِس غریب کا حال سُن لیجئے۔ تو حضور کی غربا نوازی سے بعید نہیں ؂

م....... (اس کے قریب جاکر) تمہارا نام کیا ہے؟"

پیر مرد۔ (آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے بہت آہستہ سے) خود ہی پہچان لیجئے؟"

م........ آواز اور انداز سے جو کچھ سمجھے اس سے دنگ ہوگئے۔ اپنے ساتھیوں سے کہا تم لوگ ذرا کنارے ہو جاؤ۔ میں اِس پیر مرد کا حال سُننا چاہتا ہوں۔ شریف آدمی ہے شاید کچھ حاجت رکھتا ہے۔ سامنے کہتے ہوئے شرماتا ہے۔"

سب لوگ یہ سن کے اِدھر اُدھر ہو گئے - م ...... نے پوچھا - کہاں آئے - اور کیوں آئے - اور یہ بھیس کیوں بدلا ؟"

پیر مرد - بھیس اِس لئے بدلا کہ آپ تک رسائی ہو سکے - اصل صورت میں یہ غیر ممکن تھا - اور حضور کو یہ خبر ہو چکی ہو گی کہ بہرام مرگیا - پھر بغیر بھیس بدلے حاضر ہونا خطرے سے خالی نہ تھا اور آنے کی غرض حضور ہی کے فائدے کے لئے ہے اور اپنی کوئی غرض نہ تھی عرض یہ کرنا تھا کہ کاغذات "ب" نے آپ کو دیئے ہیں وہ جعلی ہیں - اصلی نہیں ہیں۔"

م ...... (گھبرا کے) ایں ؟ واقعی کیا وہ جعلی ہیں۔"

بہرام - جی ہاں حضور۔"

م ...... مگر وہ تو سورج بلی کی میز سے نکلے تھے۔"

بہرام - مگر وہ بیچارہ مجرم نہ تھا۔"

م ...... پھر کون تھا۔"

بہرام - عرض کروں - ہمت سنگھ کی زوجہ کملا پتی۔"

م ...... (متعجب ہو کے) تو یہ کہو۔"

بہرام - جی ہاں - اب تو وہ بھی مر چکی - اُس نے وہ جعلی خطوط رکھے تھے جو حضور کو ملے - اصلی خطوط کملا پتی ہی کے پاس تھے۔

م ...... پھر اب کہاں ہیں - جہاں ہوں ڈھونڈھ کے لاؤ ؟"

بہرام - لیجئے یہ حاضر ہیں۔"

م ...... نے متحیر ہو کے پہلے لفافہ کی طرف دیکھا - پھر بہرام کی صورت دیکھی - پھر لفافہ پر ایک نظر ڈالی اور ہاتھ بڑھا کے لے لیا اور جیب میں ڈال لیا اسکے بعد پوچھا -

م ...... تمہارے تو مرنے کی خبر مشہور ہو گئی ہے"۔

بہرام ۔ حضور میں نے اپنی زندگی کا اگلا طرز چھوڑ دیا اور توبہ کر لی ۔ اب ایک گوشہ میں بیٹھ کے گیان دھیان میں زندگی بسر کرونگا تو پھر دُنیا کے نزدیک میں گویا مر ہی گیا"۔

م ...... اپنے پُرانے پیشہ سے تم نے توبہ کر لی تو بہت اچھا کیا مگر ترک دنیا کیا ضرور ہے ۔ میرے پاس آؤ میں تمہیں اپنی پولیس کا افسر مقرر کرونگا ۔ تم سے بہتر پولیس کا کام میری نظر میں کون کر سکتا ہے"۔

بہرام ۔ ...... حضور نے اِس مشہور شعر کے مضمون کے موافق خوب کہی ۔

دُزد چوں شحنہ شود امن کند عالم را

م ...... مُسکرائے اچھا کچھ ہی سمجھ لو ۔ پھر اس میں تمہیں کیا عذر ہو سکتا ہے"۔

بہرام ۔ جب ایک بار دُنیا سے تعلق ترک کیا تو پھر اس میں دوبارہ اطمینان مناسب نہیں ہے ۔ شاید قدم کو لغزش ہو جائے اور پھر وہی حرص و ہوا اور وہی دُنیا کے پیچھے مارے مارے پھرنا ۔ سچ یہ ہے کہ میں اپنے نفس کو اس قدر مضبوط نہیں دیکھتا کہ دنیا کے جال میں پھنس سکونگا"

م ...... تعریف تو اسی کی ہے کہ دُنیا سے تعلق بھی رہے اور پھر لالچ کے پھندے میں بھی نہ پھنسے"۔

بہرام ۔ یہ اور لوگ ہیں جو ایسا کر سکتے ہیں ۔ میں شاید اس قابل نہوں"۔

م ...... میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح تمہارے بار سے سبکدوشی حاصل کروں"۔ تم نے بلا طلب اصلی خطوط لا کے میرے حوالہ کر دیئے ۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسکا کیا معاوضہ ہونا چاہئیے"۔

بہرام ۔ کچھ بھی نہیں صرف اِس قدر کہ حضور اپنے گوشۂ خاطر سے مجھے محروم نہ کر دیں

کبھی کبھی دعائے خیر سے یاد فرماتے رہیں۔ یہ خطوط تو آپ کی نذر کرنے کا عہد کیا تھا۔ آج خدا نے میرا عہد پورا کیا اور آپ سے سرخرو ہوا۔"
م...... وہ کستاور کا معاملہ بھی یوں ہی رہا۔"
بہرام۔ جی ہاں وہ شخص درحقیقت ہنسراج نہ تھا کوئی جعلیہ دغاباز تھا وہ بھی مر گیا۔"
راجہ۔ تو پھر تمہارے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیئے۔"
بہرام۔ میں تو عرض کر چکا کہ کچھ نہیں۔"
م...... (مسکرا کے) تو تم مجھے اپنا زیر بار رکھنا چاہتے ہو۔"
بہرام۔ یہ حضور کیا فرماتے ہیں میں کس قابل ہوں۔"
م...... بہرام کو تعجب کی نظر سے دیکھتے ہوئے ایک طرف چلے گئے۔ بہرام بھی رخصت ہوا۔"
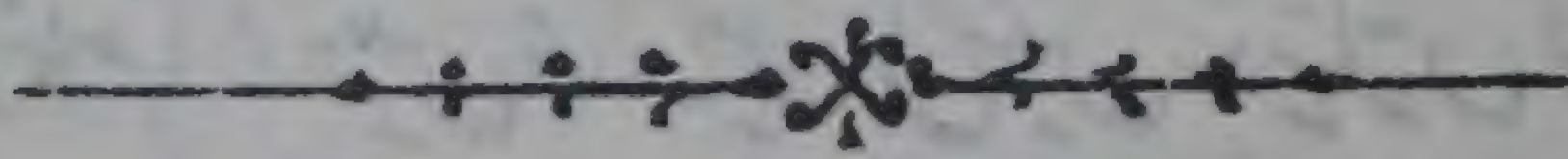
باب (۲۷)

بہرام اپنی لڑکی کے دیکھنے کے لئے گیا۔ پلٹا تو اسکے خیال میں آنا گلابو کی باتیں ایسی کھپ گئی تھیں کہ اگر ہر لفظ کو ایک تیر یا خنجر سے تعبیر کریں تو بھی غیر مناسب نہ ہوگا۔ دل میں کہتا تھا کہ افسوس میں نے اپنی زندگی مفت ضایع کی۔ ایسے ایسے کار نمایاں کئے کہ جنکا کوئی حساب دینے والا نہیں مگر کس کام کے آنا نے سچ کہا کہ وہ آخر پھر وہی چور ہونا۔ میں نے ایسا بُرا کام کیا کہ میری اولاد اگر مجھ سے نفرت کرے اور مجھ سے ملنے کو عار سمجھے تو کچھ بُرا نہیں ہے۔ یہ گلابو میری ماں کے برابر ہے اور اسکو مجھ سے ویسی ہی محبت ہے جیسے ایک ماں کو بیٹے کے ساتھ ہوتی ہے۔ میں کیسا ہی مجرم فاسق عاجز ہوں۔ مگر وہ میری سلامتی منایا کرے گی۔ وہ چاہتی ہے کہ ایک ادنیٰ صدمہ مجکو نہ پہونچے۔ مگر سچی بات وہ بلا کی چیز ہے کہ آخر اُس نے مُنہ پر کہدیا اور جو کچھ کہا حرف حرف سچ کہا۔ اب میری زندگی جو کچھ تمام ہو چکی میری تمام آرزوئیں خاک میں مل گئیں۔ دُنیا میں کوئی ایسا بشر نہ ہوگا جس نے کسی کو چاہا نہ ہو۔ میں نے بھی اگر ایک عورت سے آنکھ لگائی تو کیا بُرا کیا۔ مگر کیا جانتا تھا کہ وہی عورت جسکو میں اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتا تھا وہ میرے قتل کے درپے ہوگی"۔

افسوس وہ یہ بھی نہ سمجھی کہ میں اُسکو چاہتا ہوں۔ اُس نے میرے لئے بھی وہی خنجر تیز کیا جو اوروں کے لئے تھا۔ اِس کے مقتولوں میں اکثر بے گناہ تھے اور یہ آخر خون جسکی وہ باعث ہوئی۔ سوراج بہادر بھی بیگناہ تھا۔ اِس نے کسی کو قتل نہیں کیا تھا مگر نام کے

دو حرفوں (س ب) سے میں نے بھی دھوکا کھایا۔ اِس کمبخت نے خدا جانے اِس پر کیا جادو کیا تھا کہ اس نے ایک لفظ بھی اپنی صفائی میں نہ کہا۔ چپکا پھانسی پر لٹک گیا۔

آخر آخر وہ ہنسراج کو پھانسنا چاہتی تھی۔ ہنسراج میرا بنایا ہوا جعلی راجہ تھا۔ اگر میں مان لوں کہ کملا پتی ہنسراج سے محبت کرتی تھی۔ بالکل غلط، وہ تو صرف یہ چاہتی تھی کہ اگر یہ راجہ ہوا ور یں رانی۔ اسکا یہ مقصد حاصل ہونے کے بعد وہ بھی ٹھکانے لگا دیا جاتا اور جب ہمت سنگھ کو نہ چھوڑا ہمت سنگھ کیسا اپنے سگے بھائی اور سگی بہن کو نہ چھوڑا تو ہنسراج بیچارے کس قطار میں تھے۔ بہت جلد ان کا خاتمہ کر دیا جاتا مگر تقدیر تو یہ چاہتی تھی کہ جلد سے جلد اور فوراً سے بھی پیشیر ہنسراج اپنی ہی حماقت سے جان دے۔ ایک مرتبہ اور بھی اس نے اپنی جان دینے کی کوشش کی تھی مگر میں نے بچا لیا تھا۔ ایکی مرتبہ کملا پتی کے مرنے پر اِس نے اپنے گلے میں پھانسی لگالی۔ بھلا وہ تو مر ہی چکی تھی۔ اب اِس عشقبازی کا کون سا محل تھا اور کون سی وفاداری اِس نے انکے ساتھ کی تھی جو اُنھوں نے جان دیدی۔

اِس زندگی تک ہی تمام تعلقات قائم رہتے ہیں۔ جب کوئی مر گیا تو پھر اس پر مرنا کیا اور جان دینا کیسا۔ ہنسراج نے بالکل حماقت کی اگر وہ زندہ رہتا تو کچھ نہ کچھ آنسو پونچھ جاتے وہ راجہ ضرور ہوتا۔ مانا کہ کملا پتی بہت حسین تھی مگر کشمیر میں ایک سے ایک پری موجود ہے۔ کسی نہ کسی سے دل لگا لیتا۔ زندگی بھر چین سے رہتا اور اسکی وجہ سے مجھکو بھی آرام ملتا۔ اِس نے تو کملا پتی کا مردہ دیکھتے ہی اپنے سر کا بوجھ اُتار کر پھینکدیا یعنی بیفائدہ جان دیدی۔

خیر یہ تو عمر بھر کا رونا ہے اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ اسکی تو میں نے قسم ہی کھائی ہے کہ اب ایسے خطرناک کاموں کی جرأت نہ کرونگا جسمیں میں نے اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ گزار دیا۔ اب اگر زمانہ مہلت دے تو ایک گوشہ میں بیٹھ کے آرام سے بسر کروں۔ بس دُنیا کے مُنہ دکھانے کے

لائق نہیں ہوں۔ نہ میرا کوئی دوست و آشنا ہے۔ تنہائی خوب چیز ہے اور مجھکو اسکی عادت بھی ہے۔ مگر ایک گوشہ کا ملنا شرط ہے۔ دہلی کے لوگ میرے منتظر ہیں"۔
بعضوں نے تو یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ بہرام مرگیا مگر ابھی کچھ لوگ ایسے بھی موجود ہیں جن کو میرے مرنے کا یقین نہ آیا ہوگا۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اگر میں سچ مچ بھی مرجاؤں تو یہی کہتے رہیں گے کہ کوئی بہانہ کیا ہے۔ بہرام مرنے والا نہیں ہے۔ اچھا ان خوش اعتقاد لوگوں کو چلتے چلاتے ایک تماشہ دکھادوں تو کچھ دن میری یاد دلوں میں قائم رہیگی۔ اچھا اُڑنے والی کشتی جو میں نے بنائی ہے اُسکو دُنیا نے ابھی تک نہیں دیکھا۔ کیا اچھا ہو کہ میری آخری رخصت دوستوں سے اس کشتی سے ہو۔
بہرام نے اخبار میں ایک نوٹس اِس مضمون کی بھیجی۔
"جناب ایڈیٹر صاحب۔
آپنے اور دُنیا نے یہ فیصلہ کر ہی لیا ہے کہ بہرام مرگیا اور یہ کسی حد تک صحیح ہے۔ جب آدمی دُنیا میں ناکام ہو کر مایوس ہو جاتا ہے تو اسکی زندگی جو کسی وجہ سے باقی رہتی ہے وہ موت سے بدتر ہوتی ہے۔ مجھ کو دُنیا میں ایسی ہی ناکامی سے سامنا پڑا ہے اسکے اظہار سے دوستوں کو رنج اور دشمنوں کو خوش کرنا خلاف مصلحت ہے۔ بہر حال میں یہ چاہتا ہوں کہ باقی عمر ایسے گوشہ میں بسر کروں جسکی کسی کو خبر تک نہ ملے۔ احباب سے رخصت ہونا ضرور ہے لہذا جن لوگوں کو مجھ سے تعلق خاطر ہے خواہ دشمن ہوں خواہ دوست، وہ پنجشنبہ کے دن ۹ بجے مجھ سے جمنا ..... گھاٹ پر ملیں۔

باب (۲۸)

رخصتی ملاقات

پنجشنبہ کے دن گھاٹ پر لوگوں کا ہجوم ہے - سب منتظر کھڑے تھے کہ بہرام اب آیا اور اب آیا - حالانکہ بہرام ایک کئی بھیس بدلے ہوئے اِس جماعت کے ساتھ خود شریک تھا اور گویا خود اپنا انتظار کر رہا تھا - تھوڑی دیر میں ایک کشتی نمودار ہوئی جسکی بناوٹ کشتی نما طیارہ کی تھی - وہ آہستہ آہستہ گھاٹ کے کنارے آلگی - لوگ اسکی صناعی اور خوبصورتی کو غور سے دیکھنے لگے - اتنے میں بہرام خود ہی اِس مجمع سے نکلا اور سب کے آگے جا کھڑا ہوا کسی کو معلوم نہ ہوا کہ کہاں سے ٹپک پڑا - ننھے منے کو اِس نے آواز دے کر پکارا - یہ لوگ فوراً دوڑے - بہرام نے کہا تم کب سے منتظر ہو - اُنھوں نے کہا آپ کی رخصت کی خبر دیکھ کے ہم دونوں صبح سے گھاٹ پر چلے آئے - اُمید تھی کہ مجمع ہونے سے پہلے آپ سے ملیں گے - لیکن آپ کا کہیں پتہ نہ ملا - اب ٹھیک ۹ بجے ہیں - بہرام نے بھی اپنی گھڑی نکال کے دیکھی اور مجمع کی طرف مخاطب ہو کے کہا میں آج اپنے دوستوں اور دشمنوں سے (اگر کوئی ہو) اول یہ چاہتا ہوں کہ اگر کوئی قصور مجھ سے اُن کی جناب میں ہوا ہو تو اُسکو معاف کر دیں

میری حالت اب ایسی ہے کہ میں موت کو زندگی پر ترجیح دیتا ہوں۔ میرے افعال سے اکثر کو دلچسپی تھی اور ممکن ہے کہ چند لوگوں کو نقصان بھی پہونچا ہو۔ مگر اب مجھ سے نہ کسی کو فائدہ کی اُمید ہو سکتی ہے اور نہ کسی کو نقصان پہونچ سکتا ہے۔ ایسی حالت میں معاف کرنا بہت مناسب ہے۔ (آواز بلند ہوئی ہم نے معاف کیا) بہرام نے بلند آواز سے شکریہ ادا کیا اور فوراً اس مجمع کی طرف نظر ڈالتا ہوا کشتی پر سوار ہو گیا۔ چند سکنڈ تک کشتی بہاؤ کے رُخ پر جاتی ہوئی دکھائی دی۔ یکایک وہ کشتی نہیں معلوم کہ تیز رفتاری سے آگے بڑھ گئی یا آسمان پر اُڑ گئی۔

کئی کوس کے فاصلہ پر شمالی جانب مکرجی بابو کو ایک لفافہ ملا۔ بہرام کا خط پہچان کے کھولا۔ اِس خط کا مضمون یہ تھا۔ "دوستوں سے آخری پیام سلام"۔
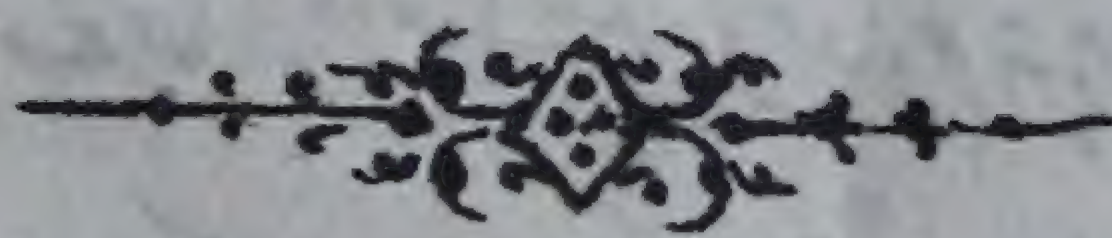
ضمیمہ

دہلی سے کچھ فاصلہ پر نیلی چھتری سے دریائے جمنا کے بہاؤ کی طرف چھ سات میل
ادھر آئے جاؤ تو تم دیکھو گے کہ دریائے جمنا ایک پہاڑی کے نیچے نیچے گزرا ہے۔ یہ پہاڑی جنگلی
درختوں میں چھپی ہوئی ہے۔ دور تک سبزہ زار ہے۔ اس پہاڑی کی ایک چوٹی اطراف سے
زیادہ بلند ہے اور جب اس پہاڑی پر چڑھ جاؤ تو ایک مسطح قطعہ زمین نظر پڑیگا۔ ٹھیک اِس
موقع پر ایک دس بارہ بیگہ کا باغ ہے۔ باغ کی صورت قدرتی جنگل سے زیادہ مشابہ ہے۔
اونچے اونچے درخت آم کھرنی کٹھل بڑہل کے یہاں خاصے کثرت سے ہیں مگر کسی خاص ترتیب سے
نہیں لگائے گئے ہیں۔ اِس باغ میں ایک تختہ گلاب کا اور کئی تمین ہندوستانی خوشبودار
پھولوں کے بیلا، چمیلی، موگرا وغیرہ مختلف مقامات پر چمپا کے درخت ہیں جب وہ پھولتے ہیں
تو سارا جنگل مہک جاتا ہے لیموں نارنگی کے پھول بھی جب کھلتے ہیں تو عجب طرح کی بھینی
بھینی خوشبو پھیلتی ہے۔ انگریزی خوش رنگ پھول اور ٹماٹر اور کھجور کے درختوں نے کسی
کسی موقعہ پر باغ کے لطف کو بڑھا دیا ہے۔ آرائشی بام اور فرن کے نادرے جابجا موجود ہیں
اور اُنکے گرد چھوٹی چھوٹی نالیاں ہر وقت پانی سے بھری رہتی ہیں۔ نالیوں کے کنارے
ہری دوب بھی عجب لطف دکھاتی اور اسی پر کہیں کہیں پھولوں کے چھوٹے چھوٹے
درختوں سے جو پھول سبزہ پر پڑے ہوتے ہیں گویا مخملی سنجاب پر ریشم کے سُرخ پھول بنے ہوئے
ہیں۔ باغ یا پارک اسکو جو چاہے کہو اس کے ہر چہار طرف کھائی بنی ہوئی ہے۔ اُس پر
ایک باڑھ خاردار درختوں کی ہے۔ جیسے ناگ پھنی، دودھارا، تدھارا، ہاتھی چنگھاڑ۔ پھر
اسکے بعد ایک باڑھ مختلف قسم کے بانسوں کی ہے۔ بانسوں کا سلسلہ پھاٹک تک چلا گیا

ہے ۔۔۔ پھاٹک کے دونوں طرف اونچے اونچے بانسوں کے دو بُرج سے بن گئے ہیں ۔
پھاٹک بھی سبز بانسوں کا بنا ہوا ہے یا اس پر سبز رنگ ہے جس کی تمیز بہ مشکل ہو سکتی ہے
جو سمت باغ کی جمنا کی جانب ہے وہاں پہاڑی سے دریا تک جانے کے لئے پہاڑی کو
تراش کے ایک زینہ سا بنا ہوا ہے ۔ زینہ کیا بلکہ قدرتی ڈھال کو جا بجا سے کچھ اس طرح
بنا دیا ہے کہ اترنے والے بسہولت اُتر سکیں اور مصنوعی بناوٹ بھی زیادہ نہ دکھائے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصنوعی نظم و ترتیب کو جہاں تک امکان تھا اِس باغ کے ایجاد کرنے
والوں نے جان بوجھ کے اس خوش اسلوبی سے بچایا ہے کہ نظارہ قدرتی معلوم ہو ۔ ان میں
قدرتی سیڑھیوں سے اُتر کے ایک گھاٹ کی سی صورت نمودار ہوتی ہے مگر وہ بھی نہ
پختہ ہے نہ خام محض یہ خیال رکھا ہے کہ نہانے والوں کو آسانی ہو ۔

پہاڑی کے سب سے بلند مقام تک کئی ڈھال ہیں ان سب پر سبزہ اور درخت ہیں
ڈھالوں کا سلسلہ جب ختم ہو جائے پھر ایک چھوٹا سا قطع زمین مسطح نکال کے ایک بنگلہ بنا
دیا ہے جس میں بہت سے گوشے ہیں جو بہت خوبصورت نظر آتے ہیں بنگلہ ہیں نہایت ہی
مختصر ہے مگر باایں ہمہ دو منزلہ ہے یعنی ہندوستانی دیہاتی مکانوں کی طرح ایک ڈیوڑھی اوپر
کی طرف نظر آتی ہے ۔ اِس میں رات کو روشنی ہوتی ہے وہ گویا اس پہاڑی اور میدان کے
لئے آکاس سے دیا کا کام دیتی ہے ۔ دور سے بھولے بھٹکے مسافروں کو راستہ مل سکتا تھا
یہ سارا بنگلہ ڈھالوں کے سلسلہ میں ہے اور بالکل خوبصورت بیلوں سے پوشیدہ ہے
خصوصاً برسات کے بعد عشق پیچاں کی بیل تو اس قدر گھنی ہوئی ہوتی ہے کہ بنگلہ کی
سطح سے تقریباً ہاتھ بھر بلندی تک اُسی کا خم و پیچ دکھائی دیتا ہے ۔ یہ باغ اور بنگلہ
بالکل آدمیوں سے خالی نظر آتا ہے مگر باغ کے کنارے ایک مختصر سا مویشی خانہ ہے جس میں

چند گائیں بھینسے اور کوئی بیل اور ایک کنارے حرب کے یادگار حضرت اونٹ اپنی لمبی لمبی گردن نکالے ہوئے کبھی ببول اور کبھی نیم کی پتیوں پر ایک منھ مار لیتے ہیں اور چپکے بیٹھ جاتے ہیں۔ باغ میں دو کنوئیں بھی ہیں مگر فی الحال پانی کا انتظام دریا سے کیا گیا ہے کلوں کے سلسلہ سے پانی اس بلندی پر چڑھتا ہے اور تمام باغ کو سیراب کرتا رہتا ہے۔

ہم کئی دن تک اس باغ کی سیر کو گئے کسی نوکر سے اجازت لے کے اندر بھی گئے کوئی روک ٹوک نہ تھی بلکہ مالیوں نے بغیر ہماری خواہش کچھ تازے پھل عمدہ عمدہ آم کچھ پپیے کچھ شفتالو ہمارے سامنے [illegible] دئیے اور خوشنما گلدستہ پھولوں کا بھی لایا بلکہ ہم نے کہا کہ اسکی کیا ضرورت تھی۔ معلوم ہوا کہ مالک مکان کی تاکید ہے کہ جو کوئی بھلا مانس سیر کو آئے وہ یہاں کے پھولوں اور پھلوں سے محروم نہ جانے پائے۔

مالک باغ کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اُن سے ملاقات نہیں ہو سکتی، وہ اکثر دھیان گیان میں رہتے ہیں۔ بنگلہ کے باہر بھی کبھی نہیں نکلتے۔ کچھ اس دلفریب ہوا ہم کو ایسا گرویدہ کر لیا تھا کہ چند روز جانے کا اتفاق ہوا اور یہ بھی شوق تھا کہ کبھی کسی اتفاق سے مالک سے بھی روشناس ہو جائیں تو کیا خوب بات ہے۔ ایک دن بہت سویرے گئے تو طنبورہ کی آواز آئی۔ پھر بھیرویں راگ میں ایک بھجن سُنا یہ تو بالکل نہیں سمجھے پھر بعد اسکے رام کلی میں یہ خیال گوش گزار ہوا ؎

"دونام کریم کو دیت تھے بھور ہیں۔ تب ہوت کرتار ہے۔ دوہو جگت میں کیسی ہو مشکل آسان کرت ہو۔ سوا اس کے اور کون آوے کام ہیں"

نام کتاب	اصلی	رعایتی	نام کتاب	اصلی	رعایتی	کتاب	اصلی	رعایتی
سہراب ہیشن	۸ر	۳ر	انار کلی بیگم	۴ر	۱ر	زر پرست	عہ	۴ر
ملک العزیز ورجینا	عہ	۶ر	مہ پارہ	۸ر	۲ر	کنجی کا راز	عہ	۴ر
فردوس بریں	۸ر	۴ر	حسن بنارس	۸ر	۲ر	شریف چور کلاں	عہ	۶ر
بچھڑوں کا ملاپ	۸ر	۲ر	شیخ چلی	عہ	۲ر	نانا صاحب کی لوٹ	عہ	۶ر
بانشو یک شہزادی	۸ر	۲ر	بہادر ترک	۸ر	[illegible]	کرشمۂ رقابت	عہ	۴ر
شہید وفا	۸ر	۴ر	انوکھا فقیر	۴ر	[illegible]	[illegible] کا قاتل	۸ر	۱ر
ممتاز بیگم	۸ر	۲ر	بہرام کی واپسی	۴ر	۲ر	[illegible]	۳ر	۲ر
شیطان زادہ	۸ر	۲ر	انجام محبت	۸ر	۲ر	عبدالرحمن ناصر	۶ا	عہ
شریف بدمعاش	۸ر	۱ر	انقلاب فرانس	عہ	۶ر	عروس مصر	۶ار	عہ
نظیر عشق	۸ر	۲ر	فطرتی جاسوس	عہ	۵ر	سیلاب خون	عہ	عہ
حسین رانی	۸ر	۲ر	بوالہوس بنگالی	۸ر	۲ر	حیرت انگیز شہر	۸ر	۴ر
ہوائی بندوق	۶ر	۱ر	میاں پوت	۸ر	۲ر	اجتماع ضدین	۶ر	۵ر
جورو کا غلام	۸ر	۲ر	طلسم ابجد	۸ر	۲ر	اختر النساء	۴ر	۳ر
شعلۂ نگیں	۸ر	۲ر	اڈیٹر کا حشر	۳ر	۱ر	پیارا پیارا عاشق	۸ر	۳ر
دُر شہوار	۱۲ر	۳ر	ٹرکی حرم سرا	۸ر	۳ر	وفادار دلہن	عہ	۴ر
شریف چور	۳ر	۱ر	جنگ طرابلس	۸ر	۲ر	ظریفوں کی کانفرنس	۴ر	۳ر
چنچل معشوق	۸ر	۱ر	[illegible]ام پیاری	۸ر	۱ر	طواف زمین	عہ	۱۴ر
وفادار لڑکی	۸ر	۲ر	غمگین دلہن	۸ر	۱ر	سیاحت زمین	عہ	عہ
لاڈو بیگم	۶ر	۱ر	درد عشق	۶ر	۲ر	سیاحت ہوا	عہ	۱۴ر
بوڑھا دولہا	۶ر	۲ر	درد دل	۳ر	۱ر	[illegible]زنین مراکش	۸ر	۶ر
نرالا عاشق	۸ر	۲ر	مخزن مذاق	۶ر	۱ر	[illegible]یونی	۶ار	۶ار
محاصرہ پیرس	عہ	۴ر	بلائے بد	عہ	۵ر	سمندر کی سیر	۶ار	۶ار
چمپا	۴ر	۱ر	بہرام چور	عہ	۴ر	روح لیلیٰ	۷ر	۱۲ر
پاتال کی سیر	عہ	۴ر	سوز	عہ	۱۴ر	عیار فقیر	۸ر	۶ر

ملنے کا پتہ:- صدیق بک ڈپو امین آباد پارک لکھنؤ